29th West Coast

Jalsa Salana USA

December 26, 27 and 28, 2014

Baitul Hameed Mosque: 11941 Ramona Avenue Chino, CA 91710

1-909-627-2252

Promised Messiah (as):

It is essential for all those who can afford to undertake the journey, that they must come to attend this convention which embodies many blessed objectives. They should disregard minor inconveniences in the cause of Allah and His prophet (peace be upon him). Allah yields reward to the sincere persons at every step of their way, and no labor and hardship, undertaken in His way, ever goes to waste. I re-emphasize that you must not rank this convention in the same league as other, ordinary, human assemblies. This is a phenomenon that is based purely on the Divine help, for propagation of Islam".**Ishtihar 7 Dec. 1892, Majmoo`ah Ishtiharat Vol. I, Page 341**

Please come and join us for these blessed days of Jalsa by registering on line:

www.ahmadiyya.us/wcjs

Saturday Guest Session keynote address:

"Khilafat vs. Caliphate: Shedding Light on the True Islam" *by* Imam Azhar Haneef , Naib Ameer, with featured remarks by U.S. Congressman Ed Royce (California, 39th District)

t@wcjsusa email: wcjalsa2014@ahmadiyya.us web: ahmadiyya.us/wcjs

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

النور

(2:258)

اکتوبر۔نومبر 2014

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیّتی اور ادبی مجلّہ

فہرس

قرآن کریم	2
احادیث مبارکہ	3
کلام امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام	4
ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	5
خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15 ر اگست 2014ء/15 ظہور 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن	6
ویسٹ کوسٹ کے علاقہ کی جماعتوں کا اٹھائیسواں جلسہ سالانہ۔سید شمشاد احمد ناصر مربی سلسلہ	13
نظم۔'مسجد مریم' مبارک احمد ظفر۔لندن	17
نظم۔' آمدِ شہِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم' طارق احمد مرزا	17
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان خدائی نشان	18
سانحہ 28 مئی 2010ء۔ڈاکٹر محمود احمد ناگی جارجیا امریکہ	19
درود شریف اور اس کے فضائل و برکات۔نعمان ظفر	22
نظم۔' وہ سترہ دن' ارشاد عرشی ملک	26
تحریک جدید کی اہمیت اور اغراض و مقاصد۔مکرم مولانا طاہر محمود احمد صاحب مربی سلسلہ	28
نظم۔' دعا عاجے سراپا دعا کی آمد ہے' امۃ الباری ناصر	31
جہاد بالقلم۔قرۃ العین تالپور	32
نظم۔' مہدی علی قمر شہید' ڈاکٹر محمود احمد ناگی جارجیا، امریکہ	35
فطرت کی زبان۔اویس احمد نصیر مربی سلسلہ اوکاڑہ کینٹ پاکستان	36
نظم۔' اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ۔ہے' سعید احمد کوکب ایم۔اے	38
شادی بیاہ کے متعلق دینی تعلیمات۔سلطان نصیر احمد، ربوہ	39
بلڈ پریشر، اسباب اور احتیاطیں۔عزیز احمد طاہر ایم اے	43
حرف ثنا' مبشر احمد صاحب مربی سلسلہ	45
نظم۔' محمد ﷺ کے اصل وارث' طیبہ جمیل	46
"MTA انٹرنیشنل" کی نعمت۔امۃ اللطیف زیروی، نیوجرسی	47
اِنّی معک یا مسرور۔ڈاکٹر سید شہاب احمد، ایڈمنٹن، کینیڈا	53
"رشیدہ جس کو حق نے رُشد بخشا" ثمینہ ارائیں	58
'فبایّ الآءِ ربکما تکذبان' صفیہ بیگم رعنا	60

..فَلَا تَکُنۡ مِّنَ الۡقٰنِطِیۡنَ ۝

(الحجر:56)

پس مایوس ہونے والوں میں سے نہ ہو۔

...وَلَا تُطِعۡ مِنۡہُمۡ اٰثِمًا اَوۡ کَفُوۡرًا ۝

(الدھر:25)

اور اُن میں سے کسی گناہ گار اور سخت ناشکرے کی پیروی نہ کر۔

{700 احکامِ خُداوندی صفحہ 79}

نگران: ڈاکٹر احسان اللہ ظفر

امیر جماعت احمدیہ، یو۔ایس۔اے

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر نصیر احمد

مدیر: ڈاکٹر کریم اللہ زیروی

ادارتی مشیر: محمد ظفر اللہ ہنجرا

معاون: حسنیٰ مقبول احمد

لکھنے کا پتہ: karimzirvi@yahoo.com

OR

Editor Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

قرآن کریم

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (البقرة آیت 174)

اُس نے تم پر صرف مُردار۔ خون۔ سؤر کے گوشت کو اور اُن چیزوں کو جنہیں اللہ کے سوا کسی اور سے نامزد کر دیا ہو حرام کر دیا ہے۔ مگر جو شخص (ان اشیاء کے استعمال پر) مجبور ہو جائے اور وہ نہ تو قانون کا مقابلہ کرنے والا ہو اور نہ حدود سے آگے نکلنے والا ہو اُس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ شریعت اسلامیہ میں جن اشیاء کے کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ وہ دو قسم کی ہیں۔ اوّل حرام دوم ممنوع۔ لغۃً تو حرام کا لفظ دونوں قسموں پر حاوی ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اس آیت میں صرف چار چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ یعنی مردار۔ خون۔ سؤر کا گوشت اور وہ تمام چیزیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام سے نامزد کر دیا گیا ہو۔ ان کے سوا بھی شریعت میں بعض اور چیزوں کے استعمال سے روکا گیا ہے۔ لیکن وہ چیزیں اشیاء ممنوعہ کی فہرست میں تو آئیں گی۔ قرآنی اصطلاح کے مطابق حرام نہیں ہونگی جیسے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نَهٰى عَنْ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِىْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ (مسلم جلد2 کتاب الصید والذبائح) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلیوں والے درندے اور پنجوں والے پرندے کو کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ نَهٰى عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم کتاب الصید والذبائح)

یہ احکام اس آیت یا دوسری آیات کے مضمون کے مخالف نہیں ہیں۔ کیونکہ جس طرح اوامر کئی قسم کے ہیں بعض فرض ہیں بعض واجب ہیں اور بعض سنت ہیں۔ اسی طرح نہی بھی کئی اقسام کی ہے۔ ایک نہی محرّمہ ہے اور ایک نہی مانعہ ہے اور ایک نہی تنزیہی ہے۔ پس حرام چار اشیاء ہیں باقی ممنوع ہیں اور ان سے بھی زیادہ وہ ہیں جن کے متعلق نہی تنزیہی ہے۔ یعنی بہتر ہے کہ انسان اُن سے بچے۔ حرام اور ممنوع میں وہی نسبت ہے جو فرض اور واجب میں ہے۔ پس جن اشیاء کو قرآن کریم نے حرام کہا ہے انکی حرمت زیادہ سخت ہے اور جن سے آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے وہ حرمت میں اُن سے نسبتاً کم ہیں۔۔۔

ایک صحابیؓ کا واقعہ ہے۔ انہیں جنگ میں پکڑ کر اور قید کر کے قیصر کے پاس بھیجا گیا۔ اُس نے چاہا کہ انہیں قتل کر دے۔ مگر اُس کے مصاحبوں نے کہا کہ قتل نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مسلمان بھی ہمارے قیدیوں کو قتل نہیں کرتے اور اگر عمرؓ کو پتہ لگ گیا کہ اُن کے ایک آدمی کو قتل کیا گیا ہے تو وہ اس کا سختی سے انتقام لیں گے۔ قیصر نے کہا میں تو چاہتا ہوں کہ اسے ایسی سزا دوں جو دوسروں کے لئے باعثِ عبرت ہو۔ اس پر انہوں نے کہا اسے سؤر کا گوشت کھلانا چاہیئے چنانچہ انہوں نے اُس صحابیؓ کو چند دن بھوکا رکھا اور پھر سؤر کا گوشت کھانے کو دیا اُس نے کھانے سے سختی سے انکار کر دیا۔ وہ اُسے کھانے پر مجبور کر رہے تھے کہ قیصر کے سر میں شدید درد شروع ہو گئی جس کا اُن سے کوئی علاج نہ ہو سکا۔ اُس کے مصاحبوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ اس شخص کو تکلیف دینے کی وجہ سے ہے۔ آخر یہ قرار پایا کہ مسلمانوں کے خلیفہ کو دُعا کیلئے لکھا جائے۔ اور چونکہ ایسی صورت میں اُن کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ ایک مسلمان پر ایسی سختی کریں۔ ورنہ دُعا مشکل تھی۔ اس لئے وہ مجبور ہو کر اُسے کھانا دینے لگ گئے۔ پس جو لوگ ایمان میں پختہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ اُن پر ایسا موقعہ ہی نہیں لاتا کہ انہیں حرام چیز کھانی پڑے خدا تعالیٰ خود ان کے لئے ہر قسم کی خیر و برکت کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 339-340, 345)

احادیث حضرت خاتم النّبیین

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو یہ دُعا پڑھتے :

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا ا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی، اَللّٰھُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحِکَ، وَاقْلِبْنَا بِذِمَّۃٍ، اَللّٰھُمَّ ازْوِلَنَا الْاَرْضَ، اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا، وَاطْوِعَنَّا بُعْدَالْاَرْضِ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ، وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَکَآبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ۔

(ترمذی کتاب الدعوات و ابو داؤد کتاب الجهاد)

اے اللہ ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کے طلبگار ہیں اور ایسے عمل کی توفیق چاہتے ہیں جس سے تو راضی ہو جائے۔ اے اللہ! تو اپنی خیر خواہی کے ساتھ ہمارا رفیق سفر ہو جا اور ہمیں اپنے عہد و پیمان کے ساتھ واپس لوٹانا۔ اے اللہ! زمین کو ہمارے لئے سمیٹ دے۔ اے اللہ! ہم پر یہ سفر آسان کر دے اور زمین کی دوری کو ہم سے لپیٹ دے۔ اے اللہ! سفر میں بھی تو ہی ساتھی ہے اور گھر میں بھی تو ہی جانشین ہے۔ اے اللہ! مَیں سفر کی مشقت، کسی اندوہناک منظر، اور گھر بار کے لحاظ سے بری واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

☆......☆......☆

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! مَیں نے آج رات آپؐ کی دُعا سنی اور جو الفاظ میں سُن پایا ہوں وہ یہ تھے۔ حضورؐ نے فرمایا خوب دیکھ لو اس دُعا میں کوئی کمی نظر آتی ہے۔ اس دُعا کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

اے اللہ! مجھے میرے گناہ بخش دے اور میرا گھر میرے لئے وسیع کر دے اور جو کچھ تو مجھے رزق عطا کرے اُس میں میرے لئے برکت ڈال دے۔

☆......☆......☆

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت حسن و حسینؓ کو اس دُعا سے دم کرتے اور فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کے لئے انہی الفاظ میں الٰہی پناہ مانگا کرتے تھے:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللہِ التَّآمَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّ مِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ۔

(بخاری کتاب الانبیاء)

میں اللہ کے کامل و مکمل کلمات کی پناہ طلب کرتا ہوں موذی شیطان اور جانور سے اور ہر نظر بد سے

☆......☆......☆

منظوم کلام امام الزمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بندوں میں اپنے بھید خُدا کے ہیں صد ہزار　　تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار

پس تُم تو ایک بات کے کہنے سے مر گئے　　یہ کیسی عقل تھی کہ براہِ خطر گئے

بدبخت تر تمام جہاں سے وہی ہُوا　　جو ایک بات کہہ کے ہی دوزخ میں جا گِرا

پس تم بچاؤ اپنی زباں کو فساد سے　　ڈرتے رہو عقوبتِ ربّ العباد سے

دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا　　سیدھا خُدا کے فضل سے جنت میں جائے گا

وُہ اِک زباں ہے، عُضوِ نہانی ہے دُوسرا　　یہ ہے حدیثِ سیّدنا سیّد الوریٰ

پر وہ جو مجھ کو کاذب و مکار کہتے ہیں　　اور مُفتری و کافر و بدکار کہتے ہیں

اُن کے لئے تو بس ہے خُدا کا یہی نشاں　　یعنی وُہ فضل اُس کے جو مجھ پر ہیں ہر زماں

دیکھو! خُدا نے ایک جہاں کو جُھکا دیا!　　گُم نام پا کے شہرۂ عالَم بنا دیا!

جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دِکھا دیا　　میں اِک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

دُنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی　　جو اُس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی

ایسے بدوں سے اُس کے ہوں اَیسے معاملات　　کیا یہ نہیں کرامت و عادت سے بڑھ کے بات

جو مفتری ہے اُس سے یہ کیوں اتحاد ہے　　کس کو نظیر ایسی عنایت کی یاد ہے

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

’’خدا کا سورج اور چاند وغیرہ کی قسم کھانا ایک نہایت دقیق حکمت پر مشتمل ہے جس سے ہمارے اکثر مخالف ناواقف ہونے کی وجہ سے اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ خدا کو قسموں کی کیا ضرورت پڑی اور اس نے مخلوق کی کیوں قسمیں کھائیں۔لیکن چونکہ ان کی سمجھ زمینی ہے نہ آسمانی۔اس لئے وہ معارف حقہ کو سمجھ نہیں سکتے۔سو واضح ہو کہ قسم کھانے سے اصل مدعا یہ ہوتا ہے کہ قسم کھانے والا اپنے دعوے کے لئے ایک گواہی پیش کرنا چاہتا ہے کیونکہ جس کے دعوے پر اور کوئی گواہ نہیں ہوتا وہ بجائے گواہ کے خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے اس لئے کہ خدا عالم الغیب ہے اور ہر ایک مقدمہ میں وہ پہلا گواہ ہے۔گویا وہ خدا کی گواہی اس طرح پیش کرتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اس قسم کے بعد خاموش رہا اور اس پر عذاب نازل نہ کیا تو گویا اس نے اس شخص کے بیان پر گواہوں کی طرح مہر لگا دی۔اسلئے مخلوق کو نہیں چاہیئے کہ دوسری مخلوق کی قسم کھاوے کیونکہ مخلوق عالم الغیب نہیں اور نہ جھوٹی قسم پر سزا دینے پر قادر ہے۔مگر خدا کی قسم ان آیات میں ان معنوں سے نہیں جیسا کہ مخلوق کی قسم میں مراد لی جاتی ہے بلکہ اس میں یہ سنت اللہ ہے کہ خدا کے دو قسم کے کام ہیں۔

ایک بدیہی جو سب کی سمجھ میں آسکتے ہیں اور ان میں کسی کو اختلاف نہیں اور دوسرے وہ کام جو نظری ہیں جن میں دنیا غلطیاں کھاتی ہے اور باہم اختلاف رکھتی ہے

سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ بدیہی کاموں کی شہادت سے نظری کاموں کو لوگوں کی نظر میں ثابت کرے۔پس یہ تو ظاہر ہے کہ سورج اور چاند اور دن اور رات اور آسمان اور زمین میں وہ خواص درحقیقت پائے جاتے ہیں جن کو ہم ذکر کر چکے ہیں۔مگر جو اس قسم کے خواص انسان کے نفس ناطقہ میں موجود ہیں ان سے ہر ایک شخص آگاہ نہیں۔سو خدا نے اپنے بدیہی کاموں کو نظری کاموں کے کھولنے کیلئے بطور گواہ کے پیش کیا ہے۔گویا وہ فرماتا ہے کہ اگر تم ان خواص سے شک میں ہو جو نفس ناطقہ انسانی میں پائے جاتے ہیں تو چاند اور سورج وغیرہ میں غور کرو کہ ان میں بدیہی طور پر یہ خواص موجود ہیں اور تم جانتے ہو کہ انسان ایک عالم صغیر ہے جس کے نفس میں تمام عالم کا نقشہ اجمالی طور پر مرکوز ہے۔پھر جب کہ یہ ثابت ہے کہ عالم کبیر کے بڑے بڑے اجرام یہ خواص اپنے اندر رکھتے ہیں اور اسی طرح پر مخلوقات کو فیض پہنچا رہے ہیں تو انسان جو ان سب سے بڑا کہلاتا ہے اور بڑے درجہ کا پیدا کیا گیا ہے وہ کیونکر ان خواص سے خالی اور بےنصیب ہوگا۔نہیں، بلکہ اس میں بھی سورج کی طرح ایک علمی اور عقلی روشنی ہے جس کے ذریعہ سے وہ تمام دنیا کو منور کر سکتا ہے اور چاند کی طرح وہ حضرت اعلیٰ سے کشف اور الہام اور وحی کا نور پاتا ہے اور دوسروں تک جنہوں نے انسانی کمال ابھی تک حاصل نہیں کیا اس نور کو پہنچاتا ہے۔پھر کیونکر کہہ سکتے ہو کہ نبوت باطل ہے اور تمام رسالتیں اور شریعتیں اور کتابیں انسان کی مکاری اور خودغرضی ہے۔یہ بھی دیکھتے ہو کہ کیونکر دن کے روشن ہونے سے تمام راہیں روشن ہو جاتی ہیں۔تمام نشیب وفراز نظر آجاتے ہیں۔سو کامل انسان روحانی روشنی کا دن ہے۔اس کے چڑھنے سے ہر ایک راہ نمایاں ہو جاتی ہے۔وہ سچی راہ کو دکھلا دیتا ہے کہ کہاں اور کدھر ہے کیونکہ راستی اور سچائی کا وہی روز روشن ہے۔ایسا ہی یہ بھی مشاہدہ کر رہے ہو کہ رات کیسی تھکوں ماندوں کو جگہ دیتی ہے۔۔۔ایسا ہی خدا کے کامل بندے دنیا کو آرام دینے کے لئے آتے ہیں۔خدا سے وحی اور الہام پانے والے تمام عقل مندوں کو جانکاہی سے آرام دیتے ہیں۔۔۔ایسا ہی خدا کی وحی انسانی عقل کی پردہ پوشی کرتی ہے جیسا کہ رات پردہ پوشی کرتی ہے۔۔۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 126-128)

خطبہ جمعہ

خدا کی محبت ہی وہ مقام ہے جس سے روحانی حیات ملتی ہے۔حقیقی روحانی زندگی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پرلبّیک کہنا ضروری ہے

دنیا کو روحانی زندگی بخشنے کے لئے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور پیروی میں بھیجا ھے۔

آپ کا یہ دعویٰ کہ میں دنیا کو زندگی دینے آیا ہوں بڑی شان سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔لوگوں کو روحانی زندگی اب آپ کے ذریعہ سے ہی مل رہی ہے اور مل سکتی ہے۔

خلافت وہ انعام ھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ھے۔ چھین کر نہیں لیا جاتا۔ ظلم کر کے نہیں حاصل کیا جاتا۔ معصوموں کو زندہ درگور کر کے نہیں حاصل کیا جاتا۔ ظالمانہ طریقے پر قتل کر کے اس نظام پر قبضہ نہیں کیا جاتا۔ یہ تو زندگیاں دینے کا ذریعہ ھے نہ کہ زندگیاں لینے کا۔ جو خدا تعالیٰ کی تائید اور مدد کے بغیر ممکن نہیں ھے۔

غلبہ انشاءاللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا مقدر ہے اور بحیثیت فرد جماعت اس بات کو ہر ایک سمجھے کہ اس غلبے میں مَیں نے بھی حصہ ڈالنا ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15 راگست 2014ء بمطابق 15 ظہور 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۭ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۭ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ○

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (انفال:25) کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ اور رسول کی بات پر لبّیک کہو۔ جب وہ تمہیں بلائے تا کہ تمہیں زندہ کرے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو زندگی دینے کے لئے بھیجتا ہے۔ ان یعنی مومنوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کی موت کو زندگی عطا کرنے کے لئے بھیجتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ زندگی روحانی زندگی ہے نہ کہ ظاہری موت سے زندگی۔ یہاں ایک صداقت کا بھی اظہار ہے کہ مومن کو ہمیشہ نبی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی اصلاح کے سامان کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہماری زندگی کے سامان کئے اور ایک کامل اور مکمل شریعت قرآن کریم کی صورت میں نازل فرمائی۔ اور اس پر عمل کرنے کا کامل نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہنے والوں نے محسوس کیا اور محسوس کرتے تھے۔ جو جتنا زیادہ آپ کے قریب تھا اتنا ہی زیادہ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونے کا حسن نکھر کر واضح ہوتا تھا اور آپ کی بیویاں آپ کے اس حسن عمل کی سب سے زیادہ گواہ ہو سکتی تھیں اور تھیں۔ تبھی تو جب سوال کرنے والے نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟ آپ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن۔ آپ کا خُلق قرآن تھا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8صفحہ 144حدیث عائشة رضی اللہ عنھا حدیث نمبر 25108 عالم الکتب بیروت 1998ء)

جو کچھ اس میں یعنی قرآن کریم میں ہے اس کا عملی نمونہ آپ تھے۔

پس انبیاء کا وجود دنیا میں نمونہ ہوتا ہے۔ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کے وجود یا ان کے نمونے سے کسی کو ٹھوکر لگے۔ یہاں اس آیت میں اللہ اور رسول کو اکٹھا کر کے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ جو اللہ کہتا ہے وہی اس کے رسول کہتے اور کرتے ہیں۔ پس اگر روحانی زندگی چاہتے ہو تو آنکھیں بند کر کے رسول کے پیچھے چل پڑو۔ اس کی اتباع کرو۔ اس کے حکموں پر عمل کرو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو یہ بھی فرمایا کہ اگر تم خدا تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ضروری ہے اور خدا کی محبت ہی وہ مقام ہے جس سے روحانی حیات ملتی ہے، روحانی زندگی ملتی ہے۔ پس حقیقی روحانی زندگی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبّیک کہنا ضروری ہے۔ اور جب تک ایک مسلمان کہلانے والا حقیقی رنگ میں اس بات کو نہیں مانتا جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ میں اعلان کروائی کہ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ(آل عمران:32)۔ پس میری اتباع کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اس وقت تک ایک مسلمان کہلانے والا حقیقی متبع اور مومن نہیں کہلا سکتا۔ اور آپ کی اتباع کے لئے آپ کے نمونے کی لکھی ہوئی تفصیل جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا قرآن کریم کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہ قرآن کریم ہی ہے جو کہتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں ناانصافی پر مجبور نہ کرے۔ یہ قرآن کریم ہی ہے جو کہتا ہے کہ بلا وجہ کسی کا خون نہ بہاؤ۔ یہ قرآن کریم ہی ہے جو کہتا ہے مخلوق کے حقوق ادا کرو۔ یہ قرآن کریم ہی ہے جو کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃٌ للعالمین ہیں جو بلا تخصیص مذہب و ملّت ہر ایک کے لئے رحمت ہیں۔ رحمانیت اس بات کا ہی تقاضا کرتی ہے کہ وہ بلا تخصیص ہو۔

غرض کہ جیسے جیسے قرآن کریم کو پڑھتے جائیں اس میں ہر قسم کی رہنمائی اور ہدایت ملتی چلی جاتی ہے۔ پس قرآن کریم تو ہر اس شخص کے اعتراض کو ردّ کرتا ہے جو آجکل کے مسلمانوں کے غلط عمل دیکھ کر غیر مسلم یا معترضین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام پر کرتے ہیں کہ یہ زندگی ہے؟ تم کہتے ہو کہ رسول زندگی دینے والا ہے لیکن کیا یہ زندگی ہے جو دینے کے لئے تمہارا رسول اور تمہارا دین آیا ہے؟ انبیاء تو زندگیاں دیتے ہیں لیکن مسلمانوں کے تو عمل بھی مردہ ہیں اور عملاً بھی انسانی زندگی کے خاتمے میں یہ پڑے ہوئے ہیں۔ معصوموں بیواؤں کے قتل ہو رہے ہیں۔

مجھ سے اگر کوئی پوچھے، کئی دفعہ لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں۔ احمدیوں سے بھی پوچھتے ہیں تو مَیں یہی کہا کرتا ہوں کہ تمہارے اس اعتراض کا جواب تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول چودہ سو سال پہلے اسلام کے ابتدا میں ہی قرآن کریم میں سورۃ جمعہ کی ان آیات میں دے چکے ہیں کہ ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ(الجمعة: 3-4) کہ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔

پس یہ جہالت اور گمراہی جو اس وقت کے مسلمانوں کے عمل سے ظاہر ہو رہی ہے وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی اور اس کے دُور کرنے کے لئے اور اصل زندگی بخش پیغام دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا اور اب یہ زندگی بخش پیغام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اس کو پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر جماعت احمدیہ مسلمہ یہ پیغام پہنچا رہی ہے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ یہ پہنچائے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان حالات کے بارے میں، ان لوگوں کے بارے میں، ان علماء کے بارے میں جو آجکل یہ حرکتیں کر رہے ہیں واضح فرما دیا کہ یہ لوگ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں جو علماء بنے پھرتے ہیں۔ فتنوں کی اور فسادوں کی یہ لوگ آماجگاہ بن جائیں گے

(الجامع لشعب الایمان للبیهقی جلد سوم صفحه 317 فصل قال وینبغی لطالب العلم......باب نشر العلم و الا یمنعه اهله...... حدیث نمبر 1763)

اور اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کا نزول ہوگا جو زندگی بخشے گا۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ میں زندگی بخشنے آیا ہوں اور آپ کے ماننے والوں نے یہ زندگی پائی۔ پس یہ اعتراض کہ کیا یہ رسول ہے جو زندگی دینے والا ہے؟ یہ ختم ہو جاتا ہے کیونکہ آپ نے اور اللہ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ یہ حالات ہوں گے۔ یہ پیغام تو زندگی بخش ہے اور رہے گا۔ یہ رسول تو زندگی بخش ہے اور ہمیشہ تا قیامت رہے گا لیکن اس پر عمل کرنے والے اس کی

پیروی کرنے والے نہیں ہوں گے اور ایسے حالات میں پھر اللہ تعالیٰ آپ کی کامل اتباع اور پیروی میں مسیح موعود کو بھیجے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے صرف دو ہی گروہ ہیں۔ اوّل صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے سخت تاریکی میں مبتلا تھے اور پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پیشگوئیوں کا مشاہدہ کیا اور یقین نے ان میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کی کہ گویا صرف ایک روح رہ گئے۔ دوسرا گروہ جو بموجب آیت موصوفہ بالا صحابہ کی مانند ہیں مسیح موعود کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہ کی مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو دیکھنے والا ہے اور تاریکی اور ضلالت کے بعد ہدایت پانے والا۔ اور آیت اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ میں جو اس گروہ کو مِنْھُمْ کی دولت سے یعنی صحابہ سے مشابہ ہونے کی نعمت سے حصہ دیا گیا ہے۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھے اور پیشگوئیاں مشاہدہ کیں ایسا ہی وہ بھی مشاہدہ کریں گے اور درمیانی زمانہ کو اس نعمت سے کامل طور پر حصہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ آج کل ایسا ہی ہوا کہ تیرہ سو برس بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دروازہ کھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا.....''۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''......طاعون کا پھیلنا اور حج سے روکے جانا بھی سب نے بچشم خود ملاحظہ کرلیا۔ ملک میں ریل کا تیار ہونا اونٹوں کا بیکار ہونا یہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تھے جو اس زمانے میں اس طرح دیکھے گئے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے معجزات کو دیکھا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے اس آخری گروہ کو مِنْھُمْ کے لفظ سے پکارا تا یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں وہ بھی صحابہ کے رنگ میں ہی ہیں۔ سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاج نبوۃ کا اور کس نے پایا۔ اس زمانے میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے حاصل کی۔ بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے''۔

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد14صفحہ305۔306)

پس آپ کا یہ دعویٰ کہ میں دنیا کو زندگی دینے آیا ہوں بڑی شان سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے بھی دنیا کو زندگی بخش رہا ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے کلام کو سمجھنا آپ کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے۔ اس کے بغیر ناممکن ہے۔ قرآن کریم کے معارف وحقائق بتانا آپ کا ہی کام ہے۔ لوگوں کو روحانی زندگی اب آپ کے ذریعہ سے ہی مل رہی ہے اور مل سکتی ہے۔ چودہ سو سال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور محبت میں فنا ہو کر کامل عملی نمونہ آپ نے ہی پیش فرمایا۔ پس یہ عملی اور اخلاقی زندگی بخشنے کا فیضان آج بھی جاری ہے۔ لیکن اسلام پر اعتراض کرنے والے اس طرف نظر نہیں کرتے۔ اگر مسلمانوں کے غلط عمل دیکھتے ہیں تو ضرورت سے زیادہ پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ اعتراضوں کی بھرمار شروع ہو جاتی ہے۔

گزشتہ دنوں مجھے کسی نے لکھا کہ ایک پڑھے لکھے عیسائی سے اسلام کی خوبصورت تعلیم پر بات ہو رہی تھی اور خلافت کے جاری نظام اور جماعت دنیا میں کیا خدمات انجام دے رہی ہے اس بارے میں احمدی نے بتایا تو وہ کہنے لگا کہ میڈیا کو کیوں نہیں بتاتے۔ یہ دنیا کو کیوں نہیں پتا لگتا۔ اخباروں میں یہ کیوں نہیں آتا۔ اس دوست نے کہا کہ ہم تو بتاتے ہیں۔ ہماری تبلیغ بھی ہے، لیف لٹس کی تقسیم بھی ہے۔ اب تو تقسیم لاکھوں کروڑوں میں چلی گئی ہے۔ بسوں میں اشتہار ہیں اور ذریعے ہیں اشتہار کے۔ مختلف پروگرام ہیں۔ خبریں بھی دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن میڈیا اس کو اتنی کوریج نہیں دیتا جتنی وہ منفی خبروں کو دیتا ہے۔ تو عیسائی دوست خود ہی کہنے لگے کہ ہر چیز ہی کمرشلائز ہو چکی ہے میڈیا کو بھی جس طرف رجحان زیادہ ہو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے چٹ پٹی خبروں کی ضرورت ہے تا کہ لوگ ان کو سنیں اور دیکھیں اور مسلمانوں کے خلاف کیونکہ آجکل رجحان ہے اس لئے ان کے خلاف خبریں لگانے میں یہ تیزی دکھاتے

ہیں۔ خود ہی کہنے لگا کہ میڈیا والے انصاف سے کام نہیں لیتے اور حقائق سے گریز کرتے ہیں۔ بہر حال یہ ان کا کام ہے لیکن بعض اب ایسے بھی ہیں جو کچھ نہ کچھ حق میں کہنے یا بولنے لگ گئے ہیں۔

گزشتہ دنوں مَیں نے ذکر کیا تھا کہ بی بی سی کے نمائندے نے مجھ سے انٹرویو لیا تھا۔ کافی لمبا تھا۔ اس کے کچھ حصے کو انہوں نے اپنی ایک ڈاکومنٹری میں بھی سنایا ہے جو کل ایک دفعہ دکھایا جا چکا ہے۔ بی بی سی ایشیا پر اور جو بی بی سی ورلڈ ریڈیو سروس ہے اس میں شاید ہفتے سے دکھائیں گے یا ہفتے سے شروع کریں گے یا صرف ہفتے والے دن انہوں نے دکھانا ہے۔ بہر حال اس دن انہوں نے کہا کہ ہم یہ سنائیں گے۔ (دکھائیں گے نہیں سنائیں گے کیونکہ ریڈیو سروس ہے۔) اس میں میری یہ بات بھی انہوں نے شامل کی ہے کہ جماعت جو خوبصورت تعلیم دیتی ہے وہ اسلام کی حقیقی تعلیم ہے اور اسی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہر سال جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ پوری بات تو نہیں لیکن بہر حال انہوں نے کافی حد تک بتائی، کچھ کچھ الفاظ بھی بیچ میں سنائے ہیں کہ جو لوگ شامل ہوتے ہیں وہ اس لئے شامل ہوتے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم ان کو پتا لگتی ہے اور اسلام کے اس زندگی بخش پیغام کو سن کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پس اسلام کی تعلیم میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے میں کوئی کمی نہیں ہے بلکہ ایک کامل اور مکمل نمونہ اور تعلیم ہے۔ اگر خرابی ہے تو ان علماء اور لوگوں میں جو ان کی غلط رہنمائی کرتے ہیں اور جو غلط طریقے پر ان علماء کے پیچھے چلتے ہیں۔

اگر یہ بات نہ ہو کہ انبیاء زندگی بخشتے ہیں جس کا سب نبیوں نے دعویٰ کیا تو خدا تعالیٰ کی ذات پر بھی اعتماد اٹھ جائے۔ وہ مردہ مذاہب جو صرف دعویٰ کرتے ہیں اور اب زندگی بخشنے والی بات ان میں کوئی نہیں رہی۔ اس لئے لوگ ان مذاہب کو چھوڑ رہے ہیں۔ ان مذاہب کے ساتھ رسمی تعلق تو ہے لیکن ایمان کی حالت نہیں۔ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے اس زمانے میں بھی اپنا رسول بھیج کر اپنی تعلیم کو تازہ کر کے ہمارے سامنے پیش فرمایا تا کہ ہم روحانی زندگی کو حاصل کرتے چلے جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے مامور اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ لے کر آتے ہیں کہ جو قوم ان کے ساتھ شامل ہو گی، حقیقی پیروی کرے گی وہ اسے کامیابی تک پہنچائیں گے۔ انہیں روحانی زندگی عطا ہو گی اور باقی لوگ ناکام اور ذلیل ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ آپ غالب آئیں گے۔ آپ کے ماننے والے ترقی کرتے چلے جائیں گے انشاء اللہ۔ خلافت کا نظام آپ کے بعد آپ کے کام کو جاری رکھنے کے لئے چلتا چلا جائے گا۔ کوئی اور نظام اگر اس کے مقابل پر اٹھے گا تو ناکام و نامراد ہو گا۔ خلافت وہ انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ چھین کر نہیں لیا جاتا۔ ظلم کر کے نہیں حاصل کیا جاتا۔ معصوموں کو زندہ درگور کر کے نہیں حاصل کیا جاتا۔ ظالمانہ طریقے پر قتل کر کے اس نظام پر قبضہ نہیں کیا جاتا۔ یہ تو زندگیاں دینے کا ذریعہ ہے نہ کہ زندگیاں لینے کا۔ جو خدا تعالیٰ کی تائید اور مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پس کوئی اور نظام بھی جو چھین کر لیا جائے وہ خدا تعالیٰ کا تائید یافتہ نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا ہے۔

یہاں ایک چیز یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے مامور کو ماننے والے، زندگی حاصل کرنے والے اور زندگیاں دینے والوں کو قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں اور مامور کے ساتھ شامل ہونے والے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی قربانیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ ان کو قربانیوں کی اہمیت کا پتا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بعض دفعہ اپنی اس ظاہری زندگی کو روحانی زندگی کے لئے قربان کر دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں بھی ایسے تھے جنہوں نے اپنے خاندان، رشتے دار، مال، کاروبار حتی کہ جان تک کی قربانی دی۔ ماننے والوں کو جذبات کی، رشتے داروں کی، مالوں کی تو اکثر قربانی دینی پڑتی ہے لیکن جان کی قربانیاں دینے والے بھی ہوتے ہیں۔ تو ان میں ایسے تھے جنہوں نے یہ سب کچھ قربان کیا لیکن اپنی روحانی زندگی پر موت نہیں آنے دی۔ اور آج بھی سینکڑوں ہزاروں ایسے ہیں جو قربانیاں دیتے ہیں۔ جذبات کی قربانی ہے، مال کی قربانی ہے، رشتوں کی قربانی ہے۔ یہ سب قربانیاں وہ خوشی سے دے رہے ہیں اور جان کی قربانیاں بھی بعض جگہوں پہ دے رہے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو احمدیت قبول کرتے ہیں، اسلام کے حقیقی زندگی بخش پیغام کو قبول کرتے ہیں تو ساتھ ہی ان کے لئے مشکلات اور مصائب کا دَور شروع ہو جاتا ہے لیکن وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ روحانی زندگی کو ظاہری زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ لوگ مختلف تکالیف میں سے گزرتے ہیں، بہت تنگ کیا جاتا ہے لیکن پرواہ نہیں کرتے۔ ایسی مشکلات سے گزرنے والوں کی اب تو جماعت کی تاریخ میں

بے شمار مثالیں ہیں۔ چند ایک کی مثالیں مَیں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں جنہوں نے اگر چہ جان کی قربانی تو نہیں دی لیکن احمدیت قبول کی تو جذبات کی قربانی، معاشرے کی مشکلات اور مصائب کا ان کو سامنا کرنا پڑا۔ معاشرے میں احمدیت قبول کرنے کے ساتھ ہی ان پر دباؤ پڑنے شروع ہو گئے۔

ایک صاحب حسام الدین صاحب تھے۔ عرب ہیں۔ انہوں نے ہمارے عکرمہ صاحب کے لئے ایک دفعہ ایک پیغام چھوڑا کہ کچھ عرصہ قبل میں نے بیعت کی تھی اور اب بڑے مشکل حالات کا سامنا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو تسلی دلائی۔ حالات پوچھے کیا وجہ ہوگئی۔ تو انہوں نے کہا کہ میں اور میری بیوی تبلیغی جماعت سے منسلک تھے اور تبلیغی دوروں پر جایا کرتے تھے۔ پھر جب ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام پر مَیں ایمان لے آیا۔ مجھے سچا لگا، زندگی بخش لگا۔ میری بیوی نے بڑی شدید مخالفت کی اور میرے گھر والوں کو میرے خلاف بھڑکایا۔ تو کہتے ہیں مولویوں کو بھی میرے خلاف کیا۔ مولویوں کے کہنے پر میری بیوی الازہر سے میری تکفیر کا فتویٰ بھی لے آئی اور ہماری علیحدگی ہوگئی۔ نکاح ختم ہو گیا جو مولویوں کا طریق ہے۔ اس کے بعد کہتے ہیں گھر والوں نے مجھ پر بہت پریشر ڈالا کہ جماعت کو چھوڑ دوں لیکن میں نے کسی کی پرواہ نہیں کی۔ اس بیوی سے میرے چار بچے بھی ہیں لیکن سب کچھ چھوڑنے کے باوجود میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان پر قائم ہوں۔ بیعت کے بعد مجھے اجنبیت کی حقیقت معلوم ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سمجھ آیا کہ ''اسلام اجنبی ہونے کی حالت میں شروع ہوا اور آخر کار پھر اجنبی ہو جائے گا۔ پس اجنبیوں کو مبارک ہو۔'' کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خود مجھے پناہ دی اور میرا کفیل ہوا ہے۔ اللہ کرے کہ میں کبھی نہ پھسلوں۔ میں پھسلنے والا نہیں اور ثابت قدم رہوں گا انشاء اللہ۔

اسی طرح مختلف علاقے ہیں۔ اب یہ ایسٹ افریقہ ہے جہاں تنزانیہ سے ہمارے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں شیانگا ریجن کے بعض علاقوں میں ایک تبلیغی پروگرام کا موقع ملا۔ کئی جگہ سے نئی بیعتیں آئیں۔ ان میں ایک گاؤں سونگا میلے ہے۔ وہاں غیر احمدیوں کی مسجد بھی ہے۔ اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں میں سے تقریباً نوّے فیصد مسلمانوں نے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کر لی اور اس کے بعد پھر تنزانیہ میں غیر احمدیوں کی مسلمانوں کی تنظیم بکواٹا (Bakwata) ہے جو کہ مسلمانوں کی ایک نمائندہ جماعت سمجھی جاتی ہے، اس نے شدید مخالفت شروع کر دی۔ پہلے انہوں نے احمدیوں کو ڈرانے دھمکانے کی کوششیں کیں اور کیونکہ انہوں نے یہاں فوری طور پر معلم بھی بھیج دیا تھا تا کہ تربیت شروع ہو جائے اور اس نے تربیت شروع کر دی تھی۔ اس لئے ان کے ایمان میں مضبوطی پیدا ہوتی رہی۔ اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ان کو ہو گیا۔ انہوں نے کسی کے ڈرانے دھمکانے کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ آخر انہوں نے اپنی مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا۔ انہوں نے نماز پڑھنے کے لئے ایک متبادل جگہ بنا لی اور انہوں نے مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا تو پھر انہوں نے نیا رخ اختیار کیا اور جو ضلعی انتظامیہ تھی اور جو پولیس تھی اس کا افسر جو کہ خود سنی مسلمان تھا اس نے بھی بکواٹا کی ضلعی تنظیم کے ساتھ مل کے گاؤں کے نو احمدیوں کو تنگ کرنا شروع کیا۔ معلم صاحب سمیت دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ پھر کچھ وقفے کے بعد چھوڑ بھی دیا اور پھر دوبارہ چند دنوں کے بعد معلم کو بھی اور ہمارے تین چار احمدیوں کو بھی گرفتار کر لیا اور یہی اصرار تھا کہ مقدمہ کریں گے۔ مختلف قسم کے الزامات احمدیوں پر لگاتے رہے کہ احمدی ہماری مسجد کو آگ لگانے آئے ہیں۔ اس لئے اپنی الگ مسجد بنا رہے ہیں۔ انتشار پیدا کر رہے ہیں۔ ہمارا امن وسکون برباد کر دیا ہے۔ جو باتیں یہ خود کرتے ہیں وہ سب الزامات احمدیوں پر لگاتے چلے گئے۔ لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور یہ سب لوگ اپنے ایمان پر قائم رہے اور انہوں نے کسی قسم کی پرواہ نہیں کی۔ یہ بڑی مشکلات میں سے گزر رہے ہیں۔

اب ایک اور تیسری مثال دیتا ہوں۔ پہلے ایسٹ افریقہ تھا۔ یہ ویسٹ افریقہ ہے۔ بورکینا فاسو۔ فرنچ علاقہ ہے۔ یہاں بھی گان زُور گُو (Ganzourgou) ایک جگہ ہے۔ وہاں پچھلے سال کی بات ہے کہ پانچ سو بیعتیں ہوئیں جس میں گاؤں کا چیف اور امام بھی بیعت میں شامل ہو گئے۔ آخر ان کے جو دوسرے گاؤں کے علاقے کے قریبی رشتے دار تھے انہوں نے مخالفت شروع کر دی۔ سوشل بائیکاٹ ہو گیا۔ سلام کرنا، میل جول، لین دین یہ سب ختم کر دیا۔ وہاں اس علاقے میں، قصبے میں یا گاؤں میں ایک چھوٹی سی جگہ تھی، جہاں نماز پڑھا کرتے تھے وہاں نماز پڑھنے پر پابندی لگا دی اور مخالفت بڑھتی چلی گئی لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے، اب یہ جو دور دراز علاقے میں رہنے والے لوگ ہیں اور بظاہر اَن پڑھ کہلاتے ہیں، انہوں نے کسی مخالفت کی پرواہ نہیں کی اور اپنے ایمان کو سلامت رکھا اور قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اب حالات بہتر کر دیئے ہیں۔ تو ان مخالفتوں میں سے ہر ایک کو گزرنا پڑتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

فرمایا۔ میں نے پرانے لوگوں کی مثالیں نہیں دی ہیں۔ بے شمار ایسی مثالیں ہیں۔

یہ تازہ مثالیں اس لئے دی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تیزی سے اپنے فضل سے دلوں میں ایمان بھرتا ہے اور دلوں میں ایمان بھر رہا ہے اور پھر اس کے بعد یہ ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں ایسے لوگ ہیں جو احمدیت اور حقیقی اسلام کے پیغام کو سمجھ کر اپنی روحانی زندگی کا سامان کر رہے ہیں۔ یہ کام سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ اپنے ماموروں کے شامل حال ہوتی ہے تو یہ کام ہوتے ہیں۔ مامور کی نہ اپنی ہمت سے ہو سکتا ہے۔ نہ ہی ہمارے مبلغین یا بعد کا نظام جو ہے وہ یہ کر سکتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی تائیدات شامل حال نہ ہوں۔ اور یہ تائیدات ہی ہیں جو قربانی کے لئے تیار کرتی ہیں اور استقامت عطا کرتی ہیں۔ کئی پاکستانی بھی ہیں جو احمدیت قبول کرتے ہیں۔ بعض دفعہ ان سے مختلف جگہوں پر مختلف ملکوں میں ملاقات بھی ہوئی تو جب بھی میں نے ان سے کہا کہ بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا، سختیاں جھیلنی پڑیں گی، پاکستان نہیں جا سکتے یا جاؤ گے، جیسا کہ بعض جاتے بھی ہیں تو مشکلات ہوں گی۔ تو انہوں نے کہا ہم نے بڑی سوچ سمجھ کے قبول کیا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہیں گے۔

یہ تو دنیا کا بھی طریق ہے اور اسی اصل پر دنیا چلتی ہے کہ کسی بھی مقصد کے حصول کے لئے محنت بھی کرنی پڑتی ہے، قربانی بھی دینی پڑتی ہے اور بڑے مقاصد کے حصول کے لئے بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ پس دائمی روحانی زندگی کے لئے قربانیاں تو ساتھ ساتھ چلتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ہر قربانی کے لئے تیار رہنے والوں کو بغیر قربانی کے ہی اس قدر نواز دیتا ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ اگر انسان جو بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا اپنی استعداد کے مطابق معمولی نمونہ دکھانے کی کوشش کرتا ہے اور اپنا معمولی نمونہ دکھا کر دوسرے انسانوں کو نواز سکتا ہے تو خدا تعالیٰ جو بڑا دیالو ہے، جو نیتوں کے بھی بیشمار پھل لگاتا ہے اس کے نوازنے کی تو انتہا ہی نہیں ہے۔ انسان کی قربانی اور اس پر انعام کی ایک دنیاوی مثال ہم پیش کرتے ہیں۔ بہت سارے لوگوں نے سنی ہوگی۔

کہاوت ہے کہ ایران کا ایک بادشاہ تھا۔ وہ اپنے وزیر کے ساتھ ایک کسان کے پاس سے گزرا جو درخت لگا رہا تھا۔ عمر کے لحاظ سے وہ ایسے حصے میں تھا جہاں ان درختوں کے پھلوں سے اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ تو بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں اس درخت لگانے سے کیا فائدہ ہوگا۔ اس نے جواب دیا کہ پہلوں نے جو درخت لگائے تھے، جو قربانیاں کی تھیں ان کو ہم کھا رہے ہیں اور جو ہم لگائیں گے ان کو آئندہ نسلیں کھائیں گی۔ بادشاہ کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی اچھی بات لگتی تو خوش ہو کر وہ زِہ کہتا تھا۔ جس کا مطلب وزیر کے لئے یہ اشارہ ہوتا تھا کہ اس کو انعام دے دو۔ کسان کی یہ بات سن کر بادشاہ خوش ہوا اور اس نے زِہ کہا تو وزیر نے اس کو اشرفیوں کی ایک تھیلی دے دی۔ یہ تھیلی لے کر کسان نے کہا کہ اس درخت نے تو لگاتے لگاتے ہی پھل دے دیا۔ اس کا تو ابھی فائدہ شروع ہو گیا۔ یہ بات پھر بادشاہ کو اچھی لگی۔ اس نے یہ سن کر پھر زِہ کہہ دیا۔ وزیر نے پھر ایک تھیلی دے دی۔ اس پر اس نے کہا کہ درخت تو کئی سالوں میں تیار ہوتا ہے اور پھر ایک دفعہ پھل دیتا ہے۔ میرے درخت نے تو لگاتے لگاتے دو پھل دے دیئے۔ اس پر بادشاہ نے پھر زِہ کہا اور کہا کہ اب چلو یہاں سے۔ نہیں تو بوڑھا ہمیں لوٹ لے گا۔ تو یہ تو دنیاوی بادشاہوں کا حال ہے جہاں انعاموں سے نوازتے ہیں وہاں خزانے خالی ہونے کا بھی ان کو ڈر رہتا ہے۔ لیکن ہمارا خدا تو وہ انعام دیتا ہے اور دیتا چلا جاتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتے اور روحانی زندگی دینے کے بعد پھر دائمی زندگی دیتا ہے اور اس اخروی زندگی میں بھی انعام دیتا چلا جاتا ہے اور بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اس کے حصول کے لئے جیسا کہ یہ بوڑھا کسان قربانی کر رہا تھا قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ ایسی قربانیاں جن کا فوری فائدہ نظر نہیں آتا مگر اس کے پیچھے بہت عظیم الشان فوائد ہوتے ہیں۔ انبیاء کے متبعین بھی اسی اصول کے تحت قربانیاں کرتے ہیں اور وہ اور ان کی جماعت دنیا میں پھر کامیاب ہوتے جاتے ہیں۔ اور باقیوں کو خدا تعالیٰ ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں پر کیا کیا ظلم نہیں کئے گئے۔ تقریباً تین صدیوں تک ان پر سخت مظالم ڈھائے گئے مگر وہ صبر سے مظالم برداشت کرتے رہے اور قربانی کرتے چلے گئے حتّٰی کہ تیسری صدی میں جب روما کے بادشاہ نے عیسائیت قبول کی تو پھر ان کو آزادی حاصل ہوئی۔ انہوں نے اس مشکلات کے دور میں غاروں میں چھپ کر بھی گزارا کیا۔ پس جس طرح عیسائیوں نے پہاڑوں کے غاروں میں چھپ کر اپنے ایمانوں کو سلامت رکھا۔ اپنی روحانی زندگی کو بچانے کے لئے چٹانوں کے پیچھے چلے گئے۔ اس لئے کہ انہیں یقین تھا کہ ایک دن ان کو آزادی ملنی ہے۔ اسی طرح آج مسیح محمدی کے غلاموں کو ان سے زیادہ یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا یہ غلبہ ہونا ہے۔ پس ہم نے بھی جہاں

جہاں مشکلات کے دَور ہیں اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنی ہے۔ جو زندگی کا پانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں پلایا اس سے فیض پاتے چلے جانا ہے۔ عیسائیوں نے تو چٹانوں کے پیچھے چھپ کر اپنے ایمانوں کی حفاظت کی اور قربانیاں دیں۔ ہم نے اپنے ایمانوں کو پتھر کی چٹان کی طرح مضبوط کرنا ہے اور یہ ثابت کر کے دکھانا ہے تا کہ وہ انعام اور وہ فیض ہمیشہ جاری رہے۔ کچے ایمان تو پہلے بھی تھے اور بہت سوں میں ہیں۔ ہم نے اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ مامور کا کام نئی زندگی پیدا کرنا ہوتا ہے اور ایمانوں کو مضبوط کرنا ہوتا ہے اور وہ حالت بہر حال ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ اپنے اندر پیدا کرنی ہے اور اس حالت کا اظہار اس وقت ہو سکتا ہے جب ہم اس بات پر کامل یقین رکھتے ہوں کہ غلبہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا مقدر ہے اور بحیثیت فرد جماعت اس بات کو ہر ایک سمجھے کہ اس غلبے میں مَیں نے بھی حصہ ڈالنا ہے۔ دنیا کی نجات میرے ذریعہ سے ہونی ہے اور اس کے لئے میں نے اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ تمام مشکلات کے باوجود میں نے اپنی زندگی کے بھی سامان کرنے ہیں اور دنیا کی زندگی کے بھی سامان کرنے ہیں کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں جو دنیا کو زندگی دے سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی فتوحات اور غلبے کا کئی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا وے گا'' (اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھیل رہی ہے) ''اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِؤُوْنَ (یٰس: 31) پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے'' (جیسا کہ غیر احمدیوں کا نظریہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں ناں کہ آسمان سے اترنا ہے) ''اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبے کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔'' انشاء اللہ

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد20صفحہ 66,67)

آج ہی مَیں ڈاک میں دیکھ رہا تھا کہ ایک جگہ ہمارے لڑکے لیف لٹ تقسیم کرنے گئے۔ غالباً جرمنی کی یا کسی اور ملک کی بات ہے۔ ذہن میں مستحضر نہیں۔ انہی یورپی ملکوں میں سے تھا۔ بہر حال ایک جگہ لیف لٹ تقسیم کر رہے تھے کہ عیسیٰ مسیح آ گیا۔ تو وہاں دو آدمی اپنے گھر کے باہر بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگے ہم ابھی اسی بات پر ڈسکس (Discuss) کر رہے تھے کہ اگر عیسیٰ نے آنا تھا تو آسمان سے اب تک کیوں نہیں اترا۔ اور اگر اب نہیں آنا تو پھر کب آئے گا؟ اور اگر زمین سے آنا ہے تو کون آئے گا؟ اور اسی ڈسکشن کے دوران ہی تم یہ لیف لٹ لے آئے کہ عیسیٰ علیہ السلام آ چکے ہیں۔ مسیح موعود علیہ السلام آ چکے ہیں۔ اور تمہارا یہ پروگرام ہے، نمائش بھی ہے۔ ہمیں یہ دعوت نامہ مل گیا ہم ضرور آئیں گے۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نئے نئے راستے کھول رہا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں خود ڈال رہا ہے کہ وہ اس بات کو سوچیں۔ اللہ کرے کہ ہم ہمیشہ اس پھلنے پھولنے والے درخت کا حصہ بنے رہیں اور ہمارے ایمان مضبوط چٹان کی طرح قائم رہنے والے ہوں اور ہم اپنی ذمہ داریاں ہمیشہ ادا کرتے چلے جانے والے رہیں۔

جماعت احمدیہ امریکہ کی ویسٹ کوسٹ کے علاقہ کی جماعتوں کا

اٹھائیسواں جلسہ سالانہ

رپورٹ مرتبہ سید شمشاد احمد ناصر، شکاگو

خدا تعالیٰ کے فضل سے 2013ء کی آخری تاریخوں میں 27 تا 29 دسمبر مسجد بیت الحمید چینو میں جماعت احمدیہ امریکہ کے مغربی ساحل پر بسنے والی جماعتوں نے اپنا 28واں جلسہ سالانہ منعقد کیا جو بہت کامیاب رہا۔ جلسہ میں شرکت کے لئے مرکزی نمائندگان بھی تشریف لائے جن میں مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نائب امیر امریکہ۔ مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نائب امیر امریکہ۔ مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر امریکہ، مکرم حسن حکیم صاحب نیشنل سیکریٹری دعوت الی اللہ۔ مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد نیشنل سیکریٹری تعلیم القرآن وقف عارضی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا نصیر احسان صاحب نیشنل سیکریٹری مال امریکہ شامل تھے۔ جماعت احمدیہ لاس اینجلس ایسٹ، لاس اینجلس ان لینڈ اور لاس اینجلس ویسٹ نے اس جلسہ کے انتظامی امور اور مہمان نوازی کے فرائض ادا کئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے اخبارات نے جلسے کی کوریج دی۔ عربی، انگریزی اور اردو اخبارات میں جلسے کی خبریں شائع ہوئیں۔

جلسہ کی تیاریاں

جیسا کہ مروجہ طریق ہے کہ جلسہ کے لئے افسران کا تقرر ہوتا ہے مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نے مشن ہاؤس میں ایک میٹنگ بلائی جس میں مکرم عاصم انصاری صاحب صدر جماعت ان لینڈ، مکرم ڈاکٹر احسن خان صاحب صدر جماعت لاس اینجلس ایسٹ، مکرم ناصر نور صاحب اور خاکسار شامل ہوئے۔ اور متفقہ طور پر درج ذیل افسران کی محترم امیر صاحب سے منظوری لی گئی۔ افسر جلسہ سالانہ مکرم ناصر نور صاحب۔ افسر جلسہ گاہ مکرم مظفر صدیقی صاحب۔ افسر خدمت خلق مکرم ڈاکٹر رانا بلال صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ۔ اور ان کی نیابت میں ریجنل قائد مکرم سید اکمل صاحب، لجنہ کی طرف سے ریجنل صدر لجنہ کو منتظمہ اعلیٰ مقرر کیا گیا۔

چنانچہ سب افسران نے اپنے اپنے نائبین اور پھر منتظمین اور معاونین کا انتخاب کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے سب کو بھر پور حصہ لیکر خدمت بجالانے کی توفیق ملی، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

جلسہ کے انتظامات کی انسپیکشن

جلسہ سالانہ چونکہ اپنی پراپرٹی میں ہوتا ہے جہاں پر خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک وسیع وعریض بیت الحمید ہے۔ اور قریباً 300 کے لگ بھگ کار پارکنگ کی جگہ ہے۔ اور ایک مقامی چرچ جو بیت الحمید کے بالکل ساتھ ہے وہ اپنے پارکنگ لاٹ کو ہفتہ اور اتوار کے دن ہمارے لئے مخصوص کر دیتے ہیں۔ اس سے بھی ہم نے فائدہ اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔ اپنی پراپرٹی میں جلسہ منعقد کرنے کی وجہ سے خدام۔ لجنہ۔ ناصرات واطفال سب نے راتوں کو آ آ کر اسے سجایا بھی اور جلسے کے انتظامات بھی مکمل کئے۔

مورخہ 26 دسمبر 2013ء بروز جمعرات مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نے جلسہ کے انتظامات کا معائنہ کیا۔ آپ کے ہمراہ ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر اور مقامی جماعتوں کے صدران اور مہمانان کرام بھی تھے۔

جلسہ کا پہلا سیشن

جلسہ کا پہلا سیشن 27 دسمبر بروز جمعۃ المبارک منعقد ہوا۔ مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نے خطبہ جمعہ دیا جس میں آپ نے آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی اور مدنی زندگی اور آپ پر مصائب وتکالیف کے دور کا ذکر کر کے کثرت سے درود شریف پڑھنے اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلائی۔

پہلا سیشن شام 3 بج کر 10 منٹ پر شروع ہوا۔ اس سیشن کی صدارت مکرم محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نائب امیر امریکہ نے کی۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم محترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت احمدیہ

امریکہ نے انٹرنیٹ کے ذریعہ لائیو خطاب کیا۔ آپ نے جلسہ کے انعقاد پر شاملین کو مبارکباد دی اور جلسہ سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ جن اغراض کی خاطر حضرت مسیح موعود نے جلسہ کا انعقاد کیا تھا انہیں ہر وقت مدنظر رکھا جائے۔ آپ نے فرمایا انشاءاللہ جماعت احمدیہ قیامت تک زندہ و پائندہ رہے گی اس لئے ہماری بہت ساری ذمہ داریاں ہیں جن کو ہمیں ہر وقت پورا کرتے رہنا چاہئے۔ دُنیا میں روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے، دنیا کا خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرنے کے لئے ہمیں ہر وقت کوشش کرنا چاہئے۔ پس اس کے لئے صحیح ایمان کی ضرورت ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی خطبہ جمعہ میں ہمارے ویسٹ کوسٹ کے جلسہ کا ذکر کیا۔ حضور انور نے خطبہ جمعہ قادیان میں جلسہ سالانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جو نصائح فرمائی تھیں، جماعت کو ان پر عمل کرنے کی طرف بھی امیر صاحب نے توجہ دلائی۔ اس کے بعد آپ نے دعا کرائی جس میں سب شاملین جلسہ شامل ہوئے۔

جلسہ کی پہلی تقریر جس کا عنوان ''اللہ تعالیٰ کی صفت غیب کا صحیح مفہوم'' تھا، محترم مولانا مبشر احمد صاحب آف سان فرانسسکو کی تھی۔ آپ نے قرآن کریم کی متعدد آیات جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفت ''غیب'' سے تھا بیان کر کے ان کے صحیح معانی اور فلسفہ کو بیان کیا۔ دوسری تقریر مکرم وقاص ملک صاحب کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان آنحضرت ﷺ کا ارفع مقام خاتم النبیین تھا۔ آپ نے ختم نبوت اور آیت خاتم النبیین کا صحیح مفہوم بیان کر کے معترضین کے اعتراضات کے جواب دیئے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب کے حوالہ جات بھی سنائے۔

ان کی تقریر کے بعد برادر حسن حکیم صاحب نیشنل سیکریٹری دعوت الی اللہ نے ''دعوت الی اللہ ایک اہم فریضہ'' کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے موجودہ زمانہ کی حالت اور پھر ایک احمدی کی دعوت الی اللہ کے ضمن میں ذمہ داریوں کی طرف احباب کو توجہ دلائی آپ نے بتایا کہ ہم انصار اللہ ہیں اللہ کے مددگار ہیں اور اس کے لئے دعا اور صبر کے ساتھ مستقل مزاجی سے یہ فریضہ ادا کرتے چلے جانا ہمارا فرض ہے۔ اس سیشن کی یہ آخری تقریر تھی۔ اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نے سیشن کے ختم ہونے کا اعلان کیا۔

ہفتہ کے دن نماز تہجد اور درس

صبح جلسہ کا آغاز تہجد باجماعت سے ہوا، نماز تہجد ہمارے ایک احمدی گھانین عبداللہ عیسیٰ نے پڑھائی۔ اس کے بعد درس القرآن ہوا جو مکرم فہیم احمد صاحب نے دیا۔

ہفتہ کا دن پہلا سیشن

یہ سیشن مکرم محترم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نائب امیر امریکہ کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد ایک نوجوان مکرم حارث ظفر صاحب آف پورٹ لینڈ نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا'' دہریت ایک کھلا چیلنج اور اس کے سدّ باب کا طریق''۔ مکرم آفتاب جمیل صاحب نے ''تکبر'' کے موضوع پر بہت عمدہ اور مدلل تقریر کی۔ مکرم ڈاکٹر رانا بلال احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے نہایت سادہ زبان میں موثر طور پر ''فحشا و المنکر سے اجتناب'' کے موضوع پر تقریر کی۔ خاص طور پر ایسے معاشرہ میں رہتے ہوئے جو زہریلی باتیں اور کام نوجوانوں پر اثر انداز ہو رہے ہیں ان کی نشاندہی کر کے اسلامی تعلیم کو بیان کیا گیا۔

اسکے بعد مکرم اویس احمد صاحب اور دانیال نے ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔ مکرم رمضان الحق جٹالہ صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے رفقاء کرام کی غیر مشروط اطاعت کے نمونوں پر نہایت عمدہ اور دلوں پر اثر کرنے والے واقعات سنائے۔

مکرم شہزاد امجد صاحب نے صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ایمان افروز واقعات سنائے جنہوں نے دلوں پر ایک خاص گہرا اثر چھوڑا یہ تقریر بھی نوجوانوں کے لئے بہت موثر تھی۔ یہ اس سیشن کی آخری تقریر تھی۔ اس کے بعد اعلانات ہوئے اور پھر نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

ہفتہ کا دن اور دوسرا سیشن

یہ سیشن مکرم محترم مولانا نسیم مہدی صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم اور نظم سے شروع ہوا۔ اس میں پہلی تقریر مکرم میاں ظہیر الدین احمد صاحب نیشنل سیکریٹری تعلیم القرآن اور وقف عارضی کی تھی۔ آپ نے احباب جماعت کو قرآن کریم کی اہمیت اور برکتوں سے آگاہ کر کے اس آسمانی صحیفہ خاتم الکتب سے استفادہ کی تلقین کی اور بتایا کہ سب کو قرآن مجید پڑھنا چاہئے۔ اور اس کی تفسیر سے آگاہی ہونی چاہئے۔ جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ رہے جسے قرآن پڑھنا نہ آتا ہو۔

اس کے بعد خاکسار کی تقریر تھی جس کا عنوان تھا ''آنحضرت ﷺ کے اخلاق حسنہ''۔ اس سیشن میں چونکہ غیر مسلموں کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ اور کچھ سیاسی لیڈران بھی تھے اس لئے انہیں مدنظر رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے واقعات بیان کئے گئے۔ خاکسار نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ کے اخلاق حسنہ کا جادو ہی تھا کہ لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آئے اور اسلام قبول کیا۔ جیسا کہ وہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک بوڑھی خاتون نے مکہ کا سفر اختیار کیا جب وہ سفر کی تیاری کر رہی تھی تو لوگوں نے اسے بہت سمجھایا کہ وہاں ایک شخص محمد (ﷺ) نام کا ہے جو جادوگر ہے اور لوگوں کو اپنے دین میں داخل کرنے کے لئے جادو کر دیتا ہے۔ اس سے ہرگز نہ ملنا بلکہ اس گلی کا رخ بھی نہ کرنا جس میں سے محمد (ﷺ) کا گزر ہوتا ہو۔

چنانچہ وہ بڑھیا جب مکہ پہنچی تو وہ تھکی ہوئی تھی۔ سر پر سامان اٹھایا ہوا تھا، اسے ایک نوجوان ملا۔ اس نے بڑھیا سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے اور مجھے یہ سامان دو میں اٹھا لیتا ہوں۔ چنانچہ نوجوان نے سامان اٹھایا اور بڑھیا نے باتیں شروع کر دیں کہ دیکھنا مجھے اس راستہ سے نہ لے جانا جس میں محمد (ﷺ) کا گزر ہوتا ہو۔ دل میں تمام اندیشے لئے ہوئے وہ بوڑھی عورت اس نوجوان کے ساتھ آہستہ آہستہ سفر کر رہی تھی۔ جب اس کی منزل مقصود آ گئی تو بوڑھی خاتون نے نوجوان کا شکریہ ادا کیا اور نام پوچھا۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ''محمد'' (ﷺ)۔ پس آپ کے اخلاق کا یہی جادو تھا جو اس بڑھیا عورت پر چل چکا تھا وہ اس واقعہ سے اس قدر متاثر ہوئی کہ ایمان لے آئی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ لاس اینجلس کی ایک ویڈیو سے چند جھلکیاں پیش کی گئیں جو حضور انور کے ہوائی اڈا سے مسجد بیت الحمید تک آنے اور واپس جانے۔ اور ہوٹل میں ظہرانہ، حضور انور کے خطاب اور دیگر اہم تقاریب سے متعلق جس میں سیاسی۔ مذہبی لیڈران کی شرکت تھی۔ دکھائی گئی جسے حاضرین نے پسند کیا۔

اس کے بعد مکرم فاتح قریشی صاحب نے جو لوکل جماعت کے پبلک ریلشن کے سیکریٹری ہیں نے مہمانان کرام کا تعارف کرایا اور انہیں باری باری سٹیج پر آنے کی دعوت دی ان مہمانان کرام میں سے جن کی تعداد 25 تھی۔ 5 نے خطاب بھی کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے علاقہ اور ریجن میں جماعت احمدیہ کی کارکردگی اور خدمات کو سراہتے ہوئے خراج تحسین بھی پیش کیا بلکہ دوسروں کو جماعت کے ماٹو محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں کو اپنانے کی بھی تلقین کی۔ ان سب کو کتب بھی تحفۃً پیش کی گئیں۔

درج ذیل مہمانان کرام نے خطاب کیا:

PETE AGUILAR , MAYOR PEDLANDS
GLORIA McCLEOD, CONGRESS WOMAN
DICK HALEY , CORONOA COUNCILMAN
AARON HAKE , CORONA PLANNING
COMMISIONER, CANDIDATE FOR COUNCILMAN 2014
KEVIN BUTTON , CORONA PARKS COMMISIONER ,
CANDIDATE FOR COUNCILMAN, 2014

اس سیشن کی آخری تقریر مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب مشنری انچارج امریکہ کی تھی آپ نے حاضرین کو جماعت احمدیہ کی خدمات کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں ہم نے مسلم فار لائف اور مسلم فار پیس کے تحت کس قدر کام کیا ہے۔ اور جماعت ہر موقعہ کی تلاش میں رہتی ہے کہ کس طرح ہم خدمت خلق کے کام کر سکیں۔

خواتین کا الگ پروگرام

ہفتہ کے دن خواتین نے بھی ایک الگ پروگرام جلسہ سالانہ کا کیا جس کی صدارت محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ یوایس اے نے کی۔ اس سیشن میں درج ذیل تقاریر ہوئیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ''ستار'' سعدیہ احمد
2۔ آنحضرت ﷺ تمام زمانوں کے لئے کامل نمونہ۔ صادقہ رشید ملک
3۔ ''تقویٰ سب سے اچھا زادراہ۔ بطور ماں اور بیوی ذمہ داریاں۔ نائلہ احمد
4۔ اسلام کی کس بات نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔ مسز ڈان احمد
5۔ عملی اصلاح حضرت مسیح موعودؑ کا مشن۔ منصورہ سراجی صاحبہ
6۔ محترمہ صدر صاحبہ نے اپنے اختتامی ریمارکس بھی دیئے، دعا پر یہ اجلاس ختم ہوا۔

بروز اتوار آخری سیشن

صبح نماز تہجد میں لوگ ذوق شوق سے شامل ہوئے اور نماز تہجد مکرم سید

نواس احمد صاحب نے پڑھائی اور درس القرآن مکرم عبدالقدیر ملک صاحب نے دیا۔

آخری سیشن صبح دس بجے مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب کی صدارت میں تلاوت ونظم کے ساتھ شروع ہوا۔

ہمارے نومربی سلسلہ مکرم شیخ سلمان احمد صاحب نے جو Bay Point سان فرانسسکو سے تعلق رکھتے ہیں'' خلافت احمدیہ قدرت ثانیہ کا ظہور، ہماری ذمہ داریاں اور فرائض'' کے عنوان پر اس سیشن کی پہلی تقریر کی۔ آپ نے سورۃ النور کی آیت استخلاف تلاوت کرنے کے بعد اس میں بیان شدہ نکات کو بڑے مؤثر رنگ میں خلافت کی برکات کا ذکر کر کے ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ انشاء اللہ خلافت کا یہ سلسلہ قیامت تک چلتا چلا جائے گا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خلافت کے ساتھ مکمل اطاعت اور ذمہ درایوں کا نمونہ پیش کریں۔

آپ کی تقریر کے بعد معزز مہمان مکرم پرنسپل جامعہ احمدیہ چوہدری سلیم اختر صاحب نے نہایت موثر انداز میں تقریر کی جس میں والدین اور بچوں کو جامعہ احمدیہ کینیڈا میں داخل کرانے اور جامعہ کے شب وروز کے بارے میں تعلیمی امور کے بارے میں بیان کیا۔ اور احباب کو توجہ دلائی کہ وہ بچوں کو وقف بھی کریں اور واقفین نو بچے زیادہ سے زیادہ جامعہ میں داخلہ لیں اور مربی بن کر خدمت دین کریں۔ آپ نے اس ضمن میں وقف کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا۔ آپ نے نوجوانوں کو اور ماؤں کو بھی کہا کہ اب اس جہاد میں شامل ہوں۔ اسلام نے اب مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ فجز اہ اللہ احسن الجزا

مکرم سلیم اختر صاحب کی اپیل کے بعد مکرم مرزا احسان نصیر احمد صاحب نیشنل سیکریٹری مال جماعت احمدیہ امریکہ نے نہایت موثر انداز میں سیرت حضرت مسیح موعودؑ (ذکر حبیب) پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اور تعلق باللہ کے بہت سے واقعات سنا کر حاضرین کو خدا تعالیٰ سے محبت بڑھانے اور اس کی خاطر ہر قربانی کرنے کی ترغیب دلائی۔

یہ اس سیشن کا اختتامی اجلاس تھا اس کی صدارت ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نے کی۔ اس لئے آخر میں انہوں نے صدارتی کلمات کہے جس میں انہوں نے ممبران کو نصیحت کی وہ آپس میں پیار اور محبت اور ہمدردی کے ساتھ معاملہ کریں۔ رشتہ ناطہ کے بارے میں بھی انہوں نے تلقین کی کہ عفو اور درگزر کی تعلیم کو اپنائیں کہ حضرت مسیح موعود کی آمد کا مقصد یہی تھا۔ انہوں نے کہا رشتہ داریوں کے ٹوٹنے کی وجہ عدم برداشت ہے، انہوں نے کہا کہ ہمیں عاجزی کے بھی انتہائی اعلیٰ مقام تک پہنچنا چاہئے۔ یہاں ہماری زندگی پر تعیش ہے اگر خدا کا رحم نہ ہوتا تو وہ ایک آن میں ہی سب کو تباہ کرسکتا ہے۔ اس لئے اس کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس کے لئے دعائیں ہیں اور نمازیں ہیں۔ اور تعلق باللہ کو بڑھانا ہے ہم نے دنیا کو اپنی دعاؤں سے اور نیک نمونہ سے تباہی سے بچانا ہے۔ اور یہ سب کچھ خلافت کی راہنمائی میں کرنا ہے۔ انشاء اللہ۔ آخر میں آپ نے دعا کرائی اور جلسہ کا اختتام ہوا۔ جلسہ کی لوکل حاضری ایک ہزار کے قریب تھی۔ اس میں 44 جماعتوں کے نمائندگان شامل ہوئے اور 5 مما لک سے وفود نے شرکت کی۔

نمائش

جلسہ کے موقعہ پر ایک خوبصورت نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا جس کا تھیم تھا"Peace Through Messiah "۔اس موقعہ پر ایک بک سٹال کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جس کی نگرانی مکرم رشید ارشد صاحب نے کی اور مکرم عبدالعلیم صاحب ، مکرم برادر عبدالغفار صاحب کی معاونت سے یہ سٹال لگایا گیا۔ خواتین نے بھی اپنی طرف ایک مینا بازار کا اہتمام کیا

مختلف پروگرام

جلسہ کے دنوں میں جلسہ کے اجلاسات کے اختتام پر بہت سی ورکشاپس بھی ہوئیں : رشتہ ناطہ۔ واقفین نو۔ جامعہ میں طلباء بھجوانے کے لئے تحریک ۔ مالی امور ۔ اور شعبہ تعلیم وغیرہ۔ ایک دعوت الی اللہ کی میٹنگ مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب کی صدارت میں مکرم برادر حسن حکیم صاحب نے کرائی جس میں مکرم مبشر احمد صاحب مبلغ نارتھ کیلیفورنیا اور خاکسار۔ مکرم سلمان شیخ صاحب اور جماعتوں کے صدران، دعوت الی اللہ اور تربیت سیکریٹریوں نے حصہ لیا۔ اور ہر ایک نے تربیت دعوت الی اللہ کے بارے میں اپنی اپنی رپورٹس پیش کیں۔ اور حسبِ موقعہ مکرم صاحبزادہ صاحب اور مکرم حسن حکیم صاحب نے ہدایات سے بھی نوازا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جملہ افسران ، نائب افسران اور منتظمین و ناظمین اور معاونین ومعاونات سب نے احسن رنگ میں خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے، آمین۔

مسجد مریم

مبارک احمد ظفر۔لندن

آئر لینڈ میں بھی جاری اب اللہ کی تقدیر ہوئی
اس تقدیر کے تابع مسجد مریم کی تعمیر ہوئی
نام دیا ہے مریم اس کو پاک مسیحؑ کے وارث نے
حق والوں کی اَور سے حضرت مریم کی توقیر ہوئی
اللہ واحد کی توحید کے چشمے پھوٹیں گے اس سے
جب اس کے مینارے سے اذاں ہوئی تکبیر ہوئی
ڈنکہ باجے گا ہر سمت بنامِ محمدؐ عربی کا
جب حسنِ قرآں کی اس میں کثرت سے تذکیر ہوئی
خواب سفید پرندوں والا تھا جو احمدِ ہندی کا
یہ اب اس کے خواب کے پورا ہونے کی تعبیر ہوئی
راحت کا موجب ہوجائے گی یہ نیک نصیبوں کے
جب سچے اسلام حقیقی کی یہ اک تصویر ہوئی
تاریکی کو دُور کرے گی سینے روشن کردے گی
ظاہر جب گنبد سے اس کے نور کی اک تصویر ہوئی
روحوں کے مردے زندہ ہوجائیں گے باذن اللہ
یہ اعجاز، مسیحائی ہونے کی اک تدبیر ہوئی
اللہ کے مومن بندے اب نکلیں گے اس مٹی سے
یہ اس قوم کے مستقبل کے حق میں ایک تبشیر ہوئی
اس عہدِ مسرور (ایدہ اللہ) سے خاص ہے وابستہ تائیدِ خُدا
شہرت جو اسلام کی ایوانوں میں عالمگیر ہوئی
گھر تعمیر خدا کے کرنا یہ اس دَور کا خاصہ ہے
یہ وہ دَورِ ظفؔر ہے جس میں نفسوں کی تطہیر ہوئی

آمدِ شہِ دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلم

طارق احمد مرزا

وہ تشریف لائے عجب ہی سماں تھا
'زمیں پر سے اک نُور تا آسماں تھا'
حریمِ تقدس میں جوہرِ عالم
حضورِ خدا آج رطب اللّساں تھا
تھے مسرور قدوسیانِ فلک بھی
کہ دنیا پہ پھر سے خدا مہرباں تھا
پھری گردشِ ہفت افلاک ایسے
زمیں تھی نئی اور نیا آسماں تھا
وجودِ بشر میں ظہورِ خدائی
زمانے کو اپنی نظر پہ گماں تھا
وہ احسنِ تقویم ، معراجِ آدم
وہ باعثِ تخلیقِ کون و مکاں تھا
دعائے خلیلؑ اور نویدِ مسیحاؑ
وہ منجّی وہ محیی، شہِ دو جہاںؐ تھا
دکھا دی نگاہوں کو دیدار کی رہ
ہٹایا 'وہ پردہ کہ جو درمیاں تھا'
یہ اعزاز بھی اس کی امّت نے پایا
غُلامِ محمدؐ مسیح الزّماں تھا
ثریّا سے ایمان جو کھینچ لایا
اُسی کا مطیع وہ جَری پہلواں تھا
ادا کر سکے حق نہ مِدحت کا طارق
مگر حالِ دل تو خدا پہ عیاں تھا

؎ اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

سرزمین کینیڈا پر رونما ہونے والا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا

ایک عظیم الشان خدائی نشان

بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقعہ جلسہ سالانہ یو کے 2014 خطاب بروز ہفتہ 30 اگست 2014

انّی مھین من اَرَادَ اھانتک

(الھام حضرت مسیح موعودؑ)

”بعض دفعہ ایسے واقعات ہوتے کہ اللہ تعالیٰ فوری طور پر پکڑ بھی لیتا ہے اگر کوئی غلط کام کرے۔ اللہ تعالیٰ (کی گرفت) کے مختلف طریق ہیں۔ کینیڈا سے عبدالباسط صاحب لکھتے ہیں کہ اپریل 2012 کا واقعہ ہے۔ مجلس انصار اللہ کینیڈا کے تحت ایک تبلیغ کا سٹال، ایک مارکیٹ میں لگایا گیا۔ ایک روز ہم معمول کے مطابق تبلیغ کر رہے تھے اور ہر گزرنے والے کو Flyers دے رہے تھے۔ لوگوں کی اکثریت اس Flyer کو ہم سے لیتی جارہی تھی مگر کچھ ایسے بھی تھے جو Flyer لینے سے معذرت کر دیتے۔ وہاں ایک سومالین مرد اور عورت کو Flyer دیا جو انہوں نے پہلے تو لے لیا پھر جب اس شخص نے کھڑے ہو کر اس leaftet کو پڑھا تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو برا بھلا کہنے لگا اور گالیاں دینے لگا۔ پھر وہ اس Flyer کو جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو تھی زمین پر گرا کر اپنے پاؤں کے نیچے کچل کر روندنے لگا اور گالیاں نکالتا رہا۔ اس کے ساتھ جو عورت تھی وہ اس کو منع کر رہی تھی مگر وہ باز نہیں آ رہا تھا، ہمارے نو احمدی بھائی دانیال صاحب جو اس وقت سٹال پر موجود تھے، ان کا غصہ اور صبر قابو سے باہر ہو رہا تھا۔ خاکسار نے دانیال صاحب کو صبر کرنے اور معاملہ کو اللہ پر چھوڑنے کے لئے کہا۔ دراصل اس شخص کی نیت یہ تھی کہ یہاں کوئی ہنگامہ آرائی ہو ہمارا سٹال بند ہو جائے۔ ہمارے سٹال کے سامنے جوتوں کا بڑا سٹور تھا جس کے مینیجر بنگلہ دیشی مسلمان تھے وہ بھی یہ واقعہ دیکھ رہے تھے۔ قریباً دو گھنٹے بعد وہی شخص مع عورت کے ہاتھ میں خرید و فروخت کے تھیلے پکڑے ہوئے ہمارے سٹال کے آگے سے گزر کر جانے لگا کہ اچانک ہم سب کے سامنے وہ شخص عین اس جگہ پر جہاں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو والے Flyer کو پیروں کے نیچے رکھ کر روندا تھا وہ ایک دم گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ اسی وقت اس کو طبی امداد دی گئی مگر ہوش نہ آئی پھر ایمبولینس والے ہسپتال لے گئے۔ جب یہ واقعہ ہوا تو وہ عورت جو اس شخص کے ہمراہ تھی لوگوں کی بھیڑ میں ہم سے معافی مانگنے لگی اور کہنے لگی کہ یہ سب کچھ Flyer اور فوٹو کی بے حرمتی کی وجہ سے اللہ کی طرف سے سزا ملی ہے، ہم کو معاف کر دیں۔ وہ بزرگ یقیناً اللہ کے پیارے بندے تھے جن کی اس شخص نے ہتک کی تھی۔“

(اقتباس بحوالہ جلسہ سالانہ یو کے 2014 خطاب حضور انور بروز ہفتہ 30 اگست 2014)

مرسلہ: (عبدالباسط قمر بقاپوری سابق قائد تبلیغ مجلس انصار اللہ کینیڈا)

سانحہ 28 مئی 2010ء

ڈاکٹر محمود احمد ناگی، جارجیا امریکہ

سانحہ 28 مئی 2010ء کے بارے میں مکرم مبشر لطیف صاحب آف ٹورانٹو، کینیڈا کا چشم دید واقعہ پڑھا (احمدیہ گزٹ، شمارہ مئی 2014)۔ خاکسار بھی اس دن دارالذکر میں موجود تھا اور اس سانحہ کا چشم دید گواہ ہے۔ اس واقعہ کو چار سال سے زائد کا عرصہ بیت چکا لیکن تمام باتیں دماغ میں من وعن نقش ہیں۔ ان کو مختصراً بیان کرتا ہوں۔ وماتوفیقی الّا باللہ۔

سانحہ کے روز خاکسار یونیورسٹی (NUCES-FAST) سے تقریباً ساڑھے بارہ بجے دارالذکر پہنچا تا کہ وہاں جا کر کچھ جماعتی امور نپٹا سکوں۔ پون بجے کے قریب مکرم منیر اے شیخ صاحب امیر جماعت لاہور کے دفتر حاضر ہوا اور ان سے جماعتی کام کے سلسلہ میں ضروری رہنمائی حاصل کی۔ اس وقت ان کے پاس مکرم مرزا نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ (مرحوم) بھی بیٹھے تھے اور گفتگو کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد مکرم امیر صاحب مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ آپ کا کام کل تک ہو جائے گا اگر کسی وجہ سے نہ ہو تو سوموار تک خود ہی چیزیں خرید لیں۔ اس ملاقات کے بعد دارالذکر میں واقع اپنے آفس میں چلا گیا۔ وضو کیا اور سنتوں کی ادائیگی کے لئے مسجد کے مین ہال میں چلا گیا۔ اپنا بیگ اور کار کی چابی کمرے میں ہی رہنے دی۔ دارالذکر کے ہال میں اپنے چھوٹے بھائی بشیر احمد جو کہ امین جماعت ہیں کے پاس جنوبی جانب پہلی صف میں بیٹھ گیا۔ میرے والد مکرم میاں محمد یحيٰ صاحب (مرحوم) بھی ہمیشہ اسی جگہ بیٹھا کرتے تھے۔ انہوں نے نصف صدی سے زائد شعبہ مال میں جماعت لاہور کی خدمت کی۔ میری اور بھائی بشیر کی کوشش ہوتی تھی کہ ہم بھی اسی جگہ جمعہ کی نماز ادا کریں جہاں ابّا جان نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اس جگہ سے ہم دونوں کو بہت لگاؤ ہے۔ ہمیں وہاں سکون ملتا ہے۔ مکرم ناصر محمود صاحب مرّبی سلسلہ نے خطبہ جمعہ ٹھیک ایک بج کر تیس منٹ پر شروع کیا اور مسنون خطبہ کے بعد سورۃ النور کی آیت استخلاف پڑھی۔ اسی اثنا ہم سب نے محسوس کیا کہ باہر گولیاں چلنے کی آوازیں آرہی ہیں۔ اس وقت تقریباً ایک بج کر چالیس منٹ ہوں گے۔ یہ آوازیں کچھ دیر بعد بڑھنی شروع ہوئیں۔ ہم سب بے چینی سے خطرے کی گھنٹی کو سنتے رہے۔ مرّبی صاحب نے احباب کو اپنی ہی جگہ پر لیٹ جانے کی ہدایت کی اور ساتھ درود اور ربّ کُلّ شیءٍ کا ورد کرنے کو کہا۔ گولیوں کی آوازیں بڑھتی جارہی تھیں۔ آخر کار انہوں نے خطبہ روک دیا۔ لوگ پریشانی کے عالم میں تھے اور جان گئے تھے کہ مسجد پر دہشت گردوں نے حملہ کر دیا ہے۔ مکرم امیر صاحب نے بھی کھڑے ہو کر احبابِ جماعت کو دعاؤں کی تلقین کی۔ اس کے ایک دو منٹ بعد دہشت گرد مسجد کا مغربی دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے۔ یہ دروازہ محراب کے پاس ہے۔ یکا یک ہال میں گرینیڈ پھینکا گیا۔ اس سے زوردار دھماکا ہوا اور اس کی گونج سے مسجد کے در و دیوار ہل گئے۔ اس کے ساتھ ہی دہشت گردوں نے آٹومیٹک رائفلوں سے گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ بشیر صاحب اور میں باقی احباب جماعت کے ساتھ باہر صحن کی طرف بھاگے۔ کرسیوں پر بیٹھے بزرگ اور بیمار حضرات وہیں بیٹھے رہے اور سب سے پہلے دہشت گردوں کی گولیوں کا نشانہ بنے۔ جس کو جہاں کہیں بھی جگہ ملی وہاں چلا گیا۔ میں جہاں گیا وہ بہت ہی تنگ جگہ تھی۔ اس جگہ تقریباً دو صد احباب چھپے ہونگے۔ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ ہم ایک دوسرے کے اُوپر چڑھے ہوئے تھے۔ دروازہ بند کر دیا گیا۔ کوئی ایک ٹانگ پہ کھڑا تھا اور کوئی ہوا میں معلق تھا۔ ان لوگوں میں ایک زخمی بھی تھا اور اس کے زخموں سے خون رِس رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد حبس اور گرمی کے باعث سب پسینہ سے شرابور ہو گئے۔ گولیوں اور گرینیڈوں کی آوازیں تو رکنے کا نام نہ لے رہی تھیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آوازیں سکوت کو توڑتیں۔ لوگ سہمے ہوئے تو ضرور تھے لیکن چیخ و پکار قطعاً نہ تھی۔ ہر اِک زبان درود اور دعاؤں سے تر تھی۔ سب ایک دوسرے کی ہر ممکن مدد کر رہے تھے۔ صبر کے دامن کو پکڑے ہوئے تھے۔ جو گرینیڈ مسجد کے صحن میں پھٹتے ان کی بو اور اس کے ساتھ اُڑتی ہوئی مٹّی کے ذرّے ہمارے پاس اندر بھی پہنچتے۔ تین دفعہ

اجتماعی دعا کروائی گئی۔سب نے رو رو کر پروردگار سے معافی طلب کی اور احمدی احباب کی صحت وسلامتی اور شرپسندوں کے شر سے نجات کی دعا کی۔گھر والوں کو اس حملہ کی بھی اطلاع ہو چکی تھی۔لوگ دارالذکر پہنچنے لگے اور باقی گھر میں بیٹھ کر ٹی وی پر اس وحشت کے مناظر دیکھنے لگے۔ہم سب چھپے ہوئے لوگوں کے موبائیل بجنے لگے۔یہ فیصلہ ہوا کہ سب یا تو موبائیل بند کر دیں یا آواز ختم کر لیں۔اس کی آواز سے دشمن کو ہماری موجودگی کی خبر مل سکتی تھی۔میرا موبائیل تو کام نہیں کر رہا تھا اور میرے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ گھر والوں کو اپنی اطلاع کرتا۔درندگی کا سلسلہ اڑھائی تین گھنٹے تک چلتا رہا۔یوں لگ رہا تھا کہ گھڑی کی سوئیاں تھم گئی ہیں اور وقت گزرنے کا نام نہیں لے رہا۔عصر کا وقت قریب آنے لگا۔میں نے کھڑے کھڑے دو رکعت نماز ادا کی اور پروردگار کے حضور اس مشکل وقت سے نجات کی عاجزانہ درخواست کی۔لوگ پولیس کو بھی اطلاعیں کر رہے تھے۔گھروں میں ایس ایم ایس کی جا رہی تھیں۔پولیس تھی کہ آنے کا نام نہ لے رہی تھی۔مجھے یاد پڑتا ہے کہ تقریباً اڑھائی گھنٹے بعد یوں محسوس ہوا کہ گولیوں کی آوازوں میں کچھ تبدیلی آئی ہے۔لوگ کہنے لگے شاید پولیس مدد کو آگئی ہے اور دہشت گردوں سے مقابلہ ہو رہا ہے۔بعد میں معلوم ہوا کہ ایسا کچھ نہ تھا یہ ہماری خام خیالی تھی۔دہشت گردوں کے پاس جو اسلحہ تھا وہ بغیر کسی خوف کے استعمال کر رہے تھے۔یوں لگ رہا تھا کہ پولیس بھی ان کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور جب تک دہشت گرد اپنا مقصد حاصل نہیں کر لیتے انہیں کسی قسم کی مزاحمت کا سامنا کرنا نہیں پڑے گا۔پھر اچانک دوبارہ ایک بڑا حملہ ہوا اور گولیاں اور گرینیڈوں سے مسجد ہلنے لگی۔بعض دفعہ تو یوں محسوس ہوتا کہ شاید ہمارے اوپر کی چھت ہم پر آن گرے گی۔مصیبت کی گھڑیاں ختم ہونے کا نام نہ لے رہی تھیں۔وقت دھیرے دھیرے گزر رہا تھا۔کب حالات نارمل ہوں گے اس کا کسی کو پتہ نہیں لگ رہا تھا۔ذکرِ الٰہی اور دعائیں تواتر سے جاری تھیں۔باہر کی دنیا سے ہم بالکل کٹے ہوئے تھے۔کچھ لوگوں کے پاس خبریں آ رہی تھیں کہ بیت النور ماڈل ٹاؤن پر بھی حملہ ہوا ہے اور بہت سی شہادتیں ہو چکی ہیں۔آخر تقریباً چار گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ہم باہر نکلنے لگے۔انخلا میں بھی دس منٹ تو ضرور لگے ہوں گے۔جب ہم باہر آئے تو قیامت کا نظارہ تھا۔ہر طرف خون بہہ رہا تھا۔دروازے کے ساتھ ہی تین احمدی بچے شہید پڑے تھے شاید ان میں سے ایک ابھی تھوڑا تھوڑا ہل رہا تھا اس کی آخری سانسیں چل رہی تھیں۔جوتیاں اور شیشوں کے ٹکڑے ہر طرف بکھرے پڑے تھے۔وہاں جو بھی چپل پڑی نظر آئی اس میں اپنا پاؤں ڈالا تو پاؤں زخمی ہو گیا۔اس کے اندر تو شیشے کے ٹکڑے تھے۔خیر اسے جھاڑ کر پہن لیا۔باہر خدام زخمیوں کو سٹریچروں پر ڈال کر ہسپتال منتقل کر رہے تھے۔ایک ایسا خادم بھی زخمیوں اور شہیدوں کی ڈیوٹی دے رہا تھا جس کا والد اس کی نظروں کے سامنے دم توڑ گیا اور شہادت کا رتبہ پا گیا۔اس کے والد کو وہاں سے لے گئے لیکن وہ خادم بدستور ڈیوٹی دیتا رہا۔مین ہال میں اور صحن میں بہت سے شہید اپنی جانوں کا نذرانہ مولیٰ حقیقی کے سپرد کر چکے تھے۔ہال کی صفیں اور دیواریں خون سے لت پت تھیں۔دارالذکر شہیدوں کے خون سے مہک رہی تھی۔خدائی جماعتیں اس طرح کے امتحانوں سے گزاری جاتی ہیں۔ہر آنکھ اشک بار تھی۔دل دھک دھک کر رہے تھے۔حکم ہوا کہ جلدی سے مسجد سے چلے جائیں۔پولیس کی گاڑیاں دارالذکر کے باہر یہ تماشہ دیکھ رہی تھیں۔باہر لوگوں کا جمِ غفیر موجود تھا۔میڈیا کے لوگ شہیدوں اور زخمیوں کی تصاویر بنانے میں مصروف تھے۔میں جب باہر آیا تو میرا بھانجا مرزا عدیل احمد ملا۔وہ بھی خدام کی ڈیوٹی پر تھا۔اس نے میری خیریت دریافت کی۔آواز حلق میں ہی اٹک گئی۔میں نے سر ہلا دیا۔دارالذکر کے باہر گیٹ کے پاس بم پھٹنے سے بہت بڑا گڑھا بن گیا تھا۔شاید اس کی دھمک سے ہی میری گاڑی جو گیٹ کے سامنے ایک پیٹرول پمپ پر کھڑی تھی اس کی ونڈ سکرین ٹوٹ چکی تھی اور ٹرنک اندر کی طرف پچک گیا تھا۔چابی تو دارالذکر میں میرے دفتر میں ہی رہ گئی تھی اس لیے گاڑی کو وہیں چھوڑا اور دھرم پورا کے پل تک پیدل گیا۔وہاں سے رکشا لے کر گھر روانہ ہوا۔میرا موبائیل ابھی بھی بند تھا اس لیے گھر خیریت کی اطلاع بھی نہ کر سکا۔گھر پہنچا تو ساڑھے پانچ بج چکے تھے۔گھر والے نہایت درد اور کرب کی کیفیت سے گزر رہے تھے۔میرا بیٹا عزیزم فرخ محمود حال ٹورانٹو جو اس سانحہ کے دوران بیت النور ماڈل ٹاؤن میں تھا خدا کے فضل وکرم سے خیریت سے گھر پہنچ چکا تھا۔سب گھر والوں کی جان میں جان آئی جب میں نے انٹرکام پر اپنے آنے کی اطلاع دی۔گھر والوں نے مشاہدہ کیا کہ ہر پاؤں میں علیحدہ علیحدہ چپل تھے جو میں نے مسجد سے پہنے تھے۔تین چار گھنٹے تک حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔

ٹی وی پر ابھی تلک اس واقعہ کی خبریں چل رہی تھیں۔کئی دن تک سکتے کی حالت رہی اور گولیوں کی سرسراہٹ اور دھماکوں کی آوازیں میرے کانوں

میں گونجتی رہیں۔اس واقعہ کو کسی نہ کسی رنگ میں یاد کرتا رہتا ہوں۔شہیدوں اور زخمیوں کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ان کے لواحقین کے لئے دُعا کرتا ہوں۔خدا تعالیٰ ہمیں ثابت قدم رکھے اور تمام دنیا کے احمدیوں کو جو کہیں بھی ہوں اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ خدا ہمیں توفیق دے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو آگے بڑھانے میں خلیفہءوقت کے بازو بن جائیں۔آمین۔ثم آمین۔

جماعت احمدیہ لاہور قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہی ہے۔ وقت کی قربانی ہو یا مالی قربانی۔اس کو آپ کبھی پیچھے نہیں پائیں گے۔جماعت کا یہ عہد کہ ’جان مال اور عزت کو قربان کرنے کے لیے ہر دم تیار رہوں گا‘۔لاہور کی جماعت اس عہد کی منہ بولتی تصویر ہے۔1953ء کے فسادات ہوں یا 1974ء کی جماعت کے خلاف کارروائیاں اس نے ہر مشکل وقت کو جواں مردی اور ہمت سے برداشت کیا۔صبر اور استقامت کا دامن کبھی نہ چھوڑا۔28 مئی 2010ء کو بہت سی قیمتی جانوں کا خدا کے حضور نذرانہ پیش کر کے جماعت احمدیہ لاہور نے اپنے عہد کے ہر پہلو کو من وعن پورا کیا اور تاریخ رقم کی۔زندہ جماعتوں کا یہی وطیرہ ہوتا ہے کہ وہ ہاتھ کے اشارے سے اُٹھ جاتی ہیں اور ایک ہاتھ کے اشارے سے بیٹھ جاتی ہیں۔اس دن لاہور کی دو مساجد دارالذکر اور بیت النور ماڈل ٹاؤن میں نہتے احمدی نمازیوں پر اسلام دشمن درندے صفت ملعونوں اور شیطانوں نے جو خون کی ہولی کھیلی اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔اس وقوعہ کے چند منٹ بعد پاکستان کے تمام ٹی وی چینلز نے درندگی کے مناظر براہِ راست دکھانا شروع کر دیئے تھے۔حکومت کی انتظامیہ تماشہ دیکھتی رہی اور اس کی طرف سے اس واقعہ کو روکنے کے لئے کوئی کارروائی نہ کی گئی۔دہشت گرد درندے نہتے احمدی نمازیوں کو گولیوں اور گرینیڈوں سے شہید کرتے رہے۔پولیس مسجد کے باہر کھڑی رہی اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ان دہشت گردوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور شاید انتظامیہ نے ان کو کوئی کارروائی نہ کرنے کا حکم دے رکھا ہے اور وہ باہر کھڑے انتظار میں تھے کہ دہشت گرد اپنی کارروائی کب ختم کریں تو اندر جائیں۔مسجد کے اندر خون کی ہولی تقریباً تین گھنٹے تک جاری رہی۔86 احمدی شہادت کا رتبہ پا کر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب شہیدوں کا اپنے خطبات میں تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا اور ان کے لواحقین کو فرداً فرداً ٹیلی فون کر کے ان کی دلجوئی کی۔احباب جماعت کو اس مشکل گھڑی میں دعائیں کرنے کی تلقین کی۔اسی طرح زخمیوں کی عیادت کی اور حضور انور کی طرف سے ہر عید کے موقع پر ان کو تحفہ بھجوایا جاتا ہے۔ان شہیدوں نے اپنے خون سے جماعت کی آبیاری کی اور اس کو استحکام بخشا۔’یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو‘۔حضرت شہزادہ عبداللطیف جب 1903ء میں افغانستان میں شہید ہوئے تو مہدیٔ زماں نے فرمایا تھا ’اے افغانستان کی زمین تو خدا کی نظروں سے گر گئی‘ وہ دن گئے آج تلک وہاں امن ممکن نہیں ہو سکا۔ان کی شہادت کے بعد احمدیوں پر ظلم اور بربریّت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا اور آئے دن مسلم ممالک سے احمدیوں کو شہید کرنے کی خبریں آتی رہتی ہیں۔پاکستان ان ممالک میں پیش پیش ہے۔وہاں تو ملّاں کو صاحبِ اقتدار کی ہمیشہ سرپرستی حاصل رہی ہے۔انعامات کے طور پر ربّ کریم جماعت احمدیہ عالمگیر کو دن دگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا رہتا ہے۔اس کے فضل اور عنایات کی بدولت جماعت کا تعارف اکنافِ عالم میں ممکن ہوا ہے۔معاندینِ احمدیت کا جماعت کو ختم کرنے کا زعم کبھی پورا نہ ہوگا۔وہ اس حسرت کی آگ میں خود ہی جل جائیں گے اور خدا تعالیٰ ان کے جماعت کو نقصان پہنچانے کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دے گا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنی ایک نظم میں یوں فرماتے ہیں ؎

تمہیں مٹانے کا زعم لے کر اٹھے تھے جو خاک کے بگولے

خدا اُڑا دے گا خاک ان کی، کرے گا رسوائے عام کہنا

اسی طرح ایک شاعر احسان دانش نے خوب کہا ہے جو آج کے ملاؤں کے ارادوں کی منہ بولتی تصویر ہے ؎

ان کی تدبیروں میں بت خانوں کی تعمیریں بھی تھیں

جن مشائخ کو حرم کا پاسباں سمجھا تھا میں

شہیدانِ لاہور نے تاریخِ احمدیت پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔شہید کبھی نہیں مرتے وہ تو ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔کس میں طاقت ہے کہ انہیں مارے۔خدا تعالیٰ بدخواہوں کی ناکام حسرتوں کو کبھی پورا نہیں ہونے دے گا اور دنیا دیکھے گی کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ان کو جلد کیفرِ کردار تک پہنچاتی ہے۔ان کو اپنے ایک ایک ظلم کا حساب دینا ہوگا۔آج دنیا ان نام نہاد اسلام کے ٹھیکیداروں کی رسوائی ہر روز دیکھ رہی ہے۔خدا تعالیٰ کا غضب اب ان کا مقدر بن چکا ہے۔خدا تعالیٰ دشمنوں کی تدبیروں اور شرّ کو ان پر الٹاتا آیا ہے اور آیندہ بھی جماعت کو کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔

☆......☆......☆

درود شریف اور اس کے فضائل و برکات

نعمان ظفر

قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(الاحزاب : 57)

ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ:

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق وصفا تھا اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ ان کی ہمت اور صدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں تو اس کی نظیر نہیں ملتی''

(اخبار الحکم جلد7 نمبر 25 پرچہ 10 جولائی 1902ء صفحہ 2)

احادیث میں درود شریف کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجا کرو۔ کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے ایک کفارہ ہے۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا۔

(جلاء الافھام بحوالہ کتاب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ لابن ابی عاصم بحوالہ رسالہ درود شریف)

یعنی اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت کا مورد بنائے گا اور اسے ناپسندیدہ باتوں سے پاک کر کے اور پسندیدہ امور سے آراستہ کر کے خود اس کی مدح وثنا کرے گا۔ اور اپنے ملائکہ اور اپنے پاک بندوں کی زبان سے بھی اس کی ستائش کرائے گا۔

حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہر جاتی ہے اور جب تک تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے اس میں سے کوئی حصہ بھی (خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے) اوپر نہیں جاتا۔

(ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ)

گویا قبولیت دعا کے لئے رسول کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجنا چاہئے۔ تاکہ ہم خدا تعالیٰ کے افضال کو کھینچنے والے بنیں۔ بغیر درود کے کوئی دُعا مستجاب نہ ہو گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہو گا جو ان میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہو گا''

(ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ)

شرائط بیعت میں درود شریف کے التزام کی تاکید

حضرت اقدس مسیح موعودؑ شرائط بیعت کی شرط سوم میں فرماتے ہیں

(شرط) سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور

دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

درود شریف کے پڑھنے کا صحیح طریق اور اس کی غرض

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں

''آپ اتباع طریقہ مسنونہ میں یہ لحاظ بدرجہ غایت رکھیں کہ ہر ایک عمل رسم اور عادت کی آلودگی سے پاک ہو جائے۔ اور دلی محبت کے پاک فوارہ سے جوش مارے۔ مثلاً درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ ﷺ سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسول مقبول کے لئے برکات الٰہی مانگتے ہیں۔ بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہئے کہ رابطہ محبت آنحضرت ﷺ اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل تجویز نہ کر سکے کہ ابتدائے زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا۔ یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے۔ جو اس سے ترقی کرے گا۔

اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہوسکتا ہے کہ جو کچھ محبان صادق آنحضرت ﷺ کی محبت میں مصائب اور شدائد اٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اٹھا سکیں یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے۔ وہ سب کچھ اٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو۔ اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوت واہمہ پیش نہ کر سکے کہ جس کے اٹھانے سے دل رک جائے۔ اور کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو۔ اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو۔ جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو۔

اور جب یہ مذہب قائم ہو گیا تو درود شریف اس غرض سے پڑھنا چاہئے کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم ﷺ پر نازل کرے اور اس کو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے اور اس کی بزرگی اور اس کی شان و شوکت اس عالم اور اس عالم میں ظاہر کرے۔ یہ دعا حضور تام سے ہونی چاہئے۔ جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضور تام سے دعا کرتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرع اور التجاء کی جائے اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے کہ اس سے مجھ کو یہ ثواب ہو گا۔ یا یہ درجہ ملے گا۔ بلکہ خالص یہی مقصود چاہئے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول پر نازل ہوں اور اس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت ہونا چاہئے۔ اور دن رات دوام توجہ چاہئے۔ یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دل میں اس سے زیادہ نہ ہو۔

پس جب اس طور پر یہ درود شریف پڑھا گیا۔ تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے۔ اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے۔

اور حضور تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو اور یہاں تک یہ توجہ رگ اور ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جائے''

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ16,15)

نماز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل دعا۔ درود شریف:

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

ہر کسے اندر نماز خود دعائے مے کند   من دعا ہائے بروبار تو اے باغ و بہار

ترجمہ:۔ ہر شخص اپنی نمازوں میں اپنے لئے دعائیں کرتا ہے۔ مگر اے موسم بہار اور باغ! میں آپ ہی کے پھلوں اور پھولوں کے لئے دعائیں کیا کرتا ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 26)

درود شریف کس قدر پڑھا جائے؟

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اس بارے میں فرماتے ہیں

''کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے اور اس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں کہ جب تک ایک حالت رقت اور بے خودی اور تاثر کی پیدا ہو جائے اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے۔

(مکتوبات احمدیہ حصہ اول صفحہ21)

آنحضرت ﷺ پر درود کی حکمت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام درود کی حکمت کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"اگرچہ آنحضرت ﷺ کوکسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں۔لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔جوشخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے۔پس جو فیضان شخص مدعو پر ہوتا ہے۔وہی فیضان اس پر ہو جاتا ہے اور چونکہ آنحضرت ﷺ پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں۔اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت ﷺ کے لئے برکت چاہتے ہیں۔بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 28)

درود شریف کی برکات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام درود کی برکات کا ذاتی تجربہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:-

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریم ﷺ کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ (المائدۃ:36) تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں **ھذا بما صلیت علٰی محمد**۔"

(حقیقۃ الوحی' روحانی خزائن جلد 22صفحہ 131حاشیہ)

درود شریف قرب باری تعالیٰ کا ذریعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

صل علی محمد وال محمد سید ولد ادم وخاتم النبیین

"اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے ﷺ۔"

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں۔اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔سبحان اللہ اس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محبّ خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے..........اس مقام میں مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں۔صلی اللہ علیہ وسلم

(براهین احمدیہ، روحانی خزائن جدید ایڈیشن جلد 1صفحہ 597تا 598)

حضرت بابا نانک اور درود شریف

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

باوا صاحب ایک شبد میں گرنتھ میں فرماتے ہیں:-

پیر پیغمبر سالک سہدے اور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملا در درویش رسید
برکت تن کو اگلی پڑھدے رہن درود

یعنی جس قدر پیر پیغمبر اور سالک اور شہید گزرے اور شیخ مشائخ اور قاضی ملا اور نیک درویش ہوئے ہیں ان میں سے انہیں کو برکت ملے گی جو جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔

(ست بچن- روحانی خزائن جلد 10صفحہ227)

درود شریف کی برکت سے زیارت نبوی

ایک دفعہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم سجادہ نشین چاچڑاں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو زیارت نبویؐ کے لئے درود شریف کے کچھ خاص الفاظ بتائے تھے۔جن کے پڑھنے سے پہلی ہی رات حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ اس واقعہ کا علی العموم ذکر فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھی اس کا ذکر کیا۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک مکتوب بنام خواجہ صاحب ممدوح میں فرماتے ہیں

''ازمکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین وصاحبزادہ محمد سراج الحق جمالی السلام علیکم- مولوی صاحب بذکر خیر آں مکرم اکثر رطب اللسان مے مانند- عجب کہ اوشاں دراندک صحبتے دلی محبت واخلاص بہ آں مکرم چند باراین خارق امر ازاں مخدوم ذکر کردہ اند کہ مرا یک درود شریف برائے خواندن ارشادفرمودند کہ ازیں زیارت حضرت نبوی ﷺ خواہد شد- چنانچہ ہماں شب مشرف بہ زیارت شدم

والسلام

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان''

ترجمہ- مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب اور پیر سراج الحق صاحب کی طرف سے آپ کو السلام علیکم- مولوی صاحب موصوف علی العموم آپ کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں- یہ عجیب بات ہے کہ تھوڑی سی ہم نشینی اور ملاقات کے نتیجہ میں ان کے دل میں آپ سے بہت ہی محبت اور اخلاص جاگزیں ہو گیا ہے- انہوں نے متعدد مرتبہ آپ کی اس کرامت کا ذکر کیا ہے کہ آپ نے انہیں ایک درود شریف بتایا اور کہا کہ اس کے پڑھنے سے آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی- چنانچہ پہلی ہی رات اس درود شریف کی برکت سے وہ آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو گئے- والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان-

(بدر جلد 3 نمبر 14)

ایک دفعہ ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا بہت خواہش مند ہوں- آپ نے فرمایا ''آپ درود شریف بہت پڑھا کریں''

(بدر جلد 3 نمبر 14)

درود اجابت دعا کی کلید ہے

حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں

''پھر درود سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جو شخص درود کثرت سے پڑھتا ہے اس کی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں- دنیا میں یہ طریق ہے کہ اگر کسی سے کچھ کام کرانا ہوتا ہے تو اس کی پیاری چیز سے پیار کیا جاتا ہے- کسی عورت سے اگر کوئی کام کرانا ہو تو اس کے بچے سے محبت کرو- پھر دیکھو وہ کیسی مہربان ہوتی ہے- فقیر بھی جب خیرات لینے کے لئے دروازہ پر جاتا ہے تو یہ صدا کرتا ہے ''مائی تیرے بچے جیئیں'' کیونکہ فقیر بھی جانتے ہیں کہ اس صدا کا ماں پر بہت اثر ہوتا ہے جب ماں یہ آواز سنتی ہے تو دوڑی آتی ہے اور فقیر کو خیرات دیتی ہے- دیکھو اس آواز کے سنتے ہی جو اس کے پیارے بچے کے لئے ایک دعا ہوتی ہے وہ کس طرح دوڑی آتی ہے- اسی طرح درود پڑھنے والے شخص کے متعلق جب خدا دیکھتا ہے کہ اس نے اس کے پیارے کے لئے دعا کی ہے- تو کہتا ہے تو نے میرے پیارے کے لئے دعا کی، آ میں تیری دعا بھی قبول کرتا ہوں

(الفضل جلد13 نمبر 68 پرچہ 11 دسمبر 1925ء)

درود انسان کی اپنی روحانی ترقی کا ذریعہ ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ فرماتے ہیں

''یہ سن کر نادان کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کے لئے رحمت و برکت درود میں مانگی جاتی ہے، اپنے لئے اس میں کیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے روحانی ترقی ہو سکتی ہے- مگر درود دراصل اپنے ہی لئے دعا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نسبت دیکر اس دعا کی وسعت اور جامعیت کو اور زیادہ بڑھا دیا گیا ہے- پس درود بہترین دعا ہے اور اس پر جتنا زور دیا جائے- اتنا ہی تھوڑا ہے- میں سمجھتا ہوں اس نکتہ کو یاد رکھ کر اگر کوئی درود پڑھے گا- تو اسے دعاؤں میں خاص لطف اور مزا آئے گا- کیونکہ اب پڑھنے والے کے لئے اس کے الفاظ کوئی چیستان اور معمے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے کھلا ہوا راستہ ہے `غور وفکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے- ورنہ خدا اور رسول کی طرف سے جتنی باتیں سکھائی گئی ہیں ان میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں انسان اپنی نادانی سے انہیں قابل اعتراض سمجھتا ہے- مگر وہ بڑی بڑی برکتیں اپنے اندر رکھتی ہیں''

(الفضل13 جنوری 1928)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے حقیقی رنگ میں درود شریف کی اہمیت سمجھنے اور اس کی برکات سے فائدہ اٹھانے والا بنائے- اور اپنے فضل کے دروازے ہم پر کھولے- آمین ثم آمین

وہ سترہ دن (حصہ اول)

ارشاد عرشی ملک

پُر لُطف فضائیں لندن کی پھر وارے نیارے، سترہ دِن جیون میں امرت گھول گئے،وہ امرت دھارے،سترہ دِن

ہاں قُرب میں کوثر کے گزرے،دن رات ہمارے،سترہ دِن یادوں کے اُفق پر روشن ہیں،اب بن کے ستارے،سترہ دِن

گھر گھر میں سُخن کی محفل تھی ،ہاں سرو وسمن کی محفل تھی کچھ اہلِ دل کی قُربت میں کیا خُوب گزارے، سترہ دِن

میں نام لکھوں تو کس کس کا،سب پیارے پیارے لوگ ملے اور پیاری پیاری باتوں سے اُن سب نے نکھارے،سترہ دِن

ہر شام نئی اِک محفل تھی ہر شام دلوں میں ہلچل تھی پھر خُوب اُڑائے ہم نے بھی شعروں کے شرارے،سترہ دِن

گیتوں میں مرے ،آوازوں کا رس بہنوں نے جب ٹپکایا لگتے رہے، اپنے ہی مجھ کو اشعار پیارے، سترہ دِن

آوازیں صدفہ،اسماء کی جادو سا دلوں پر کرتی تھیں تھے حُسنِ سماعت پر احساں ،وہ پیارے پیارے، سترہ دِن

اِک بحرِ محبت بہتا تھا پُرجوش روانی میں اپنی اور داد کے چھینٹے خوب اُڑے ،اِس بحر کنارے، سترہ دِن

ہر دل میں ملن کی چاہت تھی، پر وقت کی کافی قلت تھی سیراب نہ سب کو کر پائے،ہائے بیچارے، سترہ دِن

پنچھی کی طرح آزاد تھے ہم ،بے فکرے تھے ،دل شاد تھے ہم اَن چھوے تھے سب فکروں سے ،گویا تھے کنوارے،سترہ دِن

اِک پینگ محبت کی ڈالی ،کوثر نے فضا میں لندن کی جی بھر کے لئے پھر بہنوں نے بھی خُوب ہلارے،سترہ دِن

وہ ہاؤ ہُو تھی بعض جگہ، سنجیدہ دل بھی جُھوم اُٹھے پھر بزم کی رونق بن کر سب نے نعرے مارے، سترہ دِن

ہونٹوں پہ ہنسی لے آتے ہیں، پر پلکیں نم کر جاتے ہیں دیوارِ دل پر پڑتے ہیں بن کر لشکارے ، سترہ دِن

ہر محفل کا تھا لُطف جُدا،یاد آتا ہے ہر ایک مزہ پھر پیار کے تڑکے نے عرشی کیا خُوب بگھارے ، سترہ دِن

گھر چھوٹے تھے گو لندن میں، پر دل تھے وسیع محلوں کی طرح پھر چھیوں ،پپیوں میں گذرے،پُر کیف ہمارے، سترہ دِن

پردیس میں ایسے لوگ ملے ،تھا جن سے دِل کا تار بندھا اور دیس میں گورے لوگوں کے،اپنوں میں گذارے،سترہ دِن

بازار اور گلیاں لندن کی،رونق رنگ رلیاں لندن کی کن اکھیوں سے دیکھے ہم نے کچھ شوخ نظارے،سترہ دِن

خاموش اکیلے جیون میں ،یک لخت انوکھے دِن تھے یہ لگتا ہے کہ مولا نے بخشے احقر کو اُدھارے، سترہ دِن

تا عمر سجا کر رکھوں گی یادوں کے دریچوں میں اِن کو نایاب بھی ہیں ،کمیاب بھی ہیں یہ پیارے پیارے،سترہ دِن

وہ سترہ دن (حصہ دوم)

وہ رات ڈھلے کی خُنکی تھی اور لمبی لمبی سیریں تھیں کچھ باتیں ، کچھ سرگوشی تھی ، کچھ چُپ نے نکھارے ، سترہ دن

خاموش محبت کوثر کی، یاد آتی دل گرماتی ہے دن رات کی چاہت سے اُس نے کیا خُوب سنوارے، سترہ دن

نازک سی حمیرا کے دم سے اس گھر میں کتنی رونق تھی اُس کی چائے بن ہو جاتے کچھ کھارے کھارے ، سترہ دن

کچھ سیپ اور موتی چھوڑ گئے ، یادوں کے سُہانے ساحل پر پھر بہہ گئے وقت کے دھارے میں وہ پیارے پیارے، سترہ دن

موسیقی کی مدھم لَے پر ، کوثر کا چلانا گاڑی کو اور دل کا لینا گیتوں پر خاموش ہلارے ، سترہ دن

ہاں انٹرنیٹ کے ذریعے سے اَن دیکھا سا جو رشتہ تھا وہ مِل کے محبت میں بدلا تھے راج دُلارے ، سترہ دن

احساسِ تشکر ہے میرا کوثر کے میاں اور بچوں سے جی جان کی وسعت سے سب نے کیا خُوب گذارے، سترہ دن

نسرین ، ثریا اور صدفہ، پھر فائقہ، رفعت اور ودوُد پھر باسط اور بُشراؤں کی صحبت میں گذارے ، سترہ دن

جاں پیار میں ڈوبی رہتی تھی ، واں نہرِ کوثر بہتی تھی سیراب ہمیں کرتے ہی رہے، اس نہر کے دھارے، سترہ دن

اشعار سُنا کر شام و سحر ، عرشی کا گلا تو بیٹھ گیا پر داد ہے سننے والوں کو، نہ ہمت ہارے ، سترہ دن

کچھ ایسی فضلِ ربی کی دن رات وہاں برسات ہوئی گو اینٹ تھی موری کی عرشی ، پر ملے چوبارے ، سترہ دن

ہو جس کو میسر ، کوثر جیسا پیارا ساتھی روز وشب وہ کیوں نہ :کھلا ڈُلا: ہو کر پیر پسارے ، سترہ دن

جلسے میں جو بیتے شام و سحر، کچھ اُن کا جُدا افسانہ ہے وہ اِک سنجیدہ قصہ ہے، چنچل تھے ہمارے ، سترہ دن

پھر ملنا پیارے آقا سے گو پانچ منٹ کا ملنا تھا پر دل دیوانہ گھوما ہے اس در کے دوارے ، سترہ دن

اور آپا جان کی پیاری قربت میٹھی میٹھی باتیں تھیں اُس سُندر شام نے مہکائے پھر خوب ہمارے ، سترہ دن

چہرے پر پیارے آقا کے مسکان سجی جب ہم سے ملے پھر دل میں امرت گھول گئے، وہ امرت دھارے، سترہ دن

آقا نے تبرک جو بخشا ، اس قلم سے یہ اشعار لکھے پر نام ہیں پیاری کوثر کے، تھے جس نے سنوارے، سترہ دن

پھولوں سے بھرے، خوشبو سے بھرے، وہ رنگیں لمحے بیت گئے یادوں کے اُفق پر اُڑتے ہیں اب بن کے غبارے، سترہ دن

انجان سی میں بن جاتی ہوں مفہوم سمجھ کر بھی اِن کا کرتے ہیں وگرنہ پیار بھرے، دن رات اشارے، سترہ دن

ہر گام پہ فضلِ ربی کے اَن گنت تھے جلوے ، چاروں سُو اک خوان بنا کر نعمت کا مولا نے اُتارے ، سترہ دن

جو عرشی نے محسوس کیا، اِک نظم میں اس کو کہہ ڈالا اب تُم بھی بتاؤ کوثر جی کیسے تھے تمہارے ، سترہ دن

تحریکِ جدید کی اہمیت اور اغراض و مقاصد

خدا تعالیٰ کے ایک مخفی الہام اور القائے ربانی کے طور پر یہ تحریک ہوئی

مکرم مولانا طاہر محمود احمد صاحب مربی سلسلہ نظارت اشاعت ربوہ

روحانی نظام اور جسمانی نظام دونوں متوازی چل رہے ہیں۔ قانونِ قدرت کے تحت جب تیز و تند ہوائیں چلتی ہیں۔ آسمان پر کالے سیاہ بادلوں کی گھٹائیں چھا جاتی ہیں۔ بجلیاں کڑکتی ہیں تو اس وقت غیر معمولی موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔ اسی طرح جب 1934ء میں مخالفینِ احمدیت نے جماعت کے خلاف ایک طوفانِ بدتمیزی کھڑا کیا۔ انتظامی طاقتوں سے مل کر سب جماعت کو کچلنے کے لئے صف آرا ہو گئے اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے ناپاک ارادے کر لئے، تو ایسے وحشت ناک اور لرزہ خیز حالات میں ایک ایسی غیر معمولی تحریک نے جنم لیا جس کو تحریکِ جدید کہا جاتا ہے۔

وجہ تسمیہ

''درحقیقت میری تحریک کوئی جدید تحریک نہیں بلکہ یہ قدیم ترین تحریک ہے۔ اور اس جدید کے لفظ سے صرف اُن ماؤف اور اُن بیمار دماغوں سے تلعّب کیا گیا ہے جو بغیر جدید کے کسی بات کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔۔۔ پُرانی شراب پُرانے مٹکوں میں پڑی ہوئی تھی۔ صرف اس کا نام بدل دیا گیا۔۔۔ وہ پرانی ہی چیز تھی جسے ایک نیا نام دے دیا گیا۔ وہ وہی چیز تھی جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا اور وہ وہی چیز تھی جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا۔۔۔ اس میں وہ کونسی چیز ہے جو نئی ہے۔ وہی ایک قانون ہے جو آدمؑ کے وقت سے مقرر ہوا کہ جب شیطان تم پر حملہ کرے گا، تمہیں اس کے مقابلہ میں اپنے ہاتھ پاؤں ہلانے پڑیں گے بغیر اس کے تمہیں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس کے سوا تحریک جدید میں اور کیا ہے؟ یہی قانون اس تحریک میں کام کر رہا ہے کہ حرکت میں برکت ہے۔ نیا نام تو اسے اس لئے دیا گیا کہ وہ لوگ جو نئی چیز کی طرف توجہ کرنے کے عادی ہیں، اس کا نیا نام سن کر اس کی طرف توجہ کریں۔''

(انوار العلوم جلد14 صفحہ 230، 231)

پس منظر

1934ء میں جب تمام مذہبی جماعتیں مجلس احرار کا رُوپ دھار کر جماعت کے خلاف صف آرا ہو گئیں۔ اپنی طاقت کو اور مضبوط کرنے کے لئے انگریزی حکومت کی طاقت کو ساتھ ملا کر جماعت پر اپنے پورے زور و شور کے ساتھ حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ چند دنوں میں قادیان کو ملیا میٹ کرنے کے دَر پے ہو گئے۔ ان ہوش رُبا حالات میں خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے دل پر یہ تحریک نازل فرمائی جو جماعت کو اندھیروں سے نکال کر اُجالوں کی طرف لے آئی۔ جماعت کو ترقیات کے لامتناہی سفر کی طرف گامزن کر دیا۔

''تحریک جدید کے پیش کرنے کے موقع کا انتخاب ایسا اعلیٰ انتخاب تھا جس سے بڑھ کر اور کوئی اعلیٰ انتخاب نہیں ہو سکتا اور خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی زندگی میں جو خاص کامیابیاں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں ان میں ایک اہم کامیابی تحریک جدید کو عین وقت پر پیش کر کے مجھے حاصل ہوئی اور یقیناً میں سمجھتا ہوں جس وقت میں نے یہ تحریک کی وہ میری زندگی کے خاص مواقع میں سے ایک موقع تھا اور میری زندگی کی ان بہترین گھڑیوں میں سے ایک گھڑی تھی جبکہ مجھے اس عظیم الشان کام کی بنیاد رکھنے کی توفیق ملی۔'' (انوار العلوم جلد 14 صفحہ 116)

اہمیت

''تحریک جدید تو ایک قطرہ ہے اُس سمندر کا جو قربانیوں کا تمہارے سامنے آنے والا ہے۔ جو شخص قطرہ سے ڈرتا ہے وہ سمندر میں کب کُودے گا۔ ابھی تو اس سمندر میں تمہیں تیرنا ہے۔ جس سمندر میں تیرنے کے بعد دنیا کی اصلاح کا موقع تمہیں میسّر آئے گا۔''

(انوار العلوم جلد14 صفحہ244، 245)

"اگر احمدیت سچی ہے اور یقیناً سچی ہے تو جو کچھ تحریک جدید میں مخفی ہے یا ظاہر وہ ایک دن دنیا پر رونما ہو کر رہے گا۔ کئی باتیں تحریک جدید میں ابھی ایسی ہیں جو مخفی ہیں اور لوگ انہیں اِس وقت پڑھ نہیں سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تحریک تفکّر اور تدبّر کے نتیجہ میں نہیں کی گئی بلکہ خدا تعالیٰ کے ایک مخفی الہام اور القائے ربّانی کے طور پر یہ تحریک ہوئی ہے اور اِس کے اندر ایسی ہی وسعت موجود ہے جیسے خدا تعالیٰ کے اور الہاموں میں وسعت موجود ہوتی ہے۔"

(انوار العلوم جلد14صفحہ274)

اغراض ومقاصد

"تحریک جدید کو جاری کرنے کی غرض بھی یہی ہے کہ تم میں زندگی پیدا ہو۔ مرنے والے خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانیں دیں اور جو باقی رہیں وہ مِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ کا مصداق بنتے چلے جائیں۔ جس دن ہم اس قسم کے زندہ لوگ پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے وہی دن ہماری زندگی کا دن ہوگا ورنہ اگر مرنے والا مر گیا اور اُس نے انفرادی طور پر جان دے دی تو اِس سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔" (انوار العلوم جلد14صفحہ280)

" تحریک جدید جس کا اجرا منشائے الٰہی کے ماتحت ہوا، اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک **عظیم الشان اسلامی مقصد** کو پورا کرنے اور انسانیت کی جڑوں کو مضبوط کرنے کا بیج رکھا گیا ہے۔ (انوار العلوم جلد16 صفحہ505)

نظامِ وصیت کے لئے پیشرو

"تحریک جدید کیا ہے وہ خدا تعالیٰ کے سامنے عقیدت کی یہ نیاز پیش کرنے کے لئے ہے کہ وصیت کے ذریعہ تو جس نظام کو دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے اس کے آنے میں ابھی دیر ہے اس لئے ہم تیرے حضور اس نظام کا ایک چھوٹا سا نقشہ تحریک جدید کے ذریعہ پیش کرتے ہیں تا کہ اس وقت تک کہ وصیت کا نظام مضبوط ہو اس ذریعہ سے جو مرکزی جائیداد پیدا ہو اس سے تبلیغ کو وسیع کیا جائے اور تبلیغ سے وصیت کو وسیع کیا جائے۔۔۔ غرض تحریک جدید گو وصیت کے بعد آتی ہے مگر اس کے لئے **پیشرو کی حیثیت** میں ہے۔ ہر وہ شخص جو تحریک جدید میں حصہ لیتا ہے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے میں مدد دیتا ہے اور ہر شخص جو نظامِ وصیت کو وسیع کرتا ہے وہ نظامِ نَو کی تعمیر میں مدد دیتا ہے۔"

(انوار العلوم جلد 16صفحہ 599،600)

تحریک کے تین بنیادی مطالبات

1۔ جماعت اپنے آپ کو تبدیل کر کے تقویٰ کی راہوں پر چلے۔ راہِ خدا میں قربانی کے لئے تیار ہو جائے۔

2۔ سادہ زندگی اپنا کر غیر ضروری اخراجات کم کرے اور تبلیغ احمدیت کے لئے رقم فراہم کرے۔

3۔ جماعت دعوت الی اللہ پر کمر کس لے۔ تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر کے بیرون ممالک پیغام حق پہنچائیں۔

ستائیس مطالبات

1۔ سادہ زندگی بسر کریں۔ 2۔ امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کروائیں۔ 3۔ دشمن کے گندے لٹریچر کا جواب تیار کریں۔ 4۔ دعوت الی اللہ ممالک بیرون میں حصہ لیں۔ 5۔ سکیم خاص دعوت الی اللہ میں مالی لحاظ سے حصہ لیں۔ 6۔ سروے میں حصہ لیں۔ 7۔ وقف رخصت موسمی میں حصہ لیں۔ 8۔ نوجوان خدمت دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔ 9۔ رخصت کے ایام خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ 10۔ صاحب پوزیشن مختلف جلسوں میں لیکچر دیں۔ 11۔ کم از کم پچیس لاکھ کا ایک مستقل ریزرو فنڈ قائم کریں۔ 12۔ پنشنرز اصحاب اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کریں۔ 13۔ طلباء کو تعلیم وتربیت کے لئے مرکز سلسلہ میں بھیجیں۔ 14۔ صاحب حیثیت لوگ اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں مشورہ طلب کریں۔ 15۔ بیکار دنیا میں نکل جائیں، خود کمائیں اور کھائیں اور تبلیغ بھی کرتے رہیں۔ 16۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ 17۔ جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا جو کام بھی مل سکے کریں۔ 18۔ مرکز سلسلہ میں مکان بنوائیں یہ دنیا نہیں بلکہ دین ہے۔ 19۔ مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔ 20۔ تمدن قرآنی کا قیام کریں۔ 21۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔ 22۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔ 23۔ راستوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔ 24۔ احمدیہ دارالقضاء کا قیام کریں اور اس کے فیصلوں کی پابندی کریں۔ 25۔ اپنی اولاد کو دین کے لئے وقف کریں۔ 26۔ وقف جائیداد وآمد میں حصہ لیں۔ 27۔ حلف الفضول کی قسم کا معاہدہ کریں کہ ہم امانت، عدل وانصاف کو قائم رکھیں گے۔

ان مطالبات کے متعلق حضور نے فرمایا:

"ان میں سے ہر ایک لمبے غور اور فکر کے بعد تجویز کیا گیا ہے اور ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو سلسلہ کی ترقی میں مدنہ ہو ان میں سے ہر ایک ایسا بیج ہے جو بڑا ترقی پانے والا اور بہت بڑا درخت بننے والا ہے اور دشمنوں کو زیر کرنے والا ہے ان میں سے کوئی چیز بھی نظرانداز کرنے والی نہیں اور ایک بھی ایسی نہیں کہ اس کے بغیر ہماری ترقی کی عمارت مکمل ہو سکے۔"

(الفضل 9دسمبر 1934ء)

مستقل تحریک

ابتداء میں یہ تحریک تین سال کے لئے تھی۔ پھر یہ سات سال اور دس سال کے لئے بڑھادی گئی۔ پھر دو دفعہ اُنیس سال بڑھا کر آخرکار دائمی تحریک قرار دے دیا گیا۔

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں تحریک جدید کو اس وقت تک جاری رکھوں گا جب تک کہ تمہارا سانس قائم ہے تا خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت صرف 19 سال تک محدود نہ رہے بلکہ وہ تمہاری ساری عمر تک چلتی چلی جائے اور جس کی ساری زندگی تک خدا تعالیٰ کے فضل اور انعام جاتے ہیں اس کے مرنے کے بعد بھی وہ اس کے ساتھ جاتے ہیں۔"

(المصلح 11دسمبر 1953ء ص2،3)

تحریک جدید اور حضرت مسیح موعودؑ کا کشف

تحریک جدید کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کا وہ کشف بھی پورا ہو گیا جس میں پانچ ہزار سپاہیوں پر مشتمل ایک فوج دی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں حضور فرماتے ہیں۔

"کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اور اسے میں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ میری اس بات کو سن کر بولا کہ ایک لاکھ نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں پر اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی كَمۡ مِّنۡ فِئَةٍ قَلِيۡلَةٍ غَلَبَتۡ فِئَةً كَثِيۡرَةً۔ پھر وہ منصور مجھے کشف کی حالت میں دکھایا گیا اور کہا گیا کہ خوشحال ہے مگر خدائے تعالیٰ کی کسی حکمت مخفیہ نے میری نظر کو اس کے پہچاننے سے قاصر رکھا لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھایا جائے۔"

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3صفحہ 149)

یہ کشف اس وقت پورا ہوا جب پہلے اُنیس سالہ دَور (1934ء تا 1935ء) میں لگ بھگ پانچ ہزار احباب شامل تھے۔ ان کی قربانیوں کو تا قیامت زندہ رکھنے کے لئے جون 1959ء میں پانچ ہزاری مجاہدین کے نام سے ایک مکمل فہرست شائع کی گئی۔

قومی فتح کے حصول کا گُر

"پس جب تک قومی لحاظ سے اپنی بہادری کا مظاہرہ نہ ہو اور شاندار مظاہرہ نہ ہو اُس وقت تک قومی فتح حاصل نہیں ہو سکتی۔ فتح کا دن وہی ہو گا جب وہ طالب علم جو اِس وقت ہمارے سامنے بیٹھے ہیں ان کے سامنے ان کے استاد اور ان کے نگران ان کے فرائض دُہراتے رہیں اور انہیں یہ سبق پڑھاتے چلے جائیں یہاں تک کہ ان سب میں قربانی کی روح پیدا ہو جائے اور تحریک جدید ہی اِن کا اوڑھنا ہو، تحریک جدید ہی اِن کا بچھونا ہو، تحریک جدید ہی اِن کی دوست ہو اور تحریک جدید ہی اِن کی عزیز ہو، جب رات اور دن انہیں کسی پہلو بھی چین نہ آئے، جب تک نہ صرف اِن کے بلکہ اِن کے رشتہ داروں، اِن کے دوستوں اور اِن کے ہمسایوں کے کام کاج بھی تحریک جدید کے ماتحت نہ آ جائیں اور جب تک وہ اِس یقین پر قائم نہ ہو جائیں کہ احمدیت تحریک جدید ہے اور تحریک جدید احمدیت ہے اُس وقت تک قومی فتح کا زمانہ نہیں آ سکتا۔"

(انوار العلوم جلد14صفحہ277)

بار بار یاددہانی کی ضرورت

"کوئی تین ماہ کا عرصہ گزرا میں ایک سفر پر جا رہا تھا کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خیال ڈالا کہ تحریک جدید کے متعلق جو امور میں نے بیان کئے ہیں وہ جماعت کے سامنے اُس وقت تک کہ مشیّتِ الٰہی ہمیں کامیاب کر دے ہر چھٹے ماہ دُہرائے جانے چاہئیں۔"

(انوار العلوم جلد14صفحہ3)

"پس تم جو تحریک جدید کے بورڈنگ میں تعلیم حاصل کرنے والے طالب

علم ہو یاد رکھو کہ تم تحریک جدید کے سپاہی ہو اور سپاہی پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ تمہارے نگرانوں کا فرض ہے کہ وہ تمہارے سامنے متواتر لیکچر دے کر تحریک جدید کی اغراض تمہیں سمجھائیں اور بتائیں کہ تحریک جدید کے بورڈنگ میں تمہارے داخل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ تم تحریک جدید کے حامل ہو اور تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید پر نہ صرف خود عمل کرو بلکہ دوسروں سے بھی کراؤ۔ اس کی روح کو قائم رکھنا تمہارے فرائض میں داخل ہے اور چونکہ تم ابھی بچے ہو اس لئے تمہارے نگرانوں کا فرض ہے کہ تمہیں وہ تمام باتیں بتائیں اور مسلسل لیکچروں کے ذریعہ تمہارے ذہن نشین کریں۔''

(انوار العلوم جلد14صفحہ275)

'' پس تحریک جدید کے متعلق مجھے خطبات کہنے کی اس لئے ضرورت پیش آتی رہتی ہے کہ مَیں چاہتا ہوں اِس تحریک کو جاری کرنے اور اِس کو قائم رکھنے میں دوست میرے نائب بنیں اور وہ دنیا کے خواہ کسی حصہ میں رہتے ہوں اِس تحریک کو زندہ اور قائم کرتے چلے جائیں۔ جس وقت ہماری جماعت میں اِس قسم کے لوگ پیدا ہوگئے وہ دن ہماری کامیابی کا دن ہوگا۔ اور اگر ہم پورے زور سے اس تحریک کی اہمیت، اس کے مقاصد اور اس کی اغراض لوگوں کے ذہن نشین کرتے چلے جائیں تو آج جو ہمارے سامنے بچے بیٹھے ہوئے ہیں انہی کے دلوں میں کل تحریک جدید کے متعلق اس قدر جوش اور اتنا ولولہ ہوگا کہ انہیں چین اور آرام نہ آئے گا جب تک کہ وہ اپنے دوستوں، اپنے رشتہ داروں اور اپنے ہمسایوں کو بھی اس تحریک کا قائل نہ کرلیں۔ اور وہی دن ہوگا جو احمدیت کی فتح کیلئے قومی اور اجتماعی جِدّ وجُہد کا دن ہوگا۔''

(انوار العلوم جلد14صفحہ276)

مطالبات پر عمل کرنے والوں کی خوش قسمتی

'' حضرت مسیح موعودؑ یہ دعا کر چکے ہیں کہ اے خدا وہ شخص جو میرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرما اور آفات اور مصائب سے اسے محفوظ رکھ پس وہ شخص جو اس تحریک میں حصہ لے گا اسے حضرت مسیح موعودؑ کی دُعا سے بھی حصہ ملے گا اور پھر وہ میری دعاؤں میں بھی حصہ دار ہو جائے گا۔''

(الفضل 4دسمبر 1937ء)

'' اگر تم نے دیانت داری سے احمدیت کو قبول کیا ہے، اگر تم یقین رکھتے ہو کہ سلسلہ احمدیہ سچا ہے، اگر تم سمجھتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خدا تعالیٰ کی پیروی ہے اور مسیح موعودؑ کی پیروی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ تو اے مردو اور عورتو! تم تحریک جدید کے اغراض اور مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو اور انصار اللہ بن جاؤ۔ مجھے تم سے کوئی غرض نہیں۔ اگر تم میرے ان مطالبات پر عمل کروگے تو اپنے خدا کو اپنے اوپر راضی کرلوگے اور اگر تم ان مطالبات پر عمل نہیں کروگے تو اپنے خدا کو اپنے اوپر ناراض کرلوگے۔''

(انوار العلوم جلد15صفحہ167)

دُعا دُعا ہے سراپا دعا کی آمد ہے

امتہ الباری ناصر

خدا کے فضل سے اک دلربا کی آمد ہے
ہمارے شہر میں اک باخدا کی آمد ہے

پیام بر ہے محبت کا امنِ عالم کا
زمانے بھر کے لئے رہنما کی آمد ہے

دل و نگاہ بچھاؤ کہ خوش نصیب ہیں ہم
الٰہی نور کی صدق و صفا کی آمد ہے

ہیں بکھرے رنگ محبت کے پیار کی خوشبو
مناؤ خوشیاں کہ اک جانفزا کی آمد ہے

فرشتے رکھتے ہیں اس کے وجود پر سایہ
مسیح وقت کے اِک پیشوا کی آمد ہے

وہ گرم دھوپ میں اک ٹھنڈی چھاؤں جیسا ہے
دعا دعا ہے سراپا دعا کی آمد ہے

فضائیں بھر دو درود و سلام سے پیارو
کہ اک گدائے درِ مصطفیٰؐ کی آمد ہے

جہاد بالقلم

قرۃ العین تالپور

پیارے آنحضرت محمد ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ انسان جب وفات پاتا ہے تو اسکے اعمال ختم ہو جاتے ہیں سوائے نیک اولاد، صدقہ جاریہ اور ایسا علم کے جو لوگوں کے لیے فائدہ مند ہو۔ میری والدہ مرحومہ سیدہ حفیظۃ الرحمان اللہ تعالیٰ کے ان خوش نصیب بندوں میں شامل تھیں جو اپنے پیچھے فائدہ مند علم کا ایسا سلسلہ چھوڑ گئیں جس سے خاندان، دوست اور احبابِ جماعت تو فائدہ اٹھاتے ہی ہیں مگر گاہے بگاہے غیر از جماعت دوستوں کے بھی پیغامات موصول ہوتے رہتے ہیں کہ وہ اور انکی نئی نسلیں سیرت محمد ﷺ کی کتب سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی زمانے کے مسلمانوں کو 'جہاد بالقلم' کی ہی نصیحت کی تھی اور جماعتِ احمدیہ کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ اس دور میں جب دوسرے مسلمان ہر طرف توپ وتفنگ کے میدان میں ناکامی کا منہ دیکھ رہے ہیں قلم کے جہاد نے احمدی مسلمانوں کو یقیناً کامیابی سے ہمکنار کیا ہے الحمدللہ۔

میرا یہ مضمون ہماری ایک بہت ہی ہر دلعزیز بہن محترمہ ثمینہ آرائیں صاحبہ کی یاد دہانی کا مرہون منت ہے جنہوں نے میری توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ میں مرحومہ سیدہ حفیظۃ الرحمٰن کی کتب کا تعارف جماعت امریکہ سے بھی کرواؤں تاکہ آنے والی نسلوں میں سند رہے اور ہم سب میں یہ شعور اور شوق پیدا ہو کہ ہم نے اپنے قلم کو اسی طرح کند نہیں ہونے دینا جیسا کہ ایک ماہر جنگجو اپنی تلوار کو زنگ آلود ہونے نہیں دیتا۔

اپنی والدہ کی تحریر کردہ کتب کے تعارف سے پہلے مختصر الفاظ میں انکی قلم سے محبت کا پس منظر لکھے دیتی ہوں۔ سن 76 کے اوائل میں انہوں نے سندھ یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کرنے کا آغاز کیا۔ انکا مقالہ آنحضور محمد ﷺ پر تھا۔ اس دور میں بہت کم خواتین سیرت محمد ﷺ پر مقالہ لکھتی تھیں مگر موضوع کافی مشکل اور تحقیقی لحاظ سے محنت طلب تھا اس لئے ڈیپارٹمنٹ نے اجازت دے دی اور امی جان نے مقالہ بڑی محنت سے مکمل تو کر لیا مگر اس دوران انکے سپروائزر کو یہ علم ہو گیا کہ آپ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتی ہیں لہٰذا پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول میں جو بھی مراحل تھے ان میں نت نئی رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ اس پر والدہ مرحومہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کو آگاہ کیا اور دعا کی درخواست کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا 'اپنے مقالے کو کتاب کی شکل میں شائع کروا دو، ایک وقت آئے گا کہ یہ لوگ خود تمہارا مقالہ مانگنے آئیں گے۔ تم تو آسمان پر پی ایچ ڈی ہو چکی ہو'۔ الحمدللہ

سو میری والدہ مرحومہ نے پی ایچ ڈی کی دنیاوی ڈگری کے حصول کو پسِ پشت ڈالا اور سیرت النبی محمد ﷺ پر اپنا مقالہ

"First Events of Holy Prophet(PBUH)'s life"

کو سن 1980 کے اوائل میں اپنی پہلی کتاب کی شکل میں شائع کروا دیا جسکا نام "تخلیق الاول" ہے، الحمدللہ۔ سیرت ﷺ پر لکھی گئی یہ کتاب جیسا کے نام سے ظاہر ہے آنحضور محمد ﷺ کی زندگی کے تمام پہلے پہلے واقعات پر مبنی ہے۔ اس کتاب کو جہاں جامعہ احمدیہ ربوہ کے طالب علموں نے اپنے مضامین کی تیاری میں استعمال کیا وہیں غیر از جماعت افراد نے اس بابرکت کتاب سے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ جات میں ریفرنسز لئے۔

تخلیق الاوّل دو بار شائع ہوئی، دوسری بار اپنی وفات سے تقریباً چھ ماہ پہلے امی جان نے اسمیں کچھ ترامیم بھی کیں اور حضرت عمرؓ کے حوالے سے ایک اور باب کا اضافہ بھی کیا۔ ہمارے خاندان کے لئے یہ بات تسکین کا باعث ہے کہ اپنی وفات سے تین ماہ پہلے میری والدہ اپنی عزیز ترین کتاب کو دوبارہ شائع کروا کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کر سکیں الحمدللہ، ثم الحمدللہ۔

اسّی کی دہائی میں امی جان نے ایک تربیتی کتاب "قرۃ العین" کے نام

سے تحریر کرنا شروع کی جسکا موضوع قرآن کریم کی ایک آیت مبارکہ سے لیا گیا۔ سورۃ الفرقان میں ایک دعا ہے جو کہ عباد الرحمٰن اپنے زندگی کے ساتھی اور نسلوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور مانگتے ہیں۔

ترجمہ: اے ہمارے ربّ ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ (آمین)

اس موضوع کو لے کر آپ نے نوجوان بچیوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضرت محمد ﷺ کی احادیث کی روشنی میں اپنی ازدواجی زندگیوں کو سنوارنے کی نصیحتیں تحریر کیں۔ اس کتاب کی تحریر کے دوران میری والدہ کو ایک اور بہت ہی مبارک خواب آئی جس میں ایک رعب دار آواز نے اعلان کی صورت یہ کہا کہ ''حضرت مسیح موعودؑ کا ہاتھ پکڑ کر تم ساری دنیا کی سیر کر سکتی ہو'' اس خواب نے والدہ مرحومہ کو کتابیں تحریر کرنے کا ایک نیا عزم دیا آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو اپنا مستقل ساتھی بنالیا۔

'قرۃ العین' میں کتاب پڑھنے والے کو ہر جا حضرت مسیح موعودؑ اور آپکے خلفاء کے بابرکت ارشادات اور نصائح ملیں گی۔ اس کتاب میں جن خصوصیات اور اوصاف حمیدہ کا ذکر ہے انکو مثالوں سے سمجھانے کے لئے چند قابل صد احترام خواتین مبارکہ کے کار ہائے نمایاں بھی تحریر کئے گئے تا کہ پڑھنے والی بچیاں یہ جان لیں کہ ان راہوں پر چلنے والی قابل تقلید ہستیاں کون تھیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کس طرح نوازا تھا۔

اس کتاب کی جماعت میں کافی پذیرائی ہوئی اور احباب وخواتین نے 'قرۃ العین' کو بچیوں کی تعلیم وتربیت میں ایک اہم کردار ادا کرنے والی کتاب قرار دیا۔ میری والدہ اس پذیرائی سے خوش تو تھیں مگر ایک کسک محسوس کرتی تھیں جسکا ذکر انہوں نے اپنی نئی کتاب 'محبوبات' کے پیش لفظ میں بیان کیا '۔۔۔ یہ امر اس بات کی غمازی کرتا تھا کہ میری بچیوں سے کہیں قربانی مانگی جا رہی ہے۔ حالانکہ میرے بیٹے قرۃ العین کے انتساب پر ہی غور کرتے تو یہ جملہ۔ ''اے خدا تو ان کے صدقے خدّام کو عباد الرحمٰن بنادے "ان کے تشخص کی منہ بولتی پکار تھا''۔ ابھی والدہ مرحومہ کی خدّام کے نام یہ کتاب تکمیل کے مراحل پر تھی کہ ہماری قابل صد احترام بی بی طاہرہ صدیقہ ناصر حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بھی اپنی اس خواہش کا اظہار کچھ یوں کیا کہ اب آپ عباد الرحمٰن کے عنوان سے بھی

ایک کتاب ان مردوں کے لیے لکھیں جو حقیقی معنوں میں ایک قرۃ العین کے ساتھی بننے کے اہل ہیں۔ اس کتاب کا تعارف بی بی صاحبہ نے تحریر کیا ہے اور اس کتاب کو ان خطوط نے بے حد دلچسپ بنا دیا ہے جو ایک سہیل نام کے خادم کو انکی بزرگ لکھتی ہیں۔ اس کتاب میں جہاں قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ کے حوالے ہیں وہاں حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے احمدیت کی تحریروں اور تقریروں کے حوالے بھی درج ہیں۔ اس کے علاوہ سہیل کے استفساری خطوط کے جواب میں بہت سے سچے واقعات کا ذکر کیا گیا مگر کسی بھی فرد کا نام لیے بغیر۔ محبوبات میں خدّام کے لیے نصائح بھی ہیں اور ہمارے اردگرد رہتے گھرانوں کی وہ سنگدلانہ روایتیں بھی جن کا ذکر جب انہی افراد کے سامنے کیا جائے تو وہ ہرگز یہ ماننے پر تیار نہیں ہوتے کہ وہ اس طرح کی حرکات سے معصوم بچیوں پر کیسے کیسے ظلم ڈھا رہے ہیں۔

والدہ مرحومہ اگر ایک طرف جماعت احمدیہ کی تعلیم وتربیت کے بارے میں کتب تحریر کر رہی تھیں تو دوسری جانب غیر از جماعت افراد جو کہ جماعت احمدیہ پر جنرل ضیا الحق کے دور میں ڈھائے جانے والے مظالم پر حیران و پریشان تھے انکے لیے 'کلمہ توحید کا سفر' جیسی تبلیغی کتاب بھی تحریر کر رہی تھیں۔ اس کتاب کا تعارف ہمارے پیارے بزرگ محمد اسماعیل منیر مرحوم صاحب نے تحریر کیا اور اس دور کا حقیقی نقشہ کھینچا جس کے پس منظر میں یہ کتاب تحریر کی گئی۔

اس کتاب کی خاص بات توحید سے انبیائے کرام کا مضبوط تعلق اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا ان انبیاء کے نقشِ قدم پر مستقل مزاجی سے قائم رہتے ہوئے مظالم سے نبرد آزما ہونے کے واقعات کا ذکر ہے۔ حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور پھر پیارے حضرت محمد ﷺ اور انکے ساتھیوں کی توحید کے لئے قربانیاں آج کے زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ کے غلاموں کے لیے مشعلِ راہ ہیں اور تاریخ نے ثابت کیا کہ ظلم کرنے والے مظلوموں سے بدترین شکست کھا گئے یہاں تک کہ زمانے کے فرعون کی لاش بھی دفنانے کو نہ بچی! اللہ اکبر۔

کلمہ توحید کا سفر اس دور میں احمدیوں پر روا رکھے جانے والے مظالم جاننے اور تاریخ کی حقیقت سمجھنے والی کتاب ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ہمارے ایک محترم بزرگ نے میری والدہ کو یہ کتاب پبلش نہ کرنے کا مشورہ بھی دیا تھا کیونکہ

اس سے انکی جان کوخطرہ ہوسکتا تھا مگر یہ بھی توحید پر ایمان کے خلاف تھا کہ قلم کے اس جہاد میں صرف اس لئے ہتھیار ڈال دیے جائیں کہ کچھ لوگ ہمارے سچ سے نفرت کرتے ہیں۔ الحمدللہ کہ یہ کتاب چھپی بھی اور دلوں میں توحید کی سچائی کو راسخ کرنے والی بھی ثابت ہوئی۔

''کلمہ توحید کا سفر'' ابھی تحریر کے مراحل میں تھی تو والدہ مرحومہ نے نماز کے بارے میں ایک مضمون لکھنا شروع کیا جو بعد میں کتابی شکل میں لجنہ اماء اللہ قیادت نمبر9 کراچی نے شائع کروائی۔ "دستک" کے نام سے شائع ہونے والی یہ کتاب سات خطوط پر مشتمل ہے جو ایک ماں اپنے بیٹے کے نام تحریر کرتی ہے اور اپنے بیٹے کو نماز کی طرف توجہ کرنے کی نصائح کرتی ہے۔ اس کتاب کا آغاز بہت ہی دلچسپ ہے جس میں ایک معصوم بچی اپنی دادی سے اپنے باپ کے نماز نہ پڑھنے کے بارے میں سوال اٹھاتی ہے اور پھر دادی جان اپنے بیٹے کو آسان زبان میں بہت ہی خوبصورت انداز میں قرآن وحدیث وسنت نبویؐ کے حوالے دے کر نماز کو قائم کرنے کی نصیحت کرتی ہیں۔ یہ کتاب بہت ہی عام فہم زبان میں ہے تا کہ ہر گھر میں آسانی سے پڑھی جاسکے، سمجھی جاسکے تا اس پر عمل کرنا آسان ہو۔

1992ء تا 1994ء والدہ مرحومہ نے دو کتب کو مکمل کیا جن میں ایک تربیتی کتاب تھی اور محبوبات کا تسلسل تھی۔ 'ازالۃ القید' کے نام سے چھپنے والی اس کتاب میں ایک بہت ہی پیچیدہ اور خشک مضمون کو آسان مگر مستند طریق سے سپرد قلم کیا گیا۔ طلاق بے شک ایک ایسا فعل ہے جس پر مذہبی پیرائے میں لکھنا کافی مشکل کام تھا اور خاص طور پر ایک خاتون کے لئے، مگر والدہ مرحومہ کو یہ امر بہت تکلیف دہ محسوس ہوا کہ ایک دکھ بھری زندگی گزارتی عورت نہیں جان پاتی کہ اسکے حقوق کیا ہیں۔ زمانہ اسے اچھی بیوی بننے کے فرائض تو بتا دیتا ہے مگر جب اسکی زندگی اپنے شوہر کی وجہ سے عذاب بن جائے تو اسکے پاس اللہ کے بتائے ہوئے نجات کے جو طریقے ہیں وہ بھی عورت کے علم میں لانا ضروری تھا۔ سوانہوں نے بہت دکھ مگر محنت کیساتھ اس مضمون کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس کتاب کی دلچسپ بات اس پر تنقید تھی جو شاید پہلی بار امی جان تک خطوط، فون اور ملنے جلنے والوں کے ذریعے پہنچی۔ مگر وہ اس پر بہت مطمئن تھیں کہ بات دلوں تک جا پہنچی ہے۔

اب میں اس کتاب کا ذکر کرنا چاہوں گی جس نے والدہ مرحومہ کے دل ودماغ پر رنج والم کا ایسا بوجھ ڈالا کہ انکی صحت پھر کبھی بحال نہ ہوسکی۔ یہ کتاب ہمارے پیارے شہدائے احمدیت کے بارے میں ہے اور اسی لئے اسکا نام آسمان احمدیت کے چمکتے ستاروں سے منسوب کیا گیا۔

'نگینے لوگ' ان شہداء کے لئے دل کی گہرائیوں سے نکلے سچے الفاظ کا نذرانہ ہے جو اپنی جانوں کو قربان کر کے تاریخ احمدیت میں امر ہو گئے۔ اس کتاب کو ایک تحقیقاتی مقالہ کہیں تو بے جا نہ ہوگا کیوں کہ تمام شہداء کے پیاروں، عزیزوں کو ایک سوال نامہ ارسال کیا گیا جسکی تیاری میں بھی میری والدہ نے کافی محنت کی اور اس قسم کے سوالات تحریر کئے جن کی زبان تو عام فہم تھی مگر انکے جوابات سے شہیدوں کی زندگی کے بہت ہی باریک پہلو سامنے آتے تھے مثلاً انکی عبادت کی عادات، ملنے جلنے والوں سے سلوک، گھر والوں سے سلوک، صدقہ وخیرات میں مستقل مزاجی وغیرہ۔ غرض سوالنامے کو تحقیقاتی نظریے سے تیار کیا گیا اور پھر شہداء کے پیاروں نے جو جوابات دیے انکو بھی جانچا گیا اور نتائج کی صورت میں اس کتاب کو اس طرح مرتب کیا کہ ایک قاری صرف شہداء کی سوانح ہی نہ جان پائے بلکہ تمام شہداء میں خاص عادات جو ان شہیدوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص احسان تھیں، انہیں بھی سمجھے، جانے اور پھر اپنی زندگی میں انہی مبارک عادتوں کو شامل کرنے کی کوشش کرے۔ الحمدللہ کے والدہ مرحومہ کی یہ انتھک کوشش رائگاں نہ گئی۔ پیارے خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے امی جان کی اس سعی کو بے حد سراہا اور آج بھی شہدائے احمدیت کے پیارے انکی اس کتاب کو تاریخ احمدیت پر لکھی جانے والی کتب میں ایک بہترین اضافہ کہتے ہیں۔ نگینے لوگ حصّہ اول کے بعد نگینے لوگ حصّہ دوئم سن 2000ء میں شائع ہوئی۔ حصّہ اول کا تعارف حضرت مولانا دوست محمد شاہد مؤرخ احمدیت نے لکھا ہے۔ حصّہ اوّل میں بارہ شہدائے احمدیت کا ذکر خیر ہے جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دور میں جامِ شہادت نوش کیا

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

نگینے لوگ حصّہ اول میں 'آج کے زمانے کی پہلی شہید احمدی خاتون' محترمہ رخسانہ پروین شہید صاحبہ پر ایک باب ہے۔ اسی طرح ایک باب شہید ڈاکٹر مظفر احمد صاحب جو کہ 'دیارِ صلیب میں پہلے احمدی نوجوان' تھے، جنہوں نے اپنے خون سے امریکہ میں ایسی مشعل روشن کردی ہے جسکی پاک روشنی آنے والی تمام نسلوں کو سچائی اور قربانی کی راہ دکھائے گی، ان پر لکھا گیا ہے۔ نگینے

لوگ حصہ دوئم میں دس شہداء کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے جن میں 'خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے روشن چراغ اور ہمیشہ اول آنے والے قادر شہید' بھی شامل ہیں۔

آخری کتاب جو میری پیاری والدہ مرحومہ نے باوجود اپنی خرابیِ صحت تحریر کی وہ'' آئینہء ربوبیت ۔۔مدح خیر الوریٰ ''تھی جسکو وہ اپنی زندگی کا سرمایہ کہتی تھیں ۔ یہ کتاب سلطان القلم حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ احمدیہ کی مبارک تحریر القصیدہ کے اشعار کی نثری تشریح پر مبنی ہے۔

اسی کتاب میں والدہ مرحومہ 'آئینہء ربوبیت۔۔۔مدح خیر الوریٰ ' کو ضبط تحریر میں لانے کا پس منظر لکھتی ہیں۔اس خیال کی ابتداء مشن ہاؤس، واشنگٹن ڈی۔سی، امریکہ میں کچھ عرصے قیام کے دوران ہوئی جہاں امی جان نے ستر برس کی عمر میں القصیدہ کے تمام اشعار حفظ کئے اور جہاں انہیں اس نایاب خزانے کے انمول فوائد کا پتہ چلا وہاں ،ہم سب کو وہ یہ سبق بھی دے گئیں کہ اگر جذبہ سچا، دل میں لگن اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہو تو بڑھتی عمر، بیماری ،غم والم یا کوئی معذوری بھی انسان کو اپنے کھرے ارادوں میں کامیابی سے روک نہیں سکتی۔الحمدللہ کہ امی جان مرحومہ نے القصیدہ کے 70 اشعار کو بھی حفظ کیا اور پھر تقریباً آٹھ سال انتھک محنت کے بعد آئینہء ربوبیت کو کتاب کی صورت میں شائع کروایا تا آنے والی نسلیں اس مبارک قصیدے کو پڑھیں ،اپنے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدح میں لکھے گئے ان اشعار کو سمجھیں اوران کی تشریح کو اپنی زندگیوں میں ہمیشہ کے لئے شامل کر لیں۔انشاءاللہ تعالیٰ

قارئین! آپ سے گزارش ہے کہ اگر یہ کتب آپکو میسر ہیں تو مطالعے کے دوران میری والدہ مرحومہ کی بلندیٔ درجات کے لئے ضرور دعا کریں اور آخر میں میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ مضمون لکھنے کا مقصد پورا فرمائے اور ہم سب کو قلم کا جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

حوالہ جات :

قرۃالعین ،محبوبات،کلمہ توحید کا سفر،

نگینے لوگ۔حصہ اوّل و دوم

آئینہ ربوبیت (مدح خیر الوریٰ)

مہدی علی قمر شہید

ڈاکٹر محمود احمد ناگی جارجیا، امریکہ

شہید مہدی علی قمرتُو نے
ایک ہی جست میں بلندیوں کو چُھو لیا تُو نے
تیری عظمت تیری شجاعت کو سلام
تیرے جذبہءانسانیت کی رفعتوں کو سلام
تو شہادت پا کر امر ہوا
تیرا نصیبہ خدا کی نظر میں باثمر ہوا
ناحق کسی کی موت
ساری انسانیت کی ہے موت
یہ اللہ رسولؐ نے ہے فرمایا
احمدیت کے سپوتوں کو ہے آزمایا
خلیفہءوقت نے کس قدر پیار سے خطبہ میں کیا ذکر
تیرے نصیب اور بخت کا کیا ذکر
شہید تُو نے تاریخ رقم کر دی ہے
انہوں نے تیری تعریف ثبت کر دی ہے
کیا ملا اسلام کے ٹھیکیداروں کو
کیا ملا ملعونوں اور شیطانوں کو
ملی دنیا اور آخرت کی رُسوائی
ان کی کوئی بھی نیکی کام نہ آئی
'قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے'
آج کے ملاّ کو جہنم کی نوید ہے
شہید تیری موت احمدیت کی حیات ہے
سب نام نہاد ملاّ ؤں کی ممات ہے

فطرت کی زبان

اویس احمد نصیر مربی سلسلہ اوکاڑہ کینٹ پاکستان

دنیا میں اگر دیکھا جائے کہ ایک طالبعلم Oxford یا Cambridge یا دنیا کی کسی اعلیٰ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا ہے تو جب یہ بات لوگوں کے سامنے آتی ہے کہ اس کا معلم ایک عظیم یونیورسٹی ہے تو ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ بہت لائق طالبعلم ہے، اسی وجہ سے تو اسے یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ اس یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اسی طرح ذرا سوچیں۔ وہ طالبعلم جس کا معلم خدا ہے اور وہ زبان جس کا معلم خدا ہے تو اس کی کیا شان ہوگی۔ عربی زبان کی بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا معلم خدا ہے۔

لشکری زبان

دنیا کی مختلف زبانوں میں خدا کا پیغام آیا لیکن اس کا آخری پیام اور آخری ہدایت نامہ اور جامع ترین صحیفہ یعنی قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا۔ زبانیں اگرچہ بے شمار تھیں لیکن اس قوانین خداوندی کے آخری مجموعہ کے لئے عربی زبان کو اختیار کیا گیا اور اس جیسی خصوصیات اور فضائل دوسری زبانوں میں نہ تھیں۔ گویا کہ عربی زبان دیگر زبانوں کے درمیان لشکری زبان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لشکر عظیم میں دنیا کی اکثر زبانوں نے پناہ لی ہوئی ہے اور عربی زبان ایک جرنیل کا کردار ادا کرتی ہے جو تمام زبانوں کو command کرتی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے عربی زبان کی لا متناہی وسعت کی وجہ سے ہی اسے ام الالسنۃ (تمام زبانوں کی ماں) قرار دیا ہے۔

RULES and REGULATIONS

عربی زبان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ rules and regulations کی پابند ہے۔ اور اس زبان کے قوانین ودفعات، صرف ونحو میں جمع ہیں۔ عربی زبان کے قواعد کی خلاف ورزی پر بہت سخت سزا کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً اگر جزاکم اللہ (ز کی فتح کے ساتھ) کہا جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ اللہ تجھے جزا دے اور اگر جزاکم اللہ (ز کی تشدید کے ساتھ) کہا جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ اللہ تجھے تباہ کرے۔ اسی طرح عربی جاننے والے عربی کے قواعد وضوابط کی اہمیت سے خوب واقف ہوتے ہیں۔

مختصر گوئی (خیر الکلام مَا قَلَّ وَ دَلَّ)

عربی زبان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ایک انسان قلیل کلمات میں اپنا مافی الضمیر احسن رنگ میں ادا کر دیتا ہے اور کسی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا جائے تو عربی کا کالم چھوٹا ہوگا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ایک لفظ میں ہی ایک جملہ کا مفہوم ادا ہو جاتا ہے۔

مثلاً اعرق (وہ عراق گیا)، ایمن (وہ یمن گیا) استرجع (اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا) حیعل (اس نے لاحول۔۔۔ پڑھا)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس خصوصیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یہی طریق زبان عربی کے عادات میں سے ہے یعنی یہ زبان کبھی الف لام تعریف سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں چند لفظوں کی محتاج ہوتی ہیں اور کبھی صرف تنوین سے ایسا کام لیتی ہے جو دوسری زبانیں طوالانی فقروں سے بھی پورا نہیں کرسکتیں۔ ایسا ہی زیر زبر پیش بھی الفاظ کا ایسا کام دے جاتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ کوئی دوسری زبان بغیر چند فضول فقروں کے ان کا مقابلہ کر سکے۔

(منن الرحمان ص133)

عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے

عربی زبان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ہر معنی کے ادا کرنے کے لئے متعدد الفاظ موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً شہد کے لئے 80، سانپ کے لئے 200،

اونٹ اورتلوار کے لئے تقریباً1000۔عبد الرحمان ہمدانی متوفی320، نے اس موضوع پر(الالفاظ الکتابیة) کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔

عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے یعنی انسانی ضرورتوں کو وہ مفردات پوری مدد دیتے ہیں۔دوسرے لغات اس سے بے بہرہ ہیں۔ (منن الرحمان ص137)

عربی زبان میں تدریج اوروجہ تسمیہ پائی جاتی ہے

عربی زبان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ایک چیز کے جتنے مدارج ہیں اس کے الگ الگ نام ہیں۔مثلاً صبح سے شام اور شام سے صبح تک تمام مدارج کے الگ نام ہیں۔مثلا اردو میں ہم کہتے ہیں کہ صبح، دوپہر، شام، دن رات، یا ایک دواور الفاظ ہوں گے مگر عربی میں صبح سے شام اور شام سے صبح تک کا مرحلہ اس طرح طے ہوتا ہے۔

(صباح،بکور، غداة، ضحٰی، اشراق، زوال، ھاجرة، ظھیرة، رواح، اصیل، مسای، عصر، طفل، عشینه، شفق، عشاء، عتمة۔ سحرة، فلنس، بلجة، تنویر، صبح) اوراس کے ساتھ ساتھ عربی زبان اس کی وجہ تسمیہ بھی بیان کرتی ہے۔

اسی خصوصیت کوحضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب منن الرحمان ص244 تا247 میں بیان فرمایا ہے۔چنانچہ ماں کے رحم سے لیکر بچہ کی وفات تک کے مراحل کے اسماء کا ذکرفرمایا اوران کی وجہ تسمیہ بیان فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

عربی زبان کوخدا تعالیٰ نے یہ خصوصیت دی ہے کہ اس کے تمام الفاظ اپنے اندرمعنی رکھتے ہیں باقی دنیا کی کسی زبان کو یہ خصوصیت حاصل نہیں ہے۔(انوار العلوم جلد 5ص54)

عربی کا فاضل تین ماہ میں عبرانی سیکھ سکتا ہے

عربی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کا عالم تین ماہ میں عبرانی کا کافی علم حاصل کر سکتا ہے۔چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔

میری دانست میں عربی زبان کا ایک پورا فاضل تین ماہ میں عبرانی زبان میں کافی استعداد حاصل کرسکتا ہے۔ (کتاب البلاغ ص372)

عیسائی حملوں کے لئے ضرب عضب

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں کہ۔۔

ایک مسلمان جوعیسائی حملوں کی مدافعت کے لئے میدان میں آتا ہے اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایک بڑا حربہ اورنہایت ضروری حربہ جو ہر وقت اس کے ہاتھ میں ہونا چاہیے علم عربی زبان ہے۔(کتاب البلاغ ص372)

عربی زبان کا بہت بڑا فلسفہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ فرماتے ہیں۔

عربی زبان اپنے اندر بہت بڑا فلسفہ رکھتی ہے اور یہ فلسفہ کسی اور زبان میں نہیں پایا جاتا۔مثلاً دوسری زبانوں میں الفاظ زبان کی اصل ہیں لیکن عربی زبان میں الفاظ نہیں بلکہ حروف زبان کی اصل ہیں۔

شرب عربی زبان میں پینے کو کہتے ہیں مگر یہ معنی شرب کے نہیں بلکہ ش رب کے ہیں۔چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ش رب کسی ترتیب سے عربی میں آجاویں ان کے مرکزی معنی قائم رہیں گے۔خواہ ش رب ہوخواہ ش ب رہوخواہ رب ش ہو۔غرض ہر حالت میں مرکزی معنی قائم رہیں گے۔گویا عربی زبان میں حروف ترتیب حروف اورحرکات حروف کے مجموعہ سے لفظ کے معانی پیدا ہوتے ہیں۔ (انوار العلوم 19ص7)

اشتراک

عربی زبان کی بہت بڑی خوبی ہے کہ ایک لفظ کومتعدد معنوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے اوریہی اشتراک کا مفہوم ہے۔

حریری کی کتاب (مقامات) میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔جیسے عین کے متعدد معنی ہیں مثلاً آنکھ، جاسوس، سونا، نفس الشی وغیرہ۔

اضداد

عربی زبان کا یہ طریق بھی عربی زبان کی خوبی ظاہر کرتا ہے۔یعنی ایک ہی لفظ کے دو متضاد معنی ہونا۔

مثلاً مولیٰ (آقا،غلام) صارخ (فریادخواہ،فریادرس)۔ایسے الفاظ فقــه اللغة

لابن الفارس المزهر للسیوطی میں بکثرت ملتے ہیں۔

ابواب

عربی زبان کی ایک بہت بڑی خصوصیت (ابواب) ہے۔اصلی مادہ میں ایک دو حرف کی زیادتی سے ایک نیا باب بن جاتا ہے،اور مختلف معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔مثلاً لفظ کبر مختلف بابوں سے درج ذیل شکلوں میں نمودار ہوگا۔

کبر،اکبار،استکبار،تکبر،تکبیر،مکابرۃ۔

اس وسعت سے دنیا کی اور زبانیں محروم ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ ہر باب کی خاصیتیں ہیں۔مثلاً افعال کی یہ خاصیت ہے کہ فعل لازم کو متعدی میں بدل دیتا ہے اور جب کوئی مصدر استفعال سے استعمال کیا جائے تو اس میں طلب کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔مثلاً ایاک نعبد و ایاک نستعین۔نستعین باب استفعال سے ہے اور اس میں طلب کا معنی ہے۔

صلات

صلات سے بھی عربی زبان میں کافی وسعت پیدا ہوگئی ہے۔صلات سے مراد وہ حروف ہیں جو افعال کو اسماء سے ربط دیتے ہیں۔اس خصوصیت میں عربی کے ساتھ کچھ اور زبانیں بھی شامل ہیں۔

مثلاً انگریزی میں on the table,over the table,in the table,اس مثال میں table کے ساتھ on کا صلہ استعمال ہوا ہے اور نئے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔اسی طرح عربی کی ایک مثال پیش ہے۔ضربتہ (میں نے اس کو مارا) ضربت له (میں نے اس سے کہاوت بیان کی) ضربت عنه (میں نے اس سے منہ پھیر لیا) ضربت فی الارض (میں نے زمین میں سفر کیا)۔

خلاصہ کلام

اللہ تعالیٰ نے عربی زبان کو بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے۔یہ فطری زبان کسی دوسری زبان کے آگے دست سوال دراز نہیں کرتی۔تمام زبانوں کی اپنی اپنی ذاتی خصوصیات ہیں مگر ان کا جنکشن عربی زبان ہے جہاں تمام خوبیاں اکھٹی ہو جاتی ہیں۔

☆......☆......☆

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ ہے

سعید احمد کوکب ایم۔اے

ہمارے کام سب تُو نے بنائے ... جو تھے رستوں میں کانٹے وہ ہٹائے
ہمارے سب عدُو تُو نے اٹھائے ... تمہارے ساتھ تھے ہم لَو لگائے
ہوُا ناکام پھر ہر اک عدُو ہے ... اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ ہے

بڑے کچھ دشمنانِ دیں بھی آئے ... منصوبے بہت سے ساتھ لائے
خدا نے راز سب ان کے بتائے ... ملائک ساتھ پھر اپنے لگائے
کرے جو سرخرو ہم کو وہ تُو ہے ... اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ ہے

بڑے مشکل تو ہم کو اس کا کیا غم؟ ... ہمیں کرتے دُعا سے آنکھ پُرنم
تمہارا ساتھ ہو۔ کافور ہر غم ... تمہاری آس پر رہتے سدا ہم
ہمارے دل کی ہر دھڑکن میں تُو ہے ... اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ ہے

محمد مصطفیٰؐ آقا ہمارے ... مسیحِ پاکؑ ہیں رہبر ہمارے
ہمارے ساتھ ہیں ان کے سہارے ... لگتی ناؤ ہے اپنی کنارے
رہے جو ساتھ ہر پل میں وہ تُو ہے ... اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ ہے

خلافت ہے مسیحؑ کی اب بھی جاری ... اسی کی رہنمائی اب بھی جاری
کرے آسان ہر مشکل ہماری ... یہی ہے سلسلہ تب سے جو جاری
شنید اس کی ہوئی اب کُو بہ کُو ہے ... اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ ہے

ہجوم عاشقاں اب مل رہا ہے ... زمیں کا کونا کونا ہل رہا ہے
ہر اک کے ساتھ اپنا دِل رہا ہے ... محبت سے پھٹا دِل سِل رہا ہے
مدد حاصل ہمیں جس کی وہ تُو ہے ... اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ ہے

شادی بیاہ کے متعلق دینی تعلیمات

سلطان نصیر احمد، ربوہ

شادی بیاہ کی رسم جو ہے یہ بھی ایک دین ہی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''شادی بیاہ کی رسم جو ہے یہ بھی ایک دین ہی ہے جبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم شادی کرنے کی سوچو تو ہر چیز پر فوقیت اس لڑکی کو دو، اس رشتے کو دو، جس میں دین زیادہ ہو۔ اس لئے یہ کہنا کہ شادی بیاہ صرف خوشی کا اظہار ہے خوشی ہے اور اپنا ذاتی ہمارا فعل ہے۔ یہ غلط ہے۔ یہ ٹھیک ہے جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ آیا ہوں اسلام نے یہ نہیں کہا کہ تارک الدنیا ہو جاؤ اور بالکل ایک طرف لگ جاؤ۔ لیکن اسلام یہ بھی نہیں کہتا کہ دنیا میں اتنے کھوئے جاؤ کہ دین کا ہوش ہی نہ رہے۔ اگر شادی بیاہ صرف شور وغل اور رونق اور گانا بجانا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ شروع ہو کر اور پھر تقویٰ اختیار کرنے کی طرف اتنی توجہ دلائی ہے کہ توجہ نہ دلاتے۔ بلکہ شادی کی ہر نصیحت اور ہر ہدایت کی بنیاد ہی تقویٰ پر ہے۔ پس اسلام نے اعتدال کے اندر رہتے ہوئے جن جائز باتوں کی اجازت دی ہے اُن کے اندر ہی رہنا چاہئے اور اس اجازت سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔ حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے کہ دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔''

(مشعلِ راہ جلد پنجم حصہ سوم ص152،153)

تُنۡکَحُ الۡمَرۡاَۃُ لِاَرۡبَعٍ

آنخضورؐ نے رشتہ کی تلاش میں دینداری کو ترجیح دینے کی تلقین کی ہے۔ حدیث میں ہے۔

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ تُنۡکَحُ الۡمَرۡاَۃُ لِاَرۡبَعٍ لِمَالِھَا وَلِحَسَبِھَا وَلِجَمَالِھَا وَلِدِیۡنِھَا، فَاظۡفَرۡ بِذَاتِ الدِّیۡنِ تَرِبَتۡ یَدَاکَ

(بخاری جلد 2 کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنخضور ﷺ نے فرمایا کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے خاندان کی وجہ سے یا اس کے حسن وجمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے، لیکن تو دیندار عورت کو ترجیح دے اللہ تیرا بھلا کرے۔

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَاللّٰہِ اَتۡقٰکُم:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّاُنۡثٰی وَجَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا۔ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَاللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ

(الحجرات :14)

ترجمہ: اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''ہماری قوم میں یہ بھی ایک بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکام شریعت کے بالکل برخلاف ہے بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات:14) یعنی تم میں سے خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہے۔"

(ملفوظات جلد 5صفحہ 49،48)

اللہ تعالیٰ کے احکامات تو اصل میں معاشرے میں بھلائی اور امن پیدا کرنے کے لئے ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شادی کے معاملہ میں بیوہ اپنے بارے میں فیصلہ کرنے میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ اور کنواری سے اجازت لی جائے گی اور اس کا خاموش رہنا اجازت تصور کیا جائے گا۔

(سنن الدارمی۔ کتاب النکاح۔باب استئمار البکر و الثیب)

تو وضاحت ہوگئی کہ بیوہ کا حق بہرحال فائق ہے لیکن کنواری لڑکی کے بارے میں یہ شرط ہے کہ اس کا ولی اس کے بارے میں فیصلہ کرے اور وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات تو اصل میں معاشرے میں بھلائی اور امن پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ تو بیوہ کیونکہ دنیا کے تجربے سے گزر چکی ہوتی ہے دنیا کی اونچ نیچ دیکھ چکی ہوتی ہے اور الا ماشاء اللہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرسکتی ہے اس لئے اس کو یہ اختیار دے دیا۔ لیکن کنواری لڑکی بعض دفعہ بھول پنے میں غلط فیصلے بھی کر لیتی ہے اس لئے اس کے رشتے کا اختیار اس کے ولی کو دیا گیا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کو یہ حق دیا گیا کہ اگر وہ اپنے ولی یا باپ کے فیصلے سے اختلاف رکھتی ہو، اس پر راضی نہ ہو تو نظام جماعت کو بتائے اور فیصلے کروائے لیکن خود عملی قدم اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس سے بھی معاشرے میں نیکی اور بھلائی کی بجائے فتنہ اور فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ چنانچہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ بعض لڑکیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کی کہ باپ فلاں رشتہ کرنا چاہتا ہے اور آپؐ نے لڑکیوں کے حق میں فیصلہ دیا۔ بعض دفعہ یہ ہوا کہ لڑکی نے کہا میں نہیں چاہتی۔ چنانچہ ایک دفعہ اسی طرح ایک لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ ہم عورتوں کو رشتوں کے معاملہ میں کوئی حق نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا بالکل ہے۔ تو اس نے کہا کہ میرا باپ میرا رشتہ فلاں بوڑھے شخص سے کرنا چاہتا ہے، یا کررہا ہے یا کردیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں اجازت ہے۔ لیکن اس نیک فطرت بچی نے کہا کہ میں صرف عورت کا حق قائم کرنا چاہتی تھی اپنے باپ کا دل توڑنا نہیں چاہتی۔ مجھے اپنے باپ سے بہت پیار ہے۔ میں اس رشتے پر بھی راضی ہوں لیکن حق بہرحال عورت کا قائم ہونا چاہئے اس کے لئے میں حاضر ہوئی تھی۔

پھر ایک دفعہ آپؐ نے ایک لڑکی کے باپ کا طے کیا ہوا رشتہ (جو لڑکی کی مرضی کے خلاف تھا) تڑوادیا۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہوگیا۔ اس کا اس سے ایک بچہ بھی تھا۔ بچے کے چچا نے عورت کے والد سے اس بیوہ کا رشتہ مانگا۔ عورت نے بھی رضامندی کا اظہار کیا۔ لیکن لڑکی کے والد نے اس کا رشتہ اس کی رضامندی کے بغیر کسی اور جگہ کردیا۔ اس پر وہ لڑکی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور شکایت کی۔ حضور نے اس کے والد کو بلا کر دریافت کیا۔ اس کے والد نے کہا اس کے دیور سے بہتر آدمی کے ساتھ مَیں نے اس کا رشتہ کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کے کئے ہوئے رشتے کو توڑ کر بچے کے چچا یعنی عورت کے دیور سے اس کا رشتہ کردیا۔

(مسند الاما م الاعظم ۔کتاب ا لنکاح عدم جواز النکاح بغیر رضا المرء ۃ)

اب یہاں بیوہ کا حق فائق تھا اور دوسرے عورت (لڑکی) کی مرضی بھی دیکھنی تھی۔ لیکن یہ جماعت احمدیہ میں بہرحال دیکھا جائے گا کہ لڑکی جہاں رشتہ کررہی ہے یا جہاں رشتے کی خواہش رکھتی ہے وہ لڑکا بہرحال احمدی ہو۔ کیونکہ ان تمام باتوں کا مقصد پاک معاشرے کا قیام ہے۔ نیکیوں کو قائم کرنا ہے اور نیک اولاد کا حصول ہے۔ اگر احمدی لڑکے احمدی لڑکیوں کو چھوڑ کر اور احمدی لڑکیاں احمدی لڑکوں کو چھوڑ کر دوسروں سے شادی کریں گے تو معاشرے میں، خاندان میں فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہوگا۔ نئی نسل کے دین سے ہٹنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے دین کا کفو دیکھنا بھی اس طرح ضروری ہے جس طرح دنیا کا۔ ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کو بعضوں کو بڑا رجحان ہوتا ہے غیروں میں رشتے کرنے

کا۔ اس طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔ خاص طور پر اس آزاد معاشرے میں۔ نظام کی بھی فکر اس لئے بڑھ گئی ہے کہ ایسے معاملات اب کافی زیادہ ہونے لگ گئے ہیں کہ اپنی مرضی سے غیروں میں، دوسرے مذاہب میں رشتے کرنے لگ جاتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابو حاتم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی ایسا شخص کوئی رشتہ لے کر آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اسے رشتہ دے دیا کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ و فساد پیدا ہوگا۔ سوال کرنے والے نے سوال کرنا چاہا لیکن آپؐ نے تین دفعہ یہی فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی شخص رشتہ لے کر آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اسے رشتہ دے دیا کرو۔

(ترمذی۔ کتاب النکاح باب ماجاء جاء کم من ترضون دینہ ......)

تو آپؐ نے اس طرف توجہ دلائی کہ دیندار لڑکے سے رشتہ کر لیا کرو۔ مالی کمزوری بھی اگر ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دین پر قائم ہے تو اللہ تعالیٰ مالی حالات بھی درست فرما دے گا۔

(خطبہ جمعہ 24/دسمبر 2004ء بمطابق 24/ فتح 1383 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت السلام۔ پیرس۔ فرانس)

منگنی کے بارہ میں ہدایت

رشتہ طے کرنے کی علامت منگنی ہے۔ اس موقع پر بڑی بڑی دعوتیں اور اسراف درست نہیں۔ حضرت رسول کریم ﷺ سے منگنی (نسبت) کے بارہ میں ایک روایت ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبُ بَعْضُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ بَعْضٍ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: تم میں کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور کوئی تم میں سے اس عورت کو شادی کے لئے پیغام نہ دے جسے کوئی پیغام دے دیا گیا ہو اور وہ راضی ہو گئی ہو۔

(جامع ترمذی اَبْوَابُ الْبُیُوْعِ باب ماجاء فی النھی عن البیع علی بیع اخیہ)

منگنی پر مٹھائی تقسیم کرنا

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''نسبتوں کی تقریب پر جو شکر وغیرہ بانٹتے ہیں۔ دراصل یہ بھی اسی غرض کے لیے ہوتی ہے کہ دوسرے لوگوں کو خبر ہو جاوے اور پیچھے کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔ مگر یہ اصل مطلب مفقود ہو کر اس کی جگہ صرف رسم نے لے لی ہے اور اس میں بھی بہت سی باتیں اور پیدا کی گئی ہیں۔ پس ان کو رسوم نہ قرار دیا جاوے بلکہ یہ رشتہ ناطہ کو جائز کرنے کے لیے ضروری امور ہیں۔ یاد رکھو جن امور سے مخلوق کو فائدہ پہنچا ہے، شرع اس پر ہرگز زد نہیں کرتی۔ کیونکہ شرع کی خود یہ غرض ہے کہ مخلوق کو فائدہ پہنچے۔''

(ملفوظات جلد دوم ص310)

منگنی کا مقصد

''منگنی تو ہوتی ہی اسی لئے ہے کہ اس عرصہ میں تمام حسن و قبح معلوم ہو جاویں۔ منگنی نکاح نہیں ہے کہ اس کو توڑنا گناہ ہو۔''

(ملفوظات جلد پنجم ص231)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''ایک روایت میں آتا ہے حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک جگہ منگنی کا پیغام دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس لڑکی کو دیکھ لو کیونکہ اس طرح دیکھنے سے تمہارے اور اس کے درمیان موافقت اور الفت کا امکان زیادہ ہے۔''

(ترمذی کتاب النکاح۔ باب فی النظر الی المخطوبۃ)

اس اجازت کو بھی آج کل کے معاشرے میں بعض لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے۔ اور یہ مطلب لے لیا ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے ہر وقت علیحدہ بیٹھے رہیں، علیحدہ سیریں کرتے رہیں۔ دوسرے شہروں میں چلے جائیں تو کوئی حرج نہیں، گھروں میں بھی گھنٹوں علیحدہ بیٹھے رہیں تو یہ چیز بھی غلط ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آمنے سامنے آ کر شکل دیکھ کر ایک دوسرے کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ بعض حرکات کا باتیں کرتے ہوئے پتہ لگ جاتا ہے۔ پھر آجکل کے زمانے میں گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی بہت سی حرکات و عادات ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اور اگر

کوئی بات ناپسندیدہ لگےتو بہتر ہے کہ پہلے پتہ لگ جائے اور بعد میں جھگڑے نہ ہوں۔ اور اگر اچھی باتیں ہیں تو موافقت اور الفت اس رشتے کے ساتھ اور بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یا رشتے کے پیغام کے ساتھ۔ تو ایک تعلق شادی سے پہلے ہو جائے گا۔ دوسرے لوگ بعض دفعہ ان کا کردار یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی کا رشتہ ہو گیا ہے تو اس کو تڑوانے کی کوشش کریں۔ ان کو آمنے سامنے ملنے سے موقع نہیں ملے گا۔ ایک دوسرے کی حرکات دیکھنے سے کیونکہ ایک دوسرے کو جانتے ہوں گے۔ لیکن بعض لوگ دوسری طرف بھی انتہا کو چلے گئے ہیں ان کو یہ بھی برداشت نہیں کہ لڑکا لڑکی شادی سے پہلے یا پیغام کے وقت ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ بھی سکیں اس کو غیرت کا نام دیا جاتا ہے۔ تو اسلام کی تعلیم ایک سموئی ہوئی تعلیم ہے۔ نہ افراط نہ تفریط۔ نہ ایک انتہا نہ دوسری انتہا۔ اور اسی پر عمل ہونا چاہئے۔ اسی سے معاشرہ امن میں رہے گا اور معاشرے سے فساد دور ہوگا۔''

(خطبات مسرور جلد دوم ص934،935)

شادی بیاہ کے مواقع پر خوشی کا طبعی اظہار

شادی بیاہ کے مواقع پر خوشی کا اظہار ہونا چاہیے۔ اس موقع پر عمدہ اور پاکیزہ اشعار پڑھے جاسکتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ اَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْاَنْصَارِ۔ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ؟ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ يُغَنِّيْ؟ قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ قَوْمٌ فِيْهِمْ غَزَلٌ۔ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُوْلُ

اَتَيْنَا كُمْ اَتَيْنَا كُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ

(سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب الغناء الدّف)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے حضرت عائشہؓ نے انصار میں سے ایک اپنے رشتہ دار کا نکاح کیا تو آنحضور ﷺ بھی وہاں تشریف لائے آپؐ نے پوچھا کیا تم نے دلہن کو روانہ کر دیا لوگوں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا اس کے ساتھ کوئی گانے والا بھی بھیجا حضرت عائشہؓ نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا انصار ایسے لوگ ہیں جو غزل پسند کرتے ہیں تو کاش تم دلہن کے ساتھ ایک شخص بھیجتے جو (گا کر) کہتا اَتَيْنَا كُمْ اَتَيْنَا كُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے اللہ تم کو اور ہم کو سلامت رکھے۔

مہندی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''فی ذاتہ اس میں قباحت نہیں کہ اس موقع پر بچی کی سہیلیاں اکٹھی ہوں اور خوشی منائیں طبعی اظہار تک اس کو رکھا جائے تو اس میں حرج نہیں لیکن اگر اس کو رسم بنالیا جائے کہ باہر سے دلہا والے ضرور مہندی لے کر چلیں تو ظاہر ہے کہ اس میں ضرور تصنع پایا جاتا ہے بچی کی مہندی گھر پر ہی تیار ہونی چاہئے اس کے لئے ایک چھوٹی سی بارات بنانے کا رواج قباحتیں پیدا کرے گا اس موقع پر دولہا والوں کی طرف سے باقاعدہ ایک وفد بنا کر حاضر ہونا اور اس موقع پر اس کے لوازمات کے طور پر پُرتکلف کھانے وغیرہ وغیرہ یہ جب ایک رسم بن جائے تو سوسائٹی پر بوجھ بن جاتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل 26جون 2002ء)

ان بیہودہ رسوم و رواج کے پیچھے نہ چلیں اور اسے بند کر دیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''مہندی کی ایک رسم ہے۔ اس کو بھی شادی جتنی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ اس پر دعوتیں ہوتی ہیں۔ کارڈ چھپوائے جاتے ہیں۔ سٹیج سجائے جاتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کئی دن دعوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور شادی سے پہلے ہی جاری ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ کئی ہفتہ پہلے جاری ہو جاتا ہے۔ اور ہر دن نیا سٹیج بھی سج رہا ہوتا ہے اور پھر اس بات پر بھی تبصرے ہوتے ہیں کہ آج اتنے کھانے پکے اور آج اتنے کھانے پکے۔ یہ سب رسومات ہیں جنہوں نے وسعت نہ رکھنے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ایسے لوگ پھر قرض کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں۔ غیر احمدی تو یہ کرتے ہی تھے اب بعض احمدی گھرانوں میں بھی بہت بڑھ بڑھ کر ان لغو اور بیہودہ رسومات پر عمل ہو رہا ہے یا بعض خاندان اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ زمانہ کے امام کی بات مان کر رسومات سے بچتے۔ معاشرہ کے پیچھے چل کر ان رسومات میں جکڑتے چلے جارہے ہیں۔

...... پہلے مَیں نے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ مہندی کی رسم پر ضرورت سے زیادہ خرچ اور بڑی بڑی دعوتوں سے ہمیں رکنا چاہئے...... اب میں کھل کر کہہ رہا ہوں کہ ان بیہودہ رسوم و رواج کے پیچھے نہ چلیں اور اسے بند کر دیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15جنوری2010ء)

بلڈ پریشر، اسباب اور احتیاطیں

عزیز احمد طاہر ایم اے (ڈی ہوم لندن)

کچھ عرصہ پیشتر ڈاکٹر محمد نعیم اسلم کی کتاب دل اور دردِ دل پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے امراض قلب کے اسباب اور اس سلسلہ میں ضروری احتیاطوں کا تفصیلی ذکر کیا۔ کتاب انتہائی دلچسپ اور عام قاری کے لئے اس کا مطالعہ یقیناً فائدہ مند ہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے اس کتاب کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

عرصہ طویل کی تحقیق اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ متعدد عوامل دل کی شریانوں کی سختی بڑھانے اور دل کے دورے کا سبب بنتے ہیں۔ یہ عوامل رسک فیکٹر کہلاتے ہیں اور انہیں دو گروپوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (1) وہ عوامل جن کو ہم تبدیل یا ختم نہیں کر سکتے (2) وہ عوامل جن کو تبدیل یا ختم کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں ان تمام عوامل کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

عمر: دل کے دورے کا بنیادی سبب دل کی شریانوں کا تنگ ہو جانا ہے۔ دل کی شریانوں میں تنگی یکدم نہیں ہوتی بلکہ اس کا آغاز اوائل عمر میں ہی ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بڑی شہ رگ (AROTA) میں تنگی تین سال کی عمر کے بچوں میں بھی دیکھی گئی ہے لیکن دل کی شریانوں میں 20 سال کی عمر کے بعد تنگی اور کولیسٹرول جمنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ دل کا شدید دورہ ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ دل کی شریان مکمل طور پر بند ہو جائے۔ اکثر اوقات جب کولیسٹرول تیزی کے ساتھ کسی شریان کے اندر جمع ہونا شروع ہوتا ہے تو وہ شریان کے اندر ایک ابھار کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس ابھار کے اوپر خون جم کر اس کو مکمل بند کرنے کا باعث بنتا ہے جو دل کے دورے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس عمر میں ہونیوالا دورہ اچانک اور مہلک ہوتا ہے۔ تیس سے چالیس فیصد افراد ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ 45 سال کی عمر کے بعد دل کی شریانوں کے تنگ ہونے اور دل کے درد یا دورہ کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

جنس: اگرچہ دل کی شریانیں مردوں اور عورتوں میں بالکل یکساں اور ایک جیسی ہوتی ہیں لیکن خواتین کے مقابلہ میں جوان مردوں میں دل کا درد کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے۔ ماہواری بند ہونے کے بعد دردِ دل کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اسی طرح جو خواتین مانع حمل ادویات استعمال کرتی ہیں ان کو دل کے دورہ کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق مرد و خواتین میں دل کے دورہ کے امکانات یکساں ہوتے ہیں۔

خاندانی اثرات: بعض خاندانوں میں دل کی بیماری زیادہ پائی جاتی ہے۔ ایک ہی خاندان کے کئی افراد اکثر اوقات دل کی تکالیف کا شکار دیکھے گئے ہیں۔ اور یہ بیماری بعض خاندانوں میں چلتی رہتی ہے۔ اسی طرح موٹے، آرام طلب، کمزور جسم اور چڑچڑے افراد دل کے مرض کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔

دل کی بیماری کے سب سے کم مریض جاپان اور اسکے بعد سویڈن میں ہیں۔ جاپانی بہت جفاکش، دودھ اور چینی کے بغیر کافی استعمال کرتے ہیں۔ ابلی ہوئی سبزیوں کا بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ ان کے کھانے میں چکنائی برائے نام ہوتی ہے۔ آرام طلبی، مرغن کھانوں کا استعمال، مشقت سے گریز اور روزمرّہ زندگی کی ذہنی پریشانیاں دل کے امراض کا سبب ہیں۔

سگریٹ نوشی: سگریٹ نوشی سے خون گاڑھا ہو جاتا ہے اور اسکے جمنے کی استعداد بڑھ جاتی ہے جو دل کے دورے اور فالج کا باعث بنتا ہے۔ دل کے دورے سے ہونے والی اموات کا 17 سے 30 فیصد سگریٹ نوشی کی وجہ سے ہے۔ سگار پینے والے افراد میں فالج کا خطرہ مزید بڑھ جاتا ہے اس کا سبب سگار میں تمباکو کی مقدار سگریٹ کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوتی ہے۔ تمباکو دل کی شریانوں میں تنگی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تمباکو دل کی شریانوں کے اندر نازک جھلی کو بھی نقصان پہنچاتا ہے اور کولیسٹرول جمنے میں مدد دیتا ہے۔ تمباکو فائدہ

مندکولیسٹرول کی مقدار خون میں کم کرتا ہے۔سگریٹ نوشی سے دل کی شریانوں میں سختی آجاتی ہے۔سگریٹ کا ایک اہم عنصر نکوٹین بلڈ پریشر کی زیادتی اور دل کی رفتار میں بے ترتیبی پیدا کرتا ہے جو اچانک موت کا سبب بن سکتا ہے۔سگریٹ نوشی سے ایک طرف دل کے لئے آکسیجن کی ضرورت میں اضافہ ہوتا ہے تو دوسری طرف دل کو آکسیجن کی سپلائی کم ہو جاتی ہے۔یہ دونوں عوامل مل کر دل کے دورہ کا سبب بنتے ہیں۔سگریٹ نوشی انسانی جسم کے اندر کاربن مونو آکسائیڈ کی مقدار 3 سے 6 فیصد بڑھا دیتی ہے جو دل کی دھڑکن کے بے ترتیب ہونے کے باعث اچانک موت اور فالج کا باعث بھی بنتی ہے۔

بلڈ پریشر: جسم میں موجود شریانوں میں دوڑنے والے خون کے دباؤ کو بلڈ پریشر کہتے ہیں۔بلڈ پریشر کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیونکہ اسکے بغیر جسم میں خون گردش نہیں کرسکتا۔دل کی دھڑکن اور انسانی حرکات کے ساتھ ساتھ بلڈ پریشر تبدیل ہوتا رہتا ہے۔بعض عناصر بلڈ پریشر بڑھانے کا سبب بنتے ہیں۔مثلاً وزن کی زیادتی۔سگریٹ نوشی۔ذیابیطس۔کھانے میں نمک کا زیادہ استعمال۔مرغن کھانوں کا استعمال۔ورزش کی کمی۔ذہنی پریشانیاں اور تفکرات۔جذباتی ہیجان اور غصہ اور منشیات کا استعمال۔ان کے علاوہ گردوں کے امراض، دل کی بڑی شریان (شہہ رگ) میں رکاوٹ۔غدود اور لبلبہ کی بیماریاں، مانع حمل ادویات کا استعمال وغیرہ۔

50 سال کی عمر کے بعد اوپر والا بلڈ پریشر (سسٹالک) دل کے دورہ اور فالج میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔جن لوگوں کا اوپر والا بلڈ پریشر 140 اور نیچے کا بلڈ پریشر 90 ہو ان کو بھی بلڈ پریشر کا مریض تصور کیا جائے۔اگر بلڈ پریشر 120/80 ہے تو بہت اچھا ہے۔بلڈ پریشر کے مریض کو ادویات باقاعدگی سے لینی چاہئیں۔بلڈ پریشر کو خاموش قاتل کہا جاتا ہے۔یہ درد دل، دورہ دل، فالج، سانس پھولنے، ہارٹ فیل اور قبل از وقت بائی پاس کا سبب بنتا ہے۔اس کے علاوہ گردوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔نظر پر برے اثرات ڈالتا ہے۔اس سے ٹانگوں اور بازوؤں کی خون کی نالیاں سخت ہو جاتی ہیں اور خون کی گردش میں رکاوٹ آجاتی ہے۔ذہنی دباؤ کا علاج بالعموم سکون آور ادویات سے کیا جاتا ہے۔ذہنی دباؤ اور تفکرات سے نجات کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور اس سے مدد حاصل کرنا ہی حقیقی ذریعہ ہے۔اگر ذہنی دباؤ سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ کا ڈاکٹر ادویات تجویز کرے تو ان کا استعمال ترک نہ کریں۔باقاعدگی سے سیر کرنا دل کے دورہ سے محفوظ رہنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔اس کے علاوہ ہر بالغ شخص کو ہفتے میں کم از کم پانچ دن آدھا گھنٹہ درمیانہ درجہ کی ورزش کرنی چاہیئے۔

ذیابیطس: ذیابیطس ان اہم ترین عوامل میں سے ایک ہے جو براہ راست دل کے دورہ کا سبب بنتے ہیں۔دل کی شریانوں کے امراض کی شرح شوگر کے مریضوں میں 55 فیصد زیادہ ہے۔شوگر کے مریضوں کا خون عام لوگوں کی نسبت زیادہ گاڑھا ہوتا ہے۔اس کا سبب خون میں کولسٹرول، چربی اور پروٹین کی مقدار زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے خون کے جمنے کی صلاحیت کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔شوگر سے خون میں فیبر نوجن (FIBRINOGEN) کی مقدار بڑھ جاتی ہے جو دل کے دورہ اور اچانک موت کا باعث بنتی ہے۔شوگر کے باعث دل کی رفتار اور کام کنٹرول کرنے والی نسیں (Nerves) کام کرنا چھوڑ دیتی ہیں جو اچانک موت کا باعث بنتی ہیں۔لہذا شوگر کنٹرول کرنے کے لیے تمام احتیاطی تدابیر پر عمل کرنا ضروری ہے۔

کولیسٹرول، خاموش قاتل: کولیسٹرول موم کی طرح چکنا مادہ ہمارے جسم میں جگر کے اندر تیار ہوتا ہے اور خون میں ذرات کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ہمارے جسم کے تمام کاموں مثلاً خلیوں کی نشونما اور صحت مند کارکردگی۔نظام ہاضمہ کی کارکردگی۔ہارمونز کی تیاری غرضیکہ تمام جسمانی معاملات کی انجام دہی میں کولیسٹرول کا ایک مرکزی کردار ہے۔خون میں کولیسٹرول کی زیادتی دل کے دورہ، فالج اور ہائی بلڈ پریشر کے اہم اسباب میں سے ایک ہے۔خون میں کولیسٹرول کی بہت زیادہ مقدار دل کی شریانوں کی اندرونی تہوں میں جمع ہو جاتی ہے۔کولیسٹرول کے یہ ذخیرے Plaque کہلاتے ہیں اور شریانوں کو بند کرنے کا سبب بنتے ہیں جس کی وجہ سے انجائینا، دل کا دورہ یا فالج ہو جاتا ہے۔

کولسٹرول صرف جانوروں سے حاصل ہونے والی خوراک میں پایا جاتا ہے۔ہمارے جسم میں موجود کولسٹرول کا 70 فیصد جسم کے اندر جگر سے بنتا ہے اور صرف 30 فیصد خوراک سے حاصل ہوتا ہے۔اگر ہم خوراک سے کولسٹرول نہ لیں تو بھی ہمارا جسم اپنی ضرورت کے مطابق کولسٹرول حاصل کر لیتا ہے۔کولسٹرول چھوٹے بڑے گوشت انڈا اور ڈیری مصنوعات یعنی دودھ، دہی، مکھن اور پنیر میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔کولسٹرول کی سب سے زیادہ مقدار انڈے کی زردی، گردہ، کلیجی اور مغز میں پائی جاتی ہے۔مرغی، مچھلی اور ٹرکی میں کولسٹرول کی مقدار سب سے کم

ہوتی ہے۔ پھلوں، سبزیوں، دالوں اور میوہ جات میں کولسٹرول کی مقدار کافی کم ہوتی ہے۔ پاکستان میں مرغن غذاؤں، چکنائی اور گھی کے بے تحاشہ استعمال کے باعث خون میں کولسٹرول کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ سرخ گوشت، ڈیری مصنوعات اور بعض نباتاتی تیل مثلاً پام آئل اور ناریل کے تیل میں پائی جانے والی چکنائی امراض قلب کا باعث بنتی ہے۔ سورج مکھی، سویا بین، مکئی، کینولا، مارجرین اور مچھلیوں میں پائی جانیوالی چکنائی کولیسٹرول بڑھانے کا زیادہ سبب نہیں بنتی۔

کولسٹرل کی دو اقسام اہم ہیں۔ فائدہ مند کولسٹرول (HDL) اور نقصان دہ کولسٹرول (LDL)۔

فائدہ مند کولسٹرول دل کو خون فراہم کرنے والی شریانوں میں جمتا نہیں بلکہ زائد کولسٹرول کو خون کے بہاؤ کے ذریعے جگر تک لے جاتا ہے جہاں یہ مختلف مراحل سے گزر کر جسم سے باہر چلا جاتا ہے۔ نقصان دہ کولسٹرول کی زیادتی دل کو خون فراہم کرنے والی شریانوں میں جم کر ان کو تنگ کرنے کا سبب بنتا ہے۔ جسم میں ضرورت سے زائد کلوریز (ٹرائی گلیسرائیڈ) صرف اس وقت کام آتی ہیں جب کوئی محنت طلب کام کرنے یا بھوک کے دوران اضافی توانائی کی ضرورت ہو۔

وزن کی زیادتی (موٹاپا): وزن کی زیادتی یعنی موٹاپے سے مراد جسم میں چربی کا ضرورت سے زائد ہونا ہے۔ یہ کیفیت بالعموم زیادہ غذا کے استعمال اور اسے جسمانی مشقت کے ذریعے صرف نہ کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ موٹاپا صحت مند زندگی گزارنے کے عمل کو متاثر کرنے کے علاوہ بعض انتہائی مہلک امراض کا سبب بنتا ہے جن میں دل کے امراض اور ذیابطیس شامل ہیں۔ موٹاپے کے کئی طبی اسباب بھی ہیں مثلاً ڈیپریشن یا تھائرائیڈ گلینڈ کی خرابی، وزن کی زیادتی خاندانی یا موروثی بھی ہوسکتی ہے۔ بلڈ پریشر اور امراض قلب میں استعمال ہونے والی بعض ادویات بھی وزن بڑھانے کا سبب بنتی ہیں۔ موٹاپے کے نتیجہ میں امراض قلب، ذیابطیس کے علاوہ بلند فشار، کولسٹرول کی زیادتی، پتے کی پتھری، چڑچڑاپن، جوڑوں کا درد اور کینسر وغیرہ کا انسان شکار ہوسکتا ہے۔ موٹاپے سے نجات کے لیے متوازن غذا کا استعمال اور جسمانی مشقت بے حد ضروری ہے۔ غذا میں پھل اور سبزیوں کا استعمال زیادہ کریں۔ چربی اور شکر کے استعمال سے پرہیز کریں۔

انجاینا: انجاینا کی تکلیف اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہمارے دل کو وقتی طور پر پورا خون اور آکسیجن نہیں ملتی۔ ہمارا دل ایک پمپ کی مانند کام کرتا ہے لیکن یہ پمپ اسی وقت ٹھیک کام کرتا ہے جب اسے ضرورت کے مطابق طاقت اور وہ سیال ملتا رہے جسے وہ پمپ کرتا ہے جب دل کو ضرورت کے مطابق خون اور آکسیجن نہ ملے تو سینے میں گھٹن، اینٹھن اور بے چینی محسوس ہوتی ہے۔ جسے انجاینا کہا جاتا ہے مریض کے لیے یہ ایک قدرتی سگنل ہے کہ وہ کچھ دیر آرام کرلے تاکہ دل کو ضرورت کے مطابق خون مل جائے اور دل معمول کے مطابق کام کرنے لگے۔ انجاینا کی تکلیف کا عرصہ نہایت مختصر ہوتا ہے۔ صرف چند منٹ آرام کرنے سے انجاینا کی تکلیف رفع ہوجاتی ہے۔ اگر چلنے سے سینے میں درد یا تکلیف ہوتو مزید نہ چلیں بلکہ آرام کریں یا کسی جگہ بیٹھ جائیں۔ اس طرح وقفے وقفے سے چل کر اور آرام کرتے کرتے مختصر سفر پورا کیا جاسکتا ہے۔ خون کی روانی کو عارضی طور پر بحال کرنے اور انجاینا کی تکلیف دور کرنے کے لیے ڈاکٹر نائٹروگلیسرین کی گولی زبان کے نیچے رکھنے کے لئے دیتے ہیں۔ انجاینا کی تکلیف عموماً جسمانی محنت، جذباتی کیفیت یا غصے کی کیفیت میں ہوتی ہے۔

ٹائپنگ: قرۃ العین

حرفِ فنا

مولانا مبشر احمد صاحب

دائم ہے تیری ذات، فقط تجھ کو بقا ہے
رہنے کو تیرا چہرہ ہے، باقی تو فنا ہے

جذبات و خیالات کی رَو تیز تھی جن سے
ہم سے تھے بہت آگے، مگر کون رہا ہے

جس نفس نے جینے کی تمنا ہمیں بخشی
دیکھا تو اُسی نفس کا انجام فنا ہے

منزل پہ پہنچ کر مجھے کیا اجر ملے گا
ہر گام سزا ہے تو ہر گام جزا ہے

ہاں یہ تو بتا کیسے سنبھالوں گا میں اُس کو
دل کھول کے تُو نے جو مجھے پیار دیا ہے

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصل وارث

طیبہ جمیل

وطن سے دُور ہم جو رہ رہے ہیں ‏ عطا کردہ خدا کے حوصلے ہیں
محمدؐ کو ہی گر وہ مانتے ہیں ‏ تو پھر اخلاق سے کیونکر گرے ہیں
جو گندے لفظ بھی تم نے کہے ہیں ‏ تمہارے دل میں کوڑے بن گئے ہیں
چلے آؤ اصل اسلام یہ ہے ‏ مٹا ڈالو دلوں سے جو گلے ہیں
عدالت بس خدا کی مانتے ہیں ‏ بہت الزام گرچہ سر دھرے ہیں
جنہوں نے ہے خُدا کی راہ سے روکا ‏ وہ شیطانوں کے قدموں پر چلے ہیں
مسلماں ہوگیا شیطاں ہمارا !!! ‏ مگر شیطان کے وہ ہو گئے ہیں
مٹا سکتا بھلا کیسے ہے کوئی ‏ خدا کے جو بنائے سلسلے ہیں
محمدؐ کا بس اک یہ قافلہ ہے ‏ خدا کا فضل ہے اس سے جڑے ہیں
ہمیں افسوس تم پیچھے رہے ہو ‏ مگر ہم کارواں میں چل پڑے ہیں
کسی وحشی کی مانند چیختے ہو ‏ مگر نعرے تمہارے کھوکھلے ہیں
وہ اپنے حال پر روئیں گے اِک دن ‏ ہمارے حال پر جو ہنس رہے ہیں
وہ ہیں دجّال کی باتوں میں آئے ‏ ہمیں یہ شکر کہ ہم سے پرے ہیں
بھکاری بن گئے دشمن ہمارے ‏ ہمیں یہ شکر پیروں پر کھڑے ہیں
دعاؤں کا ہماری یہ اثر ہے ‏ کہ اپنی موت دشمن مر رہے ہیں
شہادت صرف ہے حصے میں اپنی ‏ مگر بے موت یہ سب مر رہے ہیں
محمدؐ نے اماں دی دشمنوں کو ‏ بے اماں عالم مگر یہ کر رہے ہیں
محمدؐ کے مذہب کی اب حفاظت ‏ حقیقت میں احمدی کر رہے ہیں

"MTA انٹرنیشنل" کی نعمت

امۃ اللطیف زیروی، نیوجرسی امریکہ

کون احمدی ہوگا جس کو MTA انٹرنیشنل کی نعمت کے ملنے پر خوشی نہ ہوتی ہوگی؟ لیکن ان لوگوں کی خوشی بہرحال زیادہ ہوگی جنہوں نے اس نعمت کے ملنے کے لئے قبل از وقت دعائیں کی ہوں گی۔ اور جماعت میں ایسے ہزارہا لوگ ہوں گے۔ یہ پیارے خدا تعالیٰ کا مجھ پر خاص فضل اور احسان ہے کہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کیا۔ میرے لئے MTA Int کی نعمت ایک خواہش ایک تمنا ایک آرزو تھی جو دُعا بن گئی۔

انسان کو خدا تعالیٰ نے بنایا ہے۔ دل اس کے قبضہ میں ہے۔ ہر نیک تحریک یا خواہش جو دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اس میں اذن الٰہی شامل ہوتا ہے اور مقبول دعائیں کرنے کی توفیق بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے۔ ان مقبول دعاؤں کے نتیجہ میں پیارا خدا تعالیٰ وہ باتیں پوری کر دیتا ہے اور بعض مرتبہ بغیر دعا کے بھی اس خواہش کو محض اپنے فضل سے پوری کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب قبولیت دعا کا وقت آتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دل میں تحریک ڈالتا ہے دل میں گداز پیدا ہوتا ہے اور پیارا خدا تعالیٰ Guide کرتا ہے اور الفاظ دل کی گہرائیوں سے نکلتے ہیں اور درد دل سے نکلی ہوئی دعاؤں کو اپنے فضل سے قبول کرتا ہے۔

God, Almighty provides pre-requisite for the acceptance of prayers

یہ اس روز کی بات ہے جس دن ستمبر 1982ء میں حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ نے خلیفہ بننے کے بعد مسجد بشارت سپین کا افتتاح کرنا تھا وہ دن اسلام احمدیت کے لئے بڑا Historic تھا۔ 500/700 سالوں کے وقفہ کے بعد مسجد بشارت (پیدرو آباد سپین) کا افتتاح ہو رہا تھا۔ میرا دل بھی کرتا تھا کہ اس تقریب میں شامل ہوں لیکن حالات اجازت نہیں دیتے تھے۔ جس دن افتتاح ہونا تھا میں گھر میں اکیلی تھی کریم کام پر اور بچے اسکول جا چکے تھے۔ میری نگاہیں بار بار TV Screen پر پڑ رہی تھیں اور دل میں یہ خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ کاش ہم یہ نظارے کم از کم T.V پر ہی دیکھ سکیں۔ میں نے ٹی وی On کیا کہ شائد کوئی خبر ہی ہو۔

جب کوئی مسلمان غلط حرکت کرتا ہے تو امریکہ میں وہ Hot News بن جاتی ہے اور اب اتنا Historic افتتاح ہو رہا ہے لیکن کوئی خبر تک نہ تھی۔ دل بھر آیا، وضو کیا اور نفل پڑھنے لگی۔ پیارے خدا تعالیٰ نے دعائیں کرنے کی توفیق دی۔ میں نے خدا تعالیٰ سے التجا کی کہ اے میرے پیارے خدایا! جب کوئی مسلمان غلط حرکت کرتا ہے تو یہ دنیا والے خصوصاً West میں اس کو Hot News بنا لیتے ہیں اور ایسے ظاہر کرتے ہیں جیسے Islam اور terrorism Synonymous ہوں۔ اسلام کی حسین تعلیم کو جان بوجھ کر چھپاتے ہیں۔ آج تیرا پیارا خلیفہ ایک Historic مسجد کا افتتاح کر رہا ہے لیکن امریکہ والوں نے کوئی خبر تک نہیں دی۔ اے میرے پیارے خدایا تو ایسا کر دے کہ T.V اور ریڈیو اسلام کی اشاعت کا ذریعہ بن جائیں اور جماعت احمدیہ میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ ہم ٹی وی پر دیکھ سکیں۔ اے میرے پیارے خدایا! ٹی وی کا زمانہ ہے اپنے پیارے خلیفہ کو ٹی وی پر لے آ۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو بات نہیں بنے گی۔ اس دن کے بعد سے یہ دعا میری ہر روز کی نمازوں کا حصہ بن گئی۔ وقت گزرتا گیا۔ 1984ء آ گیا جب کہ حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ ہجرت کر کے لندن تشریف لے آئے۔ پاکستان میں Persecution شدت اختیار کر گئی۔ حضور رحمہ اللہ پاکستان کے احمدیوں اور تمام دنیا احمدیت کے لئے وہ دن بڑے صبر آزما تھے۔ سب نے دعائیں کیں پُرسوز دعائیں کرنے کی خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے توفیق دی۔ میرا بچپن ربوہ میں گزرا ہے لیکن شادی کے بعد زیادہ عرصہ ملک سے باہر گزرا ہے۔ ربوہ کی رونق بہت یاد آتی تھی خصوصاً جلسہ سالانہ کی رونق کو تصورات میں یاد کرتے تھے ہم نے پیارے ابا جان کو ایک Tape Recorder خرید کر دیا ہوا تھا تا کہ جلسہ سالانہ کے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے خطابات وہ ہمیں

ریکارڈ کر کے بھجوائیں۔ (ان دنوں ابھی ویڈیو کا انتظام نہیں ہوا تھا) پیارے اباجان خاص اہتمام کر کے تلاوت نظمیں اور تقاریر ریکارڈ کر کے ہمیں بھجواتے تھے۔ان دنوں ہم شیراز، ایران میں رہتے تھے۔ان کو سن کر کچھ تشنگی دور ہو جاتی تھی۔ جب حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ ہجرت کر کے لندن تشریف لائے تو شروع میں خطبہ جمعہ اور مجلس عرفان کی Audio Tapes ملنی شروع ہو گئیں۔ لندن کا Video Tapes کا نظام امریکہ کے Video Tapes سے مختلف ہے۔اس لئے Video Tapes نہیں آتی تھیں۔میری شدید خواہش تھی کہ حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ کو ٹی وی پر دیکھوں۔ مجھے پتہ چلا کہ فلاڈلفیا سے طاہر عبداللہ صاحب کبھی کبھی لندن جاتے ہیں اور امریکن System کی Video Tapes بنا کر لاتے ہیں۔میں نے ان کی بیگم امۃ الحکیم عبداللہ کو فون کیا اور مجھے Video Tape بھجوانے کی خواہش کا اظہار کیا۔انہوں نے مجھے ایک Video Tape بھجوائی جو کہ 20،25 جولائی 1984ء میں تیار کی گئی تھی۔ پانچ گھنٹے کی مجلس عرفان اس Video میں تھی۔ مجھے کچھ پتہ نہیں تھا اس میں کیا ہے۔ ہمارے پاس اس وقت VCR نہیں ہوتا تھا۔ ان دنوں VCR مہنگے بھی تھے۔ چار۔ پانچ سوڈالرز میں آتا تھا۔ مالی لحاظ سے بھی اتنا مہنگا خریدنا آسان نہ تھا میں نے کریم سے کہا کہ یہ Video Tape میں نے کسی کے گھر جا کر نہیں دیکھنی۔کریم مان گئے ہم نے VCR خریدا۔سیٹ کیا اور مغرب کی نماز کے بعد ہم سب Video Tape دیکھنے کے لئے بیٹھے۔ Video Tape چلنی شروع ہوئی حضور رحمہ اللہ T.V سکرین پر ظاہر ہوئے۔ Off White اچکن پہنی ہوئی تھی۔ بڑے خوبصورت لگ رہے تھے۔ کسی نے نظم پڑھنے کی اجازت مانگی۔حضور رحمہ اللہ نے اجازت دی۔نظم بڑی خوش الحانی سے پڑھی گئی۔حضرت مصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی نظم تھی۔

تیری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم
مگر نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہرگز نہ تیرے در پر سے جائیں گے ہم

ابھی یہ Couplet ہی پڑھا گیا تھا کہ کیمرہ گھوما اور مائیک کے بالکل نیچے میرے پیارے اباجان ملک سیف الرحمٰن نمایاں بیٹھے ہوئے نظر آئے۔سب خوشی سے اچھل پڑے کہ وہ اباجان بیٹھے ہیں۔میرے تو وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ پیارے اباجان بھی اس Video Tape میں بیٹھے ہوں گے۔غرض خدا تعالیٰ نے خوشی پر خوشی دی۔وہ پانچ گھنٹے کی Video Tape آہستہ آہستہ ساری دیکھی۔ بڑی پررونق اور ایمان افروز مجلس عرفان تھیں۔(یہ جنوری 1985ء کا واقعہ ہے)اس کے بعد میں نے اپنی پیاری امی امۃ الرشید شوکت کو کیلگری فون کیا اور اس Video Tape کے متعلق بتایا اور کہا کہ اباجان بھی اس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میری پیاری امی نے بتایا کہ تمہارے اباجان Toronto Canada گئے تھے۔ وہاں سوال و جواب پر مشتمل تین گھنٹہ کی Video Tape ان کی بنی ہے۔ میں نے وہ Video مجھے بھجوانے کے لئے کہا۔ وہ Video Tape بھی آ گئی۔دیکھنے کی توفیق ملی۔

اسی سال (فروری 1985ء) میں ایک .Cable T.V پر مجھے بغیر کسی خاص کوشش کے ایک پروگرام میں شمولیت کی توفیق ملی۔ میں اس وقت نئی نئی یہاں کی لجنہ پریذیڈنٹ بنی تھی۔ نیوجرسی آنے سے پہلے میں لجنہ میٹنگ میں بھی شامل نہیں ہوئی تھی کیونکہ جہاں بھی ہم رہتے تھے ہم اکیلے ہی احمدی فیملی ہوتے تھے۔ میں نے تو کبھی تقریر بھی نہیں کی تھی۔ کچھ نہیں بتایا گیا تھا کہ سوال کیا ہوں گے؟ اسی وقت فی البدیہہ جواب دینے تھے۔ دل میں ڈر بھی لگ رہا تھا کہ اگر مجھے جواب اس وقت نہ آیا؟ میں چلی گئی۔اس پروگرام میں دو افریقن مسلمان عورتیں تھیں اور میں احمدی مسلم۔ پروگرام کا نام "Woman in Islam" تھا۔ ہماری Moderator بدھ مذہب سے تعلق رکھتی تھی، نام Kae P. Thompson تھا۔وہ آدھے گھنٹے کا پروگرام تھا۔خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جواب ٹھیک دینے کی توفیق مل گئی۔وہ ویڈیو اس سال مارچ سے لے کر جولائی 1985ء تک سات بار دکھائی گئی۔الحمدللہ۔جب یہ پروگرام .Cable T.V پر آیا تو میرے دل میں میخ کی طرح یہ بات گڑ گئی کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سند کے طور پر ہے اور یہ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری اس دعا کو قبول کر لیا ہے جو کہ میں 1982ء سے کر رہی تھی کہ T.V اور ریڈیو کو اسلام کی اشاعت کا ذریعہ بنا دے اور میرا دل کہتا تھا کہ اب یہ ہوگا جب خدا تعالیٰ کسی امر کے لئے 'کن' کہہ دیتا ہے تو فیکون ہو جاتا ہے یعنی اس امر کے ہونے کے لئے کڑیاں ملنے لگ جاتی ہیں۔اس بات پر میرا یقین اتنا کامل تھا کہ مارچ، اپریل 1986ء میں میں نے حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ کو خط لکھا جو میرے ذہن میں

آ رہا تھا میں لکھتی جاتی تھی۔ خط میں میں نے یہ لکھا کہ احمدیوں کا ایک TV ہوگا جو کہ ساری دنیا میں دیکھا اور سنا جائے گا۔ اس پر درس قرآن، درس حدیث، درس ملفوظات، شہیدان احمدیت کا ذکر خیر اور پروگرام ہوں گے۔

Documentaries ایسے ہونگی جیسے جماعت احمدیہ کی فلم بن رہی ہو۔ احمدی خواتین بھی اس پر آئیں گی۔ حتّٰی کہ خاندان مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین مبارکہ بھی آئیں گی اور بھی باتیں تھیں۔ غرضیکہ جو کچھ خیالات میرے دماغ میں تھے لکھ دیئے تھے۔ اس وقت کسی کو خط کے متعلق کچھ نہ بتایا حتّٰی کہ اپنے میاں کو بھی کچھ نہ بتایا۔ اس وقت ہم جس گھر میں رہتے تھے وہاں سے پیدل ڈاک خانے جایا جاسکتا تھا۔ میں نے وہ خطوط خود ڈاک خانہ جا کر Registered mail سے حضور رحمہ اللہ کو بھجوا دیئے۔ انہیں دنوں میں نے خوابیں بھی دیکھیں۔ ایک خواب میں دیکھا کہ احمدیت کا جھنڈا لہرا رہا ہے اور نعرہ تکبیر، اللہ اکبر اور دوسرے فلک شگاف نعرے لگ رہے تھے خواب میں مجھے یہ تاثر تھا کہ یہ نعرے ساری دنیا میں سنے جا رہے ہیں۔

MTA Int کے نظام کے متعلق قرآن میں پیشگوئی موجود ہے۔ واذا النفوس زوجت (التکویر: 8) جب لوگ اکٹھے کئے جائیں گے) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب میرا پیغام برقی رو کے ذریعہ سے دنیا میں جائے گا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی پیشگوئی کی تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ قادیان میں درس قرآن ہو رہا ہوگا اور لوگ دنیا میں دیکھ اور سن رہے ہوں گے۔ ان کی نظم کے ایک Couplet میں یہ بات پیشگوئی کے طور پر ہے ؂

ہمارے حالِ خراب پر گو ہنسی اُنہیں آج آ رہی ہے
مگر کسی دن تمام دنیا کو ساتھ اپنے رُلائیں گے ہم

صاف ظاہر ہے کہ ایسا نظام جماعت احمدیہ کو عطا ہونا مقدر تھا لیکن جب 1986ء میں میں نے حضور کو خط لکھا تھا۔ مجھے ان باتوں کا علم نہیں تھا۔ یہ باتیں مجھے بعد میں معلوم ہوئیں۔ پاکستان میں شدید Persecution اور حضور رحمۃ اللہ کی ہجرت کی وجہ سے سخت ابتلا کے دن تھے۔ پیارا خدا تعالیٰ اپنے پیارے خلیفہ کو تسلی اور خوشخبریاں دے رہا تھا اور لوگوں کے ذریعے بھی خوش خبریاں دے رہا تھا۔ پیارے خدا تعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل اور احسان سے مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کیا۔ لھم البشریٰ کا معاملہ خدا تعالیٰ اپنی سنت کے مطابق کر رہا تھا۔ پیارا خدا تعالیٰ جلالی جلوے (دشمنانِ احمدیت کے لئے Signs of Punishment) اور جمالی جلوے (Signs of Grace) اپنے پیارے خلیفہ اور جماعت احمدیہ کے حق میں دِکھا رہا تھا۔ مارچ، اپریل 1986ء میں جو تفصیلی خط حضور کو میں نے لکھا تھا۔ حضور رحمہ اللہ کی طرف سے اس کا بڑا پیارا جواب آیا۔ مئی 1986ء کے ایک خط میں انہوں نے لکھا:

''جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ آپ کے خطوط واقعی بڑے دلچسپ ہیں۔ ماشاءاللہ Cassette والا تجربہ جو آپ نے بیان کیا ہے۔ اسے پڑھ کر بڑا لطف آیا۔'' اس کے بعد حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ نے جب پہلی مرتبہ Western Canada بھی گئے تھے۔ وہاں ایک T.V پر ان کا بہت اچھا ایک گھنٹے کا پروگرام آیا جس میں لوگ فون کر کے بھی سوال کر سکتے تھے اور حضور رحمہ اللہ جواب دیتے تھے۔

میرا بھائی ہشام ملک وہاں رہتا ہے۔ اس پروگرام کی ویڈیو ٹیپ اس نے مجھے بھجوائی۔ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ اسی سال (1989) صد سالہ جوبلی کا Video پیغام حضور کا آیا جو کہ ہم نے Mission House میں T.V پر دیکھا۔ الحمد للہ پھر اس کے بعد 92-1991ء سے کچھ گھنٹے کا Satellite Dish کے ذریعہ سے خطبہ جمعہ اور کچھ پروگرام آنے شروع ہوئے۔ 1993ء میں جب پہلی مرتبہ International Bai'at ہوئی مجھے اور کریم کو اس جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کی توفیق خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دی۔ حضور رحمہ اللہ بہت خوش تھے۔ عجیب نظارہ تھا جب دنیا کے مختلف ممالک سے فون آ رہے تھے۔ بڑی پیاری حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی اور یادگاری تصویر بنی۔ دوسری عالمی بیعت میں بھی U.K کے جلسہ سالانہ پر جانے کی توفیق ملی اور یادگاری تصویر ہے۔ الحمدللہ۔

1993ء میں میں اور کریم قادیان دارالامان جلسہ سالانہ پر گئے تھے۔ حالات بالکل ایسے نہ تھے کہ میں اس وقت جاسکتی لیکن ایسے تھا کہ پیارا خدا تعالیٰ۔ مجھے کھینچ کر لے گیا۔ قادیان دارالامان کی مقدس بستی مقدس مقامات کی زیارت، دعائیں کرنے کی توفیق خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملی اور اس گھر کو بھی دیکھا جس میں میں پیدا ہوئی تھی۔ یہ وہ جلسہ سالانہ قادیان تھا جس میں پہلی مرتبہ

حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ نے لندن سے Live خطاب کیا۔ پانچ روز کا ہمارا قیام تھا ایسے تھا جیسے قدم قدم پر فرشتے مدد کر رہے ہوں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ سات جنوری 1994ء کو حضور رحمہ اللہ نے MTA Int کے نئے system اور 24 گھنٹہ نشریات کا افتتاح کرنا تھا۔ اس روز بیت الرحمٰن Maryland میں کریم کی کوئی میٹنگ تھی۔ میں بھی ان کے ساتھ گئی تھی کیونکہ نئے Satellite پر MTA Int کا اجراء ہونا تھا۔ اس لئے ابھی مسجد میں اس کے دیکھنے کا انتظام نہیں تھا۔ میں نے کریم سے کہا کہ MTA Int امریکہ کے انچارج سے مجھے اجازت لے دیں کہ میں MTA Int کے Control Room میں بیٹھ کر وہ پروگرام دیکھ سکوں۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ میں Control Room میں اکیلی بیٹھی تھی۔ باہر دروازہ پر ایک خادم ڈیوٹی دے رہا تھا۔ کئی T.V تھے۔ کچھ پر پرانے پروگرام (Re-run) آ رہے تھے۔ ایک T.V پر "Live" 24 گھنٹے کی نشریات کے شروع ہونے کا افتتاح آ رہا تھا۔ مجھے 1982ء ستمبر کے اس دن کی یاد آ رہی تھی۔ جب میں نے اس نعمت کے ملنے کے لئے دعا شروع کی تھی۔ 7 جنوری 1994ء کو میں Control Room میں بیٹھی اس خواہش کو پورا ہوتے دیکھ رہی تھی۔ دل کی عجیب حالت ہو رہی تھی۔ خدا تعالیٰ کی حمد سے دل بھر بھر جا رہا تھا۔

جب MTA Int آنا شروع ہوا اس وقت سب بچے سکول جانا شروع ہو گئے تھے۔ میں کار ڈرائیو نہیں کرتی اس لئے گھر ہی ہوتی ہوں۔ میرا بڑا بیٹا ناصر محمود ہماری جماعت کا Audio Video Secretary ہے جب بھی Satellite Dish خراب ہوتی تھی۔ Rain or Shine وہ اسے فوراً ٹھیک کر دیتا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے MTA Int کی ساری Evolution دیکھنے کی توفیق عطا کی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ 1994ء دسمبر میں میں پاکستان گئی تھی۔ میں ربوہ میں اس گھر جس میں ہم رہا کرتے تھے، کے ساتھ والے گھر (مبارک مصلح الدین صاحب) کے گھر ٹھہری ہوئی تھی۔ پیارے ابا جان کی بہت یاد آ رہی تھی۔ ان دنوں میں T.V نہیں دیکھ رہی تھی۔ ایک دن میرے دیور حبیب الرحمٰن زیروی نے مجھے بتایا کہ آج رات آپ کے ابا جان کا ایک پروگرام MTA Int پر آئے گا۔ میں جس کمرہ میں تھی وہاں T.V بھی تھا۔ بجلی کبھی ہوتی تھی، کبھی نہیں پروگرام کا وقت آیا شکر ہے بجلی اس وقت تھی آدھے گھنٹہ کا پروگرام تھا۔ پیارے ابا جان کھڑے تھے۔ انہوں نے وہی ٹوپی پہن رکھی تھی جو ہم نے ان کو تحفہ دی تھی۔ لوگ سوال کر رہے تھے۔ پیارے ابا جان جواب دے رہے تھے۔ ایسے ہی لگتا تھا۔ زندہ ہوں۔ (یہ پروگرام U.K میں بنا تھا) میرا دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر رہا تھا۔ مجھے پیارے ابا جان کی یاد آ رہی تھی۔ پیارے خدا تعالیٰ نے ان سے ملاقات کروادی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

جب حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ نے وفات پائی۔ کریم لندن گئے تھے۔ میں نہیں گئی لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ کریم لندن میں حضور رحمہ اللہ کا آخری دیدار کر رہے تھے۔ اُسی وقت میں امریکہ میں بیٹھی حضور رحمہ اللہ کا دیدار کر رہی تھی۔

ظہر کی نماز کے بعد اکثر میں آرام کرتی تھی۔ T.V نہیں لگاتی تھی۔ ایک دن نہ جانے کیوں میں نے نماز کے بعد T.V چلا لیا۔ مجلس عرفان شروع ہونے لگی تھی۔ (یہ مجلس عرفان جب حضور رحمہ اللہ ابھی پاکستان میں تھے کی تھی) حضور رحمہ اللہ آ کر بیٹھے پھر کہا گیا کہ ملک سیف الرحمٰن اور مولانا دوست محمد شاہد حضور رحمہ اللہ کے ساتھ بیٹھیں۔ پیارے ابا جان آئے اور حضور رحمہ اللہ کی دائیں طرف بیٹھے اور مولانا دوست محمد شاہد بائیں طرف۔ ایک گھنٹہ کی مجلس عرفان تھی۔ پیارے ابا جان کا دیدار ہوتا رہا۔

میری پیاری امی امۃ الرشید شوکت نے 1999ء میں وفات پائی۔ اس کے بعد ایک دن میں ان کی یادوں پر مضمون لکھ رہی تھی۔ گاہے بگاہے پیارے ابا جان کا ذکر بھی آ رہا تھا۔ MTA Int پر بنگالی Q/A کا پروگرام آ رہا تھا۔ ایک صاحب نے حضور رحمہ اللہ کی وہی نظم پڑھنی شروع کی جو کہ حضور رحمہ اللہ نے پیارے ابا جان کی وفات پر لکھی تھی۔ ''جائیں جائیں ہم روٹھ گئے'' ابھی یہ پڑھا ہی تھا کہ حضور رحمہ اللہ نے ان صاحب کو روک کر اس نظم کے لکھنے کا سارا سیاق وسباق بیان کیا کہ کس طرح ملک سیف الرحمٰن کی وفات کی خبر سن کر انہوں نے یہ نظم کہی تھی۔ میرے دل کی عجیب حالت ہوئی کہ ادھر میں اپنے پیارے ابا جان کے متعلق مضمون لکھ رہی ہوں۔ اسی وقت MTA Int پر پیارے ابا جان کی وفات پر لکھی ہوئی حضور رحمہ اللہ کی نظم پڑھی جا رہی ہے۔ کافی سالوں کی بات ہے جب میری بہن امۃ الحمید بشیر نوشہرہ میں رہتی تھی۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں پہلی بار اسے بھی غریبوں کو بانٹنے کے لئے کچھ رقم بھجوائی۔ میں نے اسے کہا کہ یہ نہ دیکھنا کہ احمدی ہے یا غیر احمدی مستحق لوگوں میں عید سے پہلے بانٹ دینا۔ اس کے بعد تقریباً دو ماہ اسے فون نہ کر سکی۔ ایک روز صبح میں نے اسے فون کیا اور

جب اس نے مجھے تفصیل بتائی تو اسے سن کر میرے دل کو خوشی ہوئی۔فون بند کیا۔ T.V آن کیا تو پہلی آواز جو میرے کان میں پڑی وہ سورۃ الحدید کی یہ آیت تھی۔ ان المصدقین والمصدقات .... ولھم اجر کریم (57:29) مجھے ایسے لگا کہ خدا تعالیٰ نے اس صدقہ کی قبولیت کی اطلاع دی ہو۔ایک روز فجر کی نماز کے دوران حضرت شعیب علیہ السلام کی یہ دعا ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ذہن میں بار بار چکر لگانے لگی۔اس سے پہلے میں یہ دعا نہیں پڑھتی تھی۔فجر کی نماز کے بعد جس رکوع کی تلاوت کی اس میں بھی یہی دعا تھی اور اس دن MTA Int پر بھی یہی دعا آئی۔

چند سال پہلے ہماری لجنہ کے کورس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ دعا یاد کرنے کے لئے کہا گیا۔میں نے یاد کی۔ اللّٰھم انّی اسئلک حبّک و حب من یحبک .... من الماء البارد ۔اس کے بعد سے میں نماز میں پڑھتی تھی۔چند روز کے لئے MTA Int ہمارا نہیں آ رہا تھا۔پھر میں بیمار ہو گئی۔ تین دن ہوسپٹل میں رہی۔جس رات واپس آئی۔صبح فجر کی نماز کے بعد (جس میں میں نے اوپر والی دعا بھی پڑھی تھی) قرآن کریم کے جس رکوع کی تلاوت کی اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر تھا کہ وہ بہت خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے تھے۔فجر کے بعد میں عام طور پر .T.V نہیں لگاتی سوائے اس کے کہ اس وقت MTA Int پر Live پروگرام آنا ہو۔لیکن اس دن اس خیال سے کہ دیکھوں MTA Int آنا شروع ہوا کہ نہیں۔ میں نے T.V چلایا تو یہی دعا پوری T.V Screen پر لکھی ہوئی تھی اور پڑھی بھی جا رہی تھی۔حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب 2005ء میں سپین گئے تھے تو اس وقت مسجد بشارت پیدروآباد سپین کی افتتاح کی جھلکیاں بھی دکھائی گئی تھیں۔وہ نظارے بھی پیارے خدا تعالیٰ نے دِکھا دیئے۔جن کو دیکھنے کے لئے دل نے تمنا 1982ء میں کی تھی۔الحمدللہ ثم الحمدللہ۔MTA Int کی نعمت کی بدولت پیارے خدا تعالیٰ نے خلیفہ وقت سے ساری جماعت احمدیہ کا زندہ تعلق قائم کر دیا ہے۔ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات نئی شان سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات میرے خیال میں مختلف جہت سے پورے ہو رہے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام۔اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔

اسی طرح یہ الہام رفیقوں کو کہہ دو کہ عجائب در عجائب کام دکھلانے کا وقت آ گیا ہے۔ صد سالہ خلافت جوبلی کے وقت جو Three Way Communication ہم نے دیکھی۔کبھی لندن، کبھی قادیان دارالامان اور کبھی ربوہ کے نظارے اسی طرح International Bai'at کا نظارہ واذ النفوس زوجت (التکویر 81:8) کا کیسا شاندار ثبوت ہے۔الحمدللہ ثم الحمدللہ

پیارا خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جلد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات عظیم الشان طور پر پورا ہوتے ہمیں دکھائے ۔

چو دورِ خسروی آغاز کردند　　　مسلماں را مسلماں باز کردند

MTA Int کی نعمت فضل الٰہی نصرت الٰہی اور احمدیت کی صداقت کا زبردست نشان ہے۔خلیفہ وقت جہاں بھی ہوں۔مشرق، مغرب پورب پچھم۔ بستی بستی۔قریہ قریہ، گھر گھر دیکھے اور سنے جا سکتے ہیں۔ اللہ تیرا شکر یہ اللہ تیری شان! ع

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

اتنا عظیم الشان نظام بغیر کسی Commercial کے چلنا ایک معجزہ الٰہی ہے رب المشرقین و رب المغربین فبای الآء ربکما تکذبان، ''ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی چوکھا آئے'' کا معاملہ ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمام MTA Int کے عملہ اور مختلف پروگراموں میں حصہ لینے والوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

اللّٰھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذوالجلال والاکرام ۔ سبحانک ربنا و بحمدک اللّٰھم اغفرلی ۔

مزید براں 1985ء میں ہی پہلی مرتبہ میرا ایک خط نیوجرسی کے ایک "The Record" Leading newspaper میں چھپا۔مغرب میں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی عورت نے برقعہ وغیرہ پہنا ہو تو وہ بے چاری عورت (Backward) اور کم علم ہوتی ہے۔اس وقت ہم Fair Lawn میں Jordan Rd. میں رہتے تھے ہمارے ہمسایہ میں ایک Jewish Couple رہتا تھا۔خاوند Retired School Teacher (Math) تھا بچوں سے گپ شپ اور Math Riddles کرتا رہتا تھا۔میں ان دنوں باغبانی کیا کرتی تھی۔ٹماٹر تو خوب بڑے بڑے اترتے تھے۔وہ بچوں سے کہتا تھا کہ Your mothers tomatoes are humongous جب میرا یہ خط اخبار میں چھپا تو اس نے میرے بیٹے سے

کہا کہ Your father made the news۔ میرے بیٹے نے تعجب کا اظہار کیا تو اس نے کہا کہ میں نے تمہارے Father کا خط اخبار میں پڑھا ہے۔ میرے بیٹے نے اسے کہا کہ وہ تو میری Mother کا ہے تو اس نے حیرانی سے کہا۔ Oh! Your mother can write too. اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے 14 سے زیادہ خطوط "The Record" اور "Herald News" میں چھپے ہیں اور ایک خط کا ایک حصہ "News Week Magazine" میں چھپا ہے۔

برقعہ کے سلسلے میں ایک اور واقعہ یاد آ گیا۔ یہ غالباً 1983ء کی بات ہے ہم نئے نئے نیوجرسی آئے تھے اس وقت Central Jersey اور North Jersey ایک ہی جماعت ہوتی تھی۔ مشن ہاؤس کوئی نہیں تھا۔ Newark میں Y.M.C.A کے Basement میں دو کمرے کرایہ پر لے کر میٹنگ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم نے ایک امریکن Free Holder کو Liberation of Woman پر تقریر کرنے کے لئے مدعو کیا۔ چائے کا انتظام کیونکہ باہر Corridor میں تھا۔ اس لئے میں نے (میں وائس پریذیڈنٹ اور سیکرٹری تھی) اور لجنہ President نے برقعے نہ اتارے ہم اگلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ اس عورت نے تقریر شروع کی۔ (پہلے ہماری طرف ایسے دیکھ رہی تھی کہ بے چاری یہ عورتیں!) پھر کہنے لگی۔

I do my hair, I do nails, I shave my legs, I am doing Bsc. I am free"

اتنا کہنے کے بعد اس نے انگلی میری طرف اٹھائی اور کہا What is your education میں ایک دم چونکی ظاہر ہے۔ وہ اسلام کو Ridicule کرنا چاہتی تھی۔ میں کھڑی ہوئی اور میں نے جواب دیا

I am M.Sc in Botany. I studied one year of Ph.D also. I had been working. Now I am a house wife.

میرا دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر گیا کہ اس نے اپنے فضل سے برقعہ پہن کر تعلیم حاصل کرنے کی توفیق دی اور اسلام پر جو حملہ وہ عورت کرنا چاہتی تھی۔ خود شرمندہ ہوگئی۔ اس نے دوسرا نشانہ ہماری President کو بنایا اور اس کو بھی یہی پوچھا۔

What is your education? President نے جواب دیا۔

"I am M.Sc in computer science and I am working in AT & T.

وہ عورت تو Dumbfound ہوگئی اور آگے کچھ تقریر نہ کر سکی۔ ہم نے اسے اسلام کی حسین تعلیم بتائی اور کچھ احادیث بھی بتائیں مثلاً

1) The acquisition of knowledge is a duty of every Muslim, man and woman

2) Paradise lies under the feet of mothers

3) The best among you is the one who treats his wife best

وہ عورت تو حیران رہ گئی اور کہنے لگی۔ مجھے یہ احادیث لکھ کر دو۔ میں اپنے آفس میں لگاؤں گی۔

میری پیاری امی جان کی وفات اچانک ہوئی تھی۔ ایک رات پہلے میری ان سے بات ہوئی تھی اگلے روز صبح کیلگری کینیڈا سے فون آ گیا کہ ''آپا فوت ہوگئیں۔'' یہ ایک اچانک غمناک خبر تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس غم کو مرہم لگا دی۔ جس دن ان کی نماز جنازہ حاضر کیلگری کینیڈا میں ہوئی۔ اسی رات میری خالہ امۃ المنان قمر صاحبہ کا ایک آدھے گھنٹے کا پروگرام میری نانی اماں سارہ بیگمؓ جو کہ صحابیہ تھیں کے متعلق MTA Int پر آیا۔ اس میں میری پیاری امی جان کا بھی ذکر تھا اور جس روز ربوہ میں بہشتی مقبرہ میں ان کی تدفین ہو رہی تھی۔ اس روز اردو کلاس میں حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ نے میری امی جان کا خط جو حضور رحمہ اللہ کو اسی روز ملا تھا جس دن میری امی کی وفات کی اطلاع ملی تھی، سارا پڑھ کر سنایا (وفات سے تقریباً ایک ماہ قبل میری پیاری امی جان۔ پاکستان اور قادیان دارالامان ہو کر آئی تھیں۔ حضور رحمہ اللہ کے احمد نگر میں واقعہ باغ کی بھی سیر کی تھی اس لئے بڑا تفصیلی خط تھا) اس کے بعد بھی حضور رحمہ اللہ کافی دیر تک از راہ شفقت پیارے ابا جان اور پیاری امی جان کا بڑے پیار سے ذکر خیر کرتے رہے۔ اتنے پیارے انجام بخیر نے غم پر مرہم لگا دیا۔ الحمد للہ

کافی سال پہلے Regional Competition میں میری تقریر جلسہ سالانہ U.S.A میں کرنے کے لئے اول آئی۔ چنانچہ جلسہ سالانہ U.S.A میں وہ تقریر کی۔ تقریر کا عنوان تھا "The living signs of the Living God" وہ تقریر اس وقت Aysha Magazine میں چھپ گئی تھی۔ الحمد للہ

اِنِّیْ معک یا مسرور

ڈاکٹر سید شہاب احمد، ایڈمنٹن، کینیڈا

یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دسمبر 1907ء میں ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ: "اے مسرور میں یقیناً تیرے ساتھ ہوں"۔ اس عاجز کے فہم کے مطابق اس کا اطلاق حضرت مسیح موعودؑ اور ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد دونوں پر ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے حضورؑ کے ذمہ جو کام لگایا تھا انہیں اس کام کی بجا آوری میں ہر طرح کی مخالفت پیش آئی۔ ہر سمت سے مخالفت کی آندھیاں چلیں لیکن حضورؑ کی استقامت میں ذرّہ برابر کمی نہیں آئی۔ حالات خواہ کتنے ہی نامساعد ہوئے حضورؑ ہمیشہ مسکراتے ہوئے اپنا مقدس فریضہ آگے سے آگے بڑھاتے ہی رہے اس لئے اللہ نے انکا ایک نام "مسرور" رکھ دیا نیز ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نام بھی مسرور ہے۔ اور میں نے ہمیشہ ان کے مقدس چہرہ پر خوشی اور تبسم ہی دیکھا۔

یہ ظاہر ہے کہ اللہ جس کے ساتھ ہوگا اس کی دعائیں بھی قبول ہوں گی۔ چونکہ انبیاء دوسروں کے مقابلہ پر اللہ سے قریب تر ہوتے ہیں اس لئے ان کی دعائیں بھی زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ قرآن اور دیگر حقائق اس امر پر شاہد ہیں کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا جو قرب حاصل ہوا وہ کسی دوسرے نبی کو حاصل نہ ہو سکا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں جس معجزانہ طور پر قبول ہوئیں اس کی کوئی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس فانی فی اللہ کی تاریک راتوں کی دعاؤں کا ہی اثر تھا کہ نہ صرف عرب بلکہ ساری دنیا میں جو انقلاب برپا ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے جس کا اعتراف غیر مسلم منصف علماء کو بھی ہے جسے اس مختصر مضمون میں نقل نہیں کیا جا سکتا۔

☆ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیحؑ کو قبولیت دعا کے بے شمار نشانات عطا کئے اور ناممکنات کو ممکن میں تبدیل کر دیا پھر یہ اعزاز ہمارے ہر خلیفہ کو ملا جس کے معترف احمدیوں کے علاوہ غیر احمدی بھی ہیں جن کی تفاصیل میں جانا میرے مضمون کا مقصد نہیں۔ اس مضمون کا مقصد صرف یہ ہے کہ اِنِّی معک یا مسرور کا الہام ہمارے موجودہ خلیفہ کی ذات میں کئی طرح پورا ہوا۔ اس سلسلہ میں میں اپنی اہلیہ سیدہ شاہدہ احمد کی علالت اور شفایابی کے ذکر پر اپنے مضمون کو محدود رکھوں گا۔

☆ میری اہلیہ پیدائشی طور پر کچھ کمزور رہی ہے۔ ہم لوگوں کے کینیڈا آنے سے برسہا برس قبل ذیابیطس (Diabetes) کی مریضہ تھیں شاید انہیں یہ بیماری اپنے محترم والد ڈاکٹر سیّد منصور احمد صاحب سے ملی جو اس مرض میں مبتلا تھے۔ ذیابیطس وہ خطرناک مرض ہے جو سارے جسم کو متاثر کر کے دوسری بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہی ان کے ساتھ ہوا۔ اور وہ جوڑوں کے مرض "ARTHRITIS" اور بلند فشار خون (High Blood Pressure) کا شکار ہوگئیں۔ دل (Heart) کمزور ہوگیا اور بڑھ گیا۔ پھیپھڑوں (Lungs) میں پانی کی مقدار معمول سے بڑھ گئی، بایں ہمہ وہ گھر کا کام کاج کر لیتیں۔ بستر پر نہیں تھیں۔ میں برابر حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ دعا کے ساتھ جواب سے بھی نوازتے تھے۔ ایک خط میں حضور کے الفاظ یہ تھے: 'اللہ آپ کی اہلیہ کو معجزانہ شفا عطا کرے'۔

☆ خاکسار کو ان الفاظ پر کچھ تعجب ہوا اور یہ اس لئے کہ بغیر شدید بیماری کے معجزانہ شفا کا کیا سوال لیکن بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ مسرور کے منہ سے نکلی بات کس طرح من وعن پوری ہوئی جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

☆ غالباً اپریل یا مئی 2004ء کی بات ہے کہ وہ بے ہوش یا نیم بے ہوش ہوگئیں۔ پکارنے پر جواب نہ دے سکتی تھیں۔ ایمبولینس کو فون کیا گیا اور وہ چند منٹ میں پہنچ گئے۔ طبّی معائنہ سے معلوم ہوا کہ خون میں شکر کی مقدار کم ہے۔ گلوکوز کا ٹیکہ لگنے

سے چند منٹوں میں ہوش میں آگئیں۔ پھر جون 2004ء میں ان کا پیٹ غیر معمولی طور پر پھول گیا۔ ہر طرح کے جانچ کے (TESTS) کے باوجود ڈاکٹر صاحبان مرض کی وجوہ معلوم نہ کر سکے۔ چنانچہ انہوں نے پیٹ کی سرجری (Surgery) کے ذریعہ تشخیص کی راہ اختیار کی۔ جراحت کے نتیجہ میں پتہ چلا کہ اپنڈکس (Appendix) پیٹ میں پھٹ گیا ہے۔ یہ انتہائی خطرناک بات تھی کیونکہ ایسی کیفیت اکثر اوقات موت پر منتج ہوا کرتی ہے۔ بہرحال بفضل خدا جراحی کامیاب ہوئی۔ پہلے انہیں انتہائی نگہداشت Intensive care unit میں رکھا گیا پھر جنرل وارڈ میں منتقل کر دیا گیا جہاں علاج جاری رہا۔ ایک دن ہسپتال کے عملہ کے کسی رکن نے بتایا کہ پھیپھڑے میں پانی کی زیادتی ہے جسے خشک کرنے کے بعد ہسپتال سے فارغ کر دیا جائے گا۔ لیکن غالباً اسی روز یا ایک یا دو یوم بعد ان کے دل کی دھڑکن (Heartbeat) غیر معمولی طور پر 72 فی منٹ سے بڑھ کر 200 فی منٹ ہوگئی۔ ایسے موقعوں پر متعلقہ نرس (Nurse Responsible) ایک کال (Call) چلاتی ہے جسے ہسپتال کی اصطلاح میں "Blue Call" کہا جاتا ہے۔ کال ہوتے ہی متعلقہ ڈاکٹر صاحبان مریض کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور عملہ کے اراکین کے علاوہ ہر موجود شخص کو کمرہ سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ مسرور کی دعا اور بروقت طبّی مدد کے ذریعہ تمام خطرات پر قابو پالیا گیا ڈاکٹروں نے مریضہ کو پھر سے انتہائی نگہداشت کے شعبہ میں بھیج دیا۔ جہاں مختلف قسم کے آلات (Instruments) جسم پر لگا دیئے گئے۔ تاکہ جسم کی اندرونی کیفیت کا علم ہوتا رہے۔ الحمدللہ کہ میری اہلیہ کو جدید ترین طبّی سہولیات اور ماہرین طب کی خدمات میسر ہوئیں لیکن بوجوہ ایک روز ان کے دل کی دھڑکن وقفہ وقفہ سے سات دفعہ بند ہوئی جس کا مجموعی دورانیہ پندرہ منٹ تھا۔ یہاں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے مسرور کی دعا سنی جس کے طفیل ڈاکٹروں کو صحیح علاج کی توفیق ملی اور دل کی دھڑکن معمول کے مطابق چلنے لگی گویا مردہ زندہ ہوگیا۔

☆ میری اہلیہ جون اور جولائی 2004ء میں سات ہفتے ہسپتال میں گزار کر گھر واپس لوٹیں۔ اللہ تعالےٰ کے اس احسان کا شکر ادا کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں۔ ڈاکٹروں نے جو دوائی تجویز کی تھی اس کا استعمال جاری رہا اور یوں زندگی معمول کی جانب لوٹ آئی۔

☆ سال 2004ء سال 2005ء میں بدل گیا۔ میری اہلیہ نظر کی عینک استعمال کرتی تھیں۔ وہ جب نظر کے سالانہ معائنہ کی غرض سے ڈاکٹر کے پاس گئیں تو ڈاکٹر نے تفصیلی معائنہ کے بعد بتایا کہ آنکھ کے "CORNEA" میں زخم (ULCER) ہے۔ ڈاکٹر کے نزدیک یہ پیچیدگی غیر متوقع تھی۔ یہ انتہائی خطرہ کی بات تھی اور بغیر کسی توقف کے "CORNEA SPECIALIST" کے پاس جانا ناگزیر تھا۔ ڈاکٹر کی سیکریٹری نے نہایت تن دہی سے تمام "CORNEA" کے ماہر ڈاکٹروں سے رابطہ کیا لیکن ایک کے سوا سب کو عدیم الفرصت پایا۔ اور جو صاحب مل پائے وہ بھی اگلے دن دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ آنکھوں کے ماہر ڈاکٹر کو صورت حال سے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے از خود کورنیا کے ماہرین "Cornea Specialists" سے رابطہ شروع کر دیا آخر کار ایک ماہر نے حامی بھر لی۔ بصارت کے ماہر ڈاکٹر نے اپنی رپورٹ لکھ کر ہمارے ہاتھ میں تھماتے فوری طور پر کورنیا کے ماہر کے پاس جانے کی ہدایت کر دی۔ ہم آدھ گھنٹے کے سفر کے بعد کارنیا کے ماہر کے پاس پہنچے۔ اس نے تفصیلی معائنے کے بعد ہمیں بتایا کہ ایڈمنٹن شہر (EDMONTON CITY) میں اس نوعیت کے آپریشن صرف ایک ہسپتال میں ہی ہوتے ہیں آپ وہاں پہنچیں میں بھی آتا ہوں۔ ہمیں ہسپتال پہنچے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ حسب وعدہ ڈاکٹر بھی آ گیا۔ اس مرض کا واحد علاج ناسور زدہ کارنیا "Ulcer Affected Cornea" کو عمل جراحی سے نکال کر صحتمند کارنیا کی پیوندکاری (Grafting) کر دینا ہوتا ہے۔ اب صحتمند کارنیا کی دستیابی کا مسئلہ تھا۔ چونکہ فوری طور پر اس کا ملنا محال تھا اس لئے متاثرہ آنکھ کو ٹانکے (Stiches) لگا کر بند کر دیا گیا اور ہمیں انتظار کرنے کا کہا گیا۔ ہم شام کو گھر چلے آئے۔ یہاں ایسی صورتحال سے اکثر دو چار ہونا پڑتا ہے کہ مریض کی کوئی دوائی ختم ہوگئی ہے اور میڈیکل اسٹور میں بھی نایاب ہے تو اس کے حصول میں مہینوں سے لے کر سالوں تک کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ کارنیا (Cornea) تو عنقا قسم کا ڈھانچہ (Structure) ہے جس کا حسب منشاء دستیاب ہو جانا محالات میں سے ہے۔ اسی اضطراری کیفیت میں راقم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعائیہ درخواستیں ارسال کرتا رہا اور خود بھی اہل خانہ دعاؤں میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر سے اپنے بندے مسرور کی دعا سنی اور صحتمند کارنیا (HealthyCornea) بھی دستیاب ہوگیا۔ ڈاکٹر نے عمل جراحی سے متاثرہ

کارنیا نکال دیا اور نئے کارنیا کی پیوندکاری کر دی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے **انی معک یا مسرور** کا کرشمہ ایک بار پھر سے دکھانا تھا اور اپنی زندہ جاوید ہستی کو پیش کرنا تھا۔ چنانچہ ہوا یوں کہ عمل جراحی کے بعد کارنیا کا ماہر ڈاکٹر تھوڑے تھوڑے وقفوں سے آنکھ کا معائنہ کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک ایسے ہی معائنے کے دوران یہ خطرناک انکشاف کیا کہ ٹانکے (Stiches) جو لگائے گئے تھے وہ آنکھ کے اندر ٹوٹ گئے ہیں۔ لہٰذا فوری طور پر ایک نئے صحتمند کارنیا کی دستیابی اور پھر سے پیوندکاری لازمی ہے ورنہ آنکھ کی بینائی ہمیشہ ہمیش کے لئے ختم ہو جائے گی۔ انتہائی پریشانی کے عالم میں زیر لب دعائیں کرتے گھر لوٹے نئے صحتمند کارنیا کے حصول کے لئے ہر سطح پر کوشش شروع ہوگئی۔ کارنیا کا ماہر ڈاکٹر بھی اس کوشش میں شریک تھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ آنکھ کا معائنہ بھی کرتا رہا وہ کارنیا کی دستیابی میں طوالت کی وجہ سے متفکر بھی تھا۔ اور یوں ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا۔ ایک روز معائنہ کے دوران ڈاکٹر نے بتایا کہ مزید دیر آنکھ کی بینائی کو کاملاً بند کر سکتی ہے۔ ہماری تشویش مزید بڑھ گئی اور یوں دعائیں کرتے گھر واپس لوٹ آئے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت ملاحظہ کیجیے کہ ادھر ہم گھر داخل ہوئے ادھر ڈاکٹر کی سیکریٹری کا فون آ گیا کہ کارنیا مل گیا ہے۔ اگلے روز اسی ہسپتال پہنچو جہاں پہلا آپریشن ہوا تھا۔ چنانچہ ہم وہاں پہنچ گئے۔ جراحی کا عمل پھر سے دہرایا گیا جو بفضل تعالےٰ سو فیصد کامیاب رہا۔ دوائیوں کا استعمال جاری رہا جس میں گزرتے وقت کے ساتھ تخفیف ہوتی گئی۔ اب شاید تین سال سے زاید کا عرصہ گزر گیا ہے کہ کارنیا کے ماہر ڈاکٹر کے پاس جانا نہیں ہوا۔ عینک پہلے بھی زیر استعمال تھی اور اب بھی ہے۔

☆ سال 2005ء میں گھر پر ہی دل کا حملہ (Heart Attack) دوبارہ سے ہوا۔ بذریعہ ایمبولینس ہسپتال لے جایا گیا۔ یہ حملہ پہلے حملہ کی طرح شدید تو نہ تھا لیکن پھر بھی ہسپتال میں ایک ہفتہ گزارنا پڑا۔ ہسپتال سے فراغت کے وقت ڈاکٹر نے زبانی اور تحریری طور پر ہدایات دیں اور ہارٹ اٹیک کی علامات بتائیں کہ اس کا درد شروع کیسے ہوتا ہے اور پھیلتا کس طرح ہے اور ساتھ ہی ایک دوائی بھی تجویز کی اور ہدایت کی کہ اگر اس دوائی کے استعمال سے افاقہ نہ ہو تو فوری طور پر ڈاکٹر سے رابطہ کرو اور اگر طبیعت زیادہ خراب معلوم دے تو ایمبولینس کے ذریعے ہسپتال لایا جائے۔ صد شکر للہ کہ گزشتہ سات سالوں میں اس کی ضرورت پیش نہ آئی۔ 2004ء میں جب دل کی دھڑکن سات بار بند ہوئی تھی تو ڈاکٹروں نے ہر بار دھڑکن تو بحال کر دی تھی لیکن فکر لاحق تھی اور وہ وجوہات کی تلاش میں تھے۔ بعد میں وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ خون معمول سے زیادہ گاڑھا تھا۔ طبی اصول کے مطابق خون کو اپنے گاڑھے پن کی حد (Density Range) سے نہ تو زیادہ گاڑھا ہونا چاہیے اور نہ ہی کم پتلا۔ اس امر کے سد باب کے لیے "Coumadin" نام سے جانی جانے والی دوا کے استعمال کی ہدایت کی گئی اور اسے طویل عرصے تک زیر استعمال رہنا تھا۔ اس دوائی کے ساتھ ایک مسئلہ ہے کہ اس کی خوراک کی طاقت ایک سی نہیں رہتی اور اس وجہ سے وقفہ وقفہ سے خون کے گاڑھے پن اور پتلے پن کا جائزہ لینا پڑتا ہے۔ اس جانچ کو طبّی اصطلاح میں I.N.R کہا جاتا ہے۔ 2004ء سے شروع ہونے والی یہ جانچ آج تک جاری ہے البتہ اس کے اوقات میں کمی آ گئی ہے اور ہر ہفتہ کی جگہ ایک ماہ نے لے لی ہے۔ اس کی غالب وجہ یہ ہے کہ مہینوں سے استعمال کی جانے والی "Coumadin" کی خاص مقدار نے خون کو ایک حد اعتدال میں روک رکھا ہے۔ اب یہ نہ تو زیادہ پتلا ہے اور نہ زیادہ گاڑھا ہے۔ یہ معجزہ بھی شاید **انّی معک یا مسرور** کا مرہون منت ہے۔

☆ میری اہلیہ کو لاحق متعدد بیماریوں میں سے ایک مرض خون کی کمی بھی تھا۔ جسم بار بار خون کی کمی کا شکار ہو جاتا جس کی وجہ سے خون دینا پڑتا۔ ڈاکٹروں کو فکر لاحق ہوا اور وہ اس کا سبب تلاش کرنے لگ گئے۔ ایک ماہر جراح (Expert Surgeon) نے مختلف قسم کے معائنے کئے اور جراحی کا عمل بھی کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ ان کی بڑی آنت (Colon) سرطان یعنی "Cancer" سے متاثر ہے۔ اور اس کا واحد حل یہ تجویز کیا کہ آنت کے متاثرہ حصے کو کاٹ پھینکا جائے۔ سرطان کی بیماری موت کا پیغام ہے۔ اگر مریض کو معلوم ہو جائے کہ اسے سرطان Cancer ہے تو شاید یہ خبر سنتے ہی اس کے دل کی دھڑکن بند ہو جائے۔ کسی طرح میں نے اپنی اہلیہ کو اس بیماری کا علم نہ ہونے دیا اور ڈاکٹروں نے بھی اس سلسلہ میں تعاون کیا۔ جس سرجن نے مرض کی تشخیص کی تھی اسی نے عمل جراحت سے آنت کے متاثرہ حصہ کو جسم سے نکال باہر کیا وہ آپریشن کے بعد اس کی کامیابی کی وقتاً فوقتاً جانچ بھی کرتا رہا۔ نرس گھر پر آتی اور خون کا نمونہ لے جاتی اور تجربہ گاہ میں جانچ

ہو جاتی۔طبّی اصطلاح میں اس "Test" کا نام C.E.A ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور مسرور کی دعاؤں کے طفیل جراحی کامیاب ٹھہری اور اس نتیجے کا اعلان ہوا 'تمام مشاہدات منفی ہیں' (.Finding to all Tests are Negative)۔

☆ جراح متعلقہ نے مزید تسلی کی خاطر مریضہ کو ایڈمنٹن شہر میں واقع اس ہسپتال میں بھیجا جو کہ سرطان (Cancer) کے مرض کے علاج کیلئے مخصوص ہے۔یہ ہسپتال اس مرض کے لئے پورے شمالی امریکہ میں ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے چنانچہ اس اسپتال میں "Colonoscopy" کے علاوہ متعدد اقسام کے Test ہوئے۔معائنہ نے بتایا کہ سرطان کے اثرات نہیں پائے گئے۔ہسپتال میں آنے کے اوقات میں وقفے بڑھنے شروع ہوئے اور بالآخر فیصلہ کیا گیا کہ اب ہسپتال آنے کی ضرورت نہیں لیکن معائنہ جاری رہے گا۔2006ء میں سرطان کی تشخیص ہوئی تھی اور اب جبکہ 2013ء گزر رہا ہے وہ گزشتہ کئی سالوں سے سرطان کے ہسپتال نہیں گئیں۔ہسپتال والوں نے مریضوں کی فہرست سے انکا نام خارج کر دیا ہے۔اب فیملی ڈاکٹر تک ہی آنا جانا ہوتا ہے۔الحمد للہ علی ذالک

☆ایسی مریضہ جس کی عمر ستر برس سے زیادہ ہو،سرطان کے مرض کے علاوہ دیگر پیچیدہ اقسام کی بیماریوں میں مبتلا ہو اور وہ سرطان جیسے موذی مرض سے کلّی طور پر شفایاب ہو جائے 'انی معک یا مسرور' کا واضح ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟

☆اب ہم آگے بڑھتے ہیں یہ 18 اور 19 اگست 2008ء کی درمیانی شب تھی میری اہلیہ گھر کے اندر گر گئیں۔ہم لوگوں نے انہیں سہارا دے کر کرسی پر بٹھا دیا۔ہم لوگوں کے سہارے چلنے لگتیں تو چیخنے لگتیں۔قدم زمین پر رکھ ہی نہ سکتی تھیں۔آدھی سے زیادہ رات بیت چکی تھی۔مجبوراً ایمبولینس کو بلانا پڑا جو چند منٹ میں پہنچ گئی۔جب میری اہلیہ سیدہ شاہدہ اور میں اس میں بیٹھ چکے تو میں نے اپنے بیٹے سید مبارک احمد کو کہا کہ فوراً حضور ایدہ اللہ کو Fax کے ذریعہ اس سنگین حالت سے مطلع اور درخواست دعا عرض کرو۔ایمبولینس ہمیں ہڈیوں کے اسپتال لے گئی جہاں ہڈیوں کے ماہر ڈاکٹر موجود ہوتے ہیں۔یہ وہی اسپتال تھا جہاں آنکھوں کا علاج ہوا تھا۔پیروں کے X-Ray وغیرہ لئے گئے۔چند گھنٹوں میں ایک سرجن ڈاکٹر نے X-Ray کا معائنہ کرنے کے بعد بتایا کہ داہنے پیر کی ہڈی گھٹنا (Knee) سے نچلے حصہ میں دو جگہ سے ٹوٹ گئی ہے اور ریزہ ریزہ (Crumble) ہو گئی ہیں۔بقیہ رات ہنگامی وارڈ (Emergency Ward) میں گزری۔ صبح کو عام وارڈ (General ward) میں منتقل کر دیا گیا۔علاج شروع ہوا۔اس طرح کی قدرتی بیماریوں کا علاج تو یہ ہے اگر مریض اپنے ٹوٹے ہوئے پیر پر بوجھ نہ ڈالے اور اس پیر کو سیدھا کر کے لیٹا رہے تو جو ہڈیاں ٹوٹ کر کچھ دور ہو گئی ہیں آہستہ آہستہ قریب آ کر خود بخود جڑ جاتی ہیں۔لیکن 72 سالہ مریضہ کے لئے یہ قدرتی عمل انتہائی سست رفتار بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔پھر لگاتار لیٹے رہنے کی وجہ سے مریض کو "Bed Sore" کا خطرہ ہوتا ہے۔لیکن اس خطرہ پر ان کو کروٹ بدل کر یا کرسی پر بٹھا کر قابو پایا گیا۔اس کا دوسرا علاج جراحی ہے جو کیا گیا لیکن سرجن کی کسی غلطی سے مریض کی کوئی "Nerve Damage" ہو گئی جس کی وجہ سے میری اہلیہ کو "Foot Drop" کی بیماری نے آلیا۔ایک دن ایک ڈاکٹر نے انتہائی پریشانی اور مایوسی کی حالت میں بتلایا کہ مریضہ کی حالت بہتر ہونے کی بجائے بدتر ہو رہی ہے۔دنیوی لحاظ سے یہ مایوس کن خبر تھی لیکن میرا اصل بھروسہ تو اللہ کی قدرت اور "انّی معک یا مسرور" پر تھا جسے اللہ تعالیٰ نے پورا کیا ؎

' اللّٰہ مولانا و کافل امرنا فی ھذہ الدنیا و بعد فنا '

ترجمہ: اللہ ہمارا مولا ہے اور ہمارے کام کا متکفل ہے اس دنیا میں اور فنا کے بعد

میری اہلیہ کی بیماری کے علاج کا ایک حصہ کسرت یعنی ورزش جسمانی (Physiotherapy) ہے جو ڈاکٹری ہدایت کے مطابق ایک جسمانی ورزش کا ماہر (Physiotherapist) کراتا رہا لیکن اس عمر کی مریضہ کے لئے جسمانی ورزش (Physical Excercise) ایک مشکل کام تھا لیکن یہ لازمی علاج جاری رہا اور اس طریق علاج سے وہ اپنے ٹوٹے ہوئے پیر پر آہستہ آہستہ مگر تواتر سے وزن ڈالتی رہیں۔

اکتوبر 2008ء کے آخر تک جبکہ ہسپتال میں آئے ان کو تین ماہ ہونے کو تھے،بفضل تعالیٰ اس لائق ہو چکی تھیں کہ ہسپتال سے فراغت مل جائے۔ ہسپتال کا عملہ کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھا جو گھر کے قریب ترین ہو اور علاج کی سہولت بھی ہو۔اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا اور ایک ایسا مرکز جسے "Subacute Centre" کہتے ہیں مل گیا۔میری اہلیہ ایک ماہ تک اس سینٹر میں رہیں اور سارے علاج بدستور جاری رہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسرور کی دعاؤں کے طفیل ان کی حالت مزید بہتر ہوئی۔اور یوں ہسپتال اور اس "Subacute

"Centre" میں مجموعی طور پر تین ماہ اور دس دن گزارنے کے بعد گھر آ ئیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

☆ گھر آنے کے بعد بھی جسمانی ورزش کا ماہر انہیں گھر آ کر ورزش کراتا رہا۔ کبھی کبھار خاکسار ان کو کسی ورزشی مرکز میں لے جاتا۔ اب کئی سال سے بحمد للہ ورزش کی ضرورت نہیں ہے اور مزید مقام شکر ہے حیرت انگیز طور پر "Foot Drop" کی تشویشناک بیماری بھی برائے نام باقی ہے۔ نرس جو گھر پر آ کر مرہم پٹی کا کام کرتی تھی اس نے خاکسار کو بھی کچھ تربیت دی۔ چنانچہ کچھ دنوں تک میں نے بھی مرہم پٹی کی۔ اور اس کے بعد سے بفضل تعالیٰ اس کی ضرورت نہیں رہی۔

☆ ہڈیوں کے ماہر جراح نے مشورہ دیا تھا کہ چھڑی کی بجائے واکر (Walker) کا استعمال کریں کیونکہ چھڑی کے مقابلے میں یہ زیادہ محفوظ ہے اور یہ آج بھی زیر استعمال ہے۔ سال 2008ء میں جب وہ ہسپتال سے گھر واپس آئی تھیں تو ان کے دونوں پاؤں اس قدر کمزور تھے کہ اگر ایک ثانیئے (Second) کے لئے واکر سے الگ ہوتیں تو گر پڑتیں لیکن اب سیکنڈ کی بجائے منٹوں واکر کے بغیر کوئی نہ کوئی کام کر لیتی ہیں۔ پہلے وہ میری مدد کے بغیر غسل نہ کرسکتی تھیں اور قدم قدم پر میری ضرورت ہوتی تھی۔ اب حالت یہ ہے کہ وہ خود ہی غسل کر لیتی ہیں اور ہمیں اس کا علم تک نہیں ہوتا۔

☆ اب ہم 2009ء میں داخل ہوتے ہیں۔ اس سال ماہ اپریل میں ایڈمنٹن میں معدی نزلہ (Stomach Flue) کا حملہ ہوا جو وبائی صورت اختیار کر گیا چنانچہ ہمارا گھر بھی نہ بچ سکا اور گھر کے سارے افراد اس مرض میں مبتلا ہو گئے۔ تندرست افراد تو دوا اور پرہیز سے چند روز میں صحت یاب ہو گئے لیکن میری اہلیہ کا جسم جو متذکرہ بالا بیماریوں کے باعث پہلے ہی سے قوت مدافعت میں شدید طور سے کم تھا، اس نئی بیماری کا لمبے عرصے تک شکار ہو گیا۔ گھر پر علاج سے افاقہ نہ ہوا بلکہ بیماری شدت اختیار کر گئی۔ مجبوراً ایمبولینس بلانی پڑی۔ معائنے سے پتہ چلا کہ خون میں شکر کی مقدار بہت بڑھ گئی ہے۔ اغلباً خون کا دباؤ بھی بڑھ گیا تھا۔ ایمرجنسی وارڈ میں علاج سے دونوں عوارض پر قابو پالیا گیا اور پھر جنرل وارڈ میں منتقل کر دیا گیا۔

مزید تحقیق اور معائنوں کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ انہیں بہت سی بیماریاں لاحق ہیں جن میں سے اہم اور قابل ذکر بیماری پیٹ کی ہے۔ اور مزید یہ کہ نمونیہ (Pneumonia) بھی ہے۔ ان کا پھیپھڑہ (Lung) پہلے ہی کمزور تھا۔ اس بار پانچ ہفتے اسپتال میں گزار کر گھر آئیں۔ ایک معمولی بیماری نے اتنی خرابی پیدا کر دی کہ پانچ ہفتے ہسپتال میں رہنا پڑا۔ بہر حال بفضل تعالیٰ وہ گزشتہ تین سالوں سے پھر اسپتال نہیں گئیں۔ خدا کرے کہ آئندہ بھی ضرورت نہ پڑے۔

حرف آخر: بیماری کی اس لمبی اور پیچیدہ داستان جاننے کے بعد ہر معقول انسان یہی نتائج اخذ کرے گا :

(الف) اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے کہ وہ ہر طرح کی بیماری سے شفا بخشے اور اس کے علاوہ مردہ کو زندہ کر سکتا ہے۔

(ب) حضرت مرزا مسرور احمد صاحب اللہ تعالیٰ کے سب سے مقرب بندے، خلیفۃ المسیح اور خلیفہ راشد ہیں۔

(پ) '**انی معک یا مسرور**' کا الہام ان کی ذات میں یقینی طور پر پورا ہوا۔

(ت) لوگوں کو اکثر یہ کہتے سنا گیا ہے کہ معجزے روز روز نہیں ہوتے۔ لیکن ہمارا ایمان یہ ہے کہ نشانات دکھانا خدا تعالیٰ کی سنت قدیم ہے۔ انسان کی کیا مجال کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر قدغن لگا سکے اور اسے تعداد کے حصار میں مقید کر سکے۔ ہر سچا اور کھرا احمدی اس بات کا گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے معجزات دکھا کر احمدیت کی صداقت کو ثابت کیا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ افراد جماعت جب تک اعمال صالحہ بجالاتے رہیں گے خدا تعالیٰ تب تک ان سے محبت کا سلوک فرماتا رہے گا۔ اور اس کے پیار کی نظر ان پر پڑتی رہے گی۔

نوٹ: محترمہ سیدہ شاہدہ احمد صاحبہ 14 ستمبر 2014ء کو ایڈمنٹن، کینیڈا میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حوالہ جات :

۱: تذکرہ جلد 2 صفحہ 744 شائع کردہ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ پاکستان۔

۲: ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا بابت مئی 2010ء ص: 1 (سرورق اردو)

"رشیدہ جس کو حق نے رُشد بخشا"

ثمینہ ارائیں

آج جلسہ سالانہ 2014ء کا پہلا دن تھا۔جلسہ گاہ میں ہمیشہ کی طرح رونق تھی مگر اس تمام گہما گہمی کے باوجود ایک عجیب سی اداسی محسوس ہو رہی تھی۔ دائیں جانب قطاروں میں لگی کرسیوں پر نظر پڑتے ہی دِل نے جانتے ہوئے بھی بے اختیار ایک ناممکن سی خواہش کر ڈالی.....اے کاش وہ لمحے واپس آجاتے اور وہ پھولوں سا مہکتا وجود ہمارے درمیان ہوتا...... وہ محبتوں کا پیکر مبارک وجود جس سے ہر تقریب میں ایک انوکھا سا رنگ آجاتا تھا۔ ہماری پیاری اُمّی جانی....

حضرت محترمہ صاحبزادی امتہ الرشید صاحبہ جو حضرت مصلح موعودؓ کی صاحبزادی، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی نواسی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ وہ جو اپنے آباؤ اجداد اور اپنے درخشاں ماضی کا ایک روشن نشان تھیں، 18 اکتوبر 2013ء کو واشنگٹن میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

وہ ایک ایسی ہستی تھیں جو جماعت کے ہر فرد کے ساتھ ایک منفرد رنگ میں گہرا تعلق رکھے ہوئے تھیں۔ یہ ان میں خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ایسا وصف تھا جو اس سے پہلے کسی انسان میں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا اور محبتوں کے پھول جو وہ چن چن کر ہمیں دے گئی ہیں ان کی مہک بھی لافانی ہے۔

جلسہ سالانہ کی تقاریر میں حضرت امّاں جانؓ کی سیرت مبارکہ بیان کی جارہی تھی جسے سنتے ہوئے میرے دل میں بار بار یہ احساس جاگتا رہا کہ یہ تو محترمہ صاحبزادی امتہ الرشید صاحبہ کا ذکر ہو رہا ہے اور ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت امّاں جانؓ کے اوصاف، بے پناہ حافظہ، معرفت، علم و حکمت، حوصلہ اور مہمان نوازی لئے یہ مبارک وجود ہمارے درمیان موجود رہا اور اس فیض و مہربانیوں کے چشمے سے ہم سیراب ہوتے رہے۔

مَیں آپ کو اُمّی جانی کہتے ہوئے بہت عاجزی محسوس کرتی ہوں مگر یہ بھی خدا تعالیٰ کا بے پناہ فضل تھا کہ مجھے یہ سعادت ملی کیونکہ آپ میرے شوہر ملک مجیب الرحمٰن صاحب کی رضائی والدہ تھیں۔

شروع میں جب مَیں واشنگٹن آئی تو مسجد بیت الرحمٰن میں کوئی جماعتی تقریب تھی۔نوشی باجی میرے قریب آئیں اور کہنے لگیں کہ اُمّی جانی کہہ رہی ہیں کہ میری بہو کو ڈھونڈھ کر لاؤ اور پھر انہوں نے مجھے یہ بھی کہا کہ مَیں اُن کو اُمّی جانی ہی کہا کروں.....ان سے ملاقات تو پہلے بھی ہوتی تھی مگر اس تعلق کے بعد ان سے قریب ہونے کا موقع پہلی بار ملا۔ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔تقریبات میں آنے والی خواتین کی کوشش ہوتی کہ ان سے ملاقات ضرور ہو۔ مجھے ہمیشہ پیار سے ساتھ بٹھا لیتیں۔ اگر ساتھ والی کرسی خالی نہ ہوتی تو مَیں زمین پر ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتی۔ خاص محبت اور شفقت کا سلوک کرتیں۔ میرے بچوں کو ناموں سے جاننے لگیں اور ان سے گہرا تعلق پیدا ہوگیا۔قریب سے دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ انہوں نے یہ گہری محبت کا رشتہ بہت سارے لوگوں سے باندھ رکھا ہے۔لگتا تھا محبتوں اور عنایتوں کے دریا بہہ رہے ہیں، کیا چھوٹے بڑے، اپنے پرائے، نوکر چاکر، گھر میں پلنے والے بچے، رشتہ دار، بے سہارا لوگ.....سب کے ساتھ ایسا انوکھا سلوک تھا کہ دل بے اختیار سبحان اللہ کہہ اٹھتا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ اسلام کی دی ہوئی سچی تعلیم، حسنِ سلوک، انسانی ہمدردی، قرابت داری، مہمان نوازی اور اعلیٰ اخلاق کا جیتا جاگتا عملی نمونہ دیکھ رہے ہوں۔ ہماری جماعت خوش قسمت تھی کہ یہ بابرکت وجود انعام کے طور پر ہمیں ملا۔ گو کہ وہ ہمارے سامنے نہیں ہیں مگر محبت کی گہری پرچھائیاں ہم پر چھوڑ گئی ہیں۔ دِل میں گہرا دکھ ہے اور مجالس، محفلوں اور جلسے اجتماعات میں انہیں نہ پا کر ایک اداسی اور کمی کا احساس ہوتا ہے مگر محبتوں کی اور حکمت و دانائی کی جو باتیں وہ چھوڑ گئی ہیں وہ ایک بہتے دریا کی طرح ہیں جس سے ہم ہمیشہ سیراب ہوتے رہیں گے۔ انشاءاللہ

اس عظیم ہستی کے لئے میرے اور میرے شوہر کے دِلی جذبات کو میری بہن عفیفہ نے نظم کی صورت میں اس طرح بیان کیا ہے......

وہ پیاری ہستی
پُرتبسّم شفیق چہرہ
لبوں پہ نرم سی مسکراہٹ
حُسن اور سادگی کا پیکر
تھی اُن کے دَم سے فضا معطّر
کہ خوشبو خوشبو وجود اُن کا
عقل وخرد کا تھا جو مسکن
ہر بزم کا بن جاتیں محور
زیرک بھی تھیں اور تھیں سخن ور
باغِ احمدؑ کا ایک گُل تھیں
وہ بنتِ فضلِ عمرؓ کہ جو تھیں
آباء کے فخر وسکوں کا باعث
بچپن سے ہی پارسا بھی تھیں وہ
اور وہ رشیدہ کہ
''جس کو حق نے رُشد بخشا
بنایا نیک طینت اور اچھا''
حسنِ سیرت میں تھیں وہ یکتا
تھا اُن میں حُسنِ بیان ایسا
کہ رنگ بھرتی تھیں
واقعات وحکایات میں وہ
دل میں جو اتر سی جاتیں
محسوس ہوتا پھر کہ جیسے
پھول چنتے گزر رہے ہوں
بسرے ماضی کے گلستاں سے
اپنے فن میں طاق تھیں وہ
قیمتی تھیں نصائح اُن کی
بات اُن میں کچھ تھی ایسی
کہ راج کرتی تھیں وہ دلوں پر
ایک مغلیہ شہزادی....
محفلوں کی تھیں وہ رونق

کہ اُن کے سایۂ عاطفت میں
گزرتے لمحے بھی رُک سے جاتے
چاہتے بھی تو اُٹھ نہ پاتے
تھی سحر انگیز سی رفاقت
کہ ہم سمیٹ لیں وہ محبت
جو لمحہ لمحہ برس رہی تھی
ٹھنڈی ٹھنڈی پھوار بن کر...
نفیس اور خوش لباس تھیں وہ
خیالوں میں آس پاس تھیں وہ
جمال بھی تھا وقار بھی تھا
رُعب تھا تو پیار بھی تھا
وہ پیاری آنکھیں چمکتی رہتیں
عقل وخرد کی روشنی سے
خوش مزاج اور بذلہ سنج تھیں
تھا لاجواب مزاح اُن کا
تو حافظہ بھی کمال اُن کا
علم وحکمت کا اِک خزانہ
انکسار وعاجزی بھی
حمیدہ اوصاف سے مزیّن
جو دریا تھیں وہ شفقتوں کا
تو بحر تھیں وہ محبتوں کا
حلاوتوں کا وہ تھیں سمندر
عنایتوں کا برستا بادل
سیراب کرتا تھا خَلق کو جو
مہکتا ہوا وجود تھا وہ
اور اس قدر تھا وہ معطّر
محبتوں سے رچا بسا تھا
کہ اب بھی جیسے
ٹپک رہا ہو
پیار اُن کا، خلوص اُن کا

بن کے ٹھنڈی سی نرم بوندیں
میری سوچوں کی وسعتوں پر
وہ گزری گھڑیاں وہ میٹھی یادیں
کہ جب وہ مہربان ہستی
بانٹتی تھیں فیض اپنا
بکھیرتی تھیں خلوص اپنا
کوئی چھوٹا تھا یا بڑا تھا
غیر تھا کوئی یا کہ اپنا
تھا سب سے یکساں سلوک اُن کا
اور انوکھا سا پیار اُن کا

وہ حسین لمحے ہیں یاد آتے
جو اُن کے قُرب میں تھے گزرے
مجھے ملول کر ہیں جاتے
مجھے اداس کر ہیں جاتے
وہ ایک مشفق متین ہستی
وہ نرم و نازک حسین ہستی
چھوڑ کر اب وہ جا چکی ہیں
مقام اونچا وہ پا چکی ہیں
یاد مجھ کو ہیں ایسے آتیں
جیسے وہ میری اپنی ماں تھیں.....

فبایّ الآءِ ربکما تکذّبٰن

یعنی (اے جن وانس) تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔

پہلے تو انسان اپنے جسم سر سے پاؤں تک کے بارہ میں گہرے انداز میں سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کس طرح پیدا کیا۔ دماغ، آنکھیں، دل ہاتھ پاؤں پر غور کرے تو حیرت میں رہ جاتا ہے۔ دل ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ جس کی حرکت پر زندگی کا دارومدار ہے۔ اگر ایک لمحہ بھی رک جائے تو انسان ختم ہو جاتا ہے۔ تو یہ ایک اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور عظمت کا ثبوت ہے۔

اسی طرح زمین آسمان، دن اور رات، سورج اور چاند جن کی وجہ سے دن رات بنا، دنیا کی اتنی بڑی کائنات اللہ تعالیٰ نے بنائی اور دنیا کی ہر چیز اسکے حکم کے تابع ہے۔ سمندر بحر بیکراں، ہوائیں، پہاڑ سبزہ زار، چشمے، آبشاریں، قسمہا قسم کے درخت، پھل پھول یعنی کہ ہر چیز خدا تعالیٰ نے انسانوں کے لئے ایک نہیں بلکہ بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ یہ عظیم خدا کی عظیم نعمتیں ہیں جو کہ ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ وہ کس وقت ہم پر مہربان ہوتا ہے۔ ہماری خطائیں معاف کرتا ہے اور بار بار ہم پر رحم کرتا ہے۔ یہ بھی اسکی بہت بڑی عظمت اور بڑی نعمت ہے۔ ہمیں بھی خدا تعالیٰ یہ سعادت دے کہ ہم اسکے حکم پر چلیں اور دن رات بلکہ ہر سانس کا شکر بجالائیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ اسکے نام پر کچھ نہ کچھ دیں مگر گننا نہیں چاہیئے اور نہ ہی نمود و نمائش کرنی چاہیئے۔ بلکہ کہتے ہیں اگر خدا کے نام پر کچھ دو تو ایک ہاتھ سے دو مگر دوسرے کو پتہ بھی نہ چلے اور دعا کریں کہ وہ قبول فرمائے آمین ثم آمین۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ہر حکم پر چلنے والا بنائے۔ اور ہر ایک امیر غریب، اپنے پرائے بلکہ پوری انسانیت پر رحم کرے انکی مدد کرے اور پیار اور محبت سے پیش آئے۔ کسی کو دکھ نہ دے اور نیکی کر کے کسی سے بدلہ نہ مانگے۔ نیکی کر کے بھول جائیں اگر کوئی نیکی کے بدلے برائی کرے تو صبر کریں اور اسکو اپنی نیکی نہ جتائیں اور نہ اسکی برائی کا بدلہ برائی سے دے کر اپنی نیکی ضائع کریں کیونکہ جس خدا کے نام پر نیکی کی وہ جانتا ہے۔

الیس اللہ با حکم الحٰکمین

کیا اللہ سب فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والا نہیں؟ اسکی حکمت، عظمت اور شان بہت بلند ہے۔ اور نیکی کا اجر دینے والا ہے۔ وہ شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ اور دل و دماغ کی باتوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ اور نیکی اور اچھائی کا اجر جنت اور برائی کا بدلہ عذاب نار میں ڈالتا ہے۔ وہ غفور الرحیم بھی ہے۔ معاف بھی کر دیتا ہے۔ یہ اسکی اپنی حکمت ہے۔ اسکا شکر اسکے حکم پر چل کر پانچ وقت نماز ادا کرو۔ اسی میں بہتری ہے ؎

اے زمین وآسمان کے خالق   بخش دے ہمیں کہ تو بخشنہار ہے